قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوا کما رأیتمونی اصلی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرح تم بھی نماز پڑھو،

دستور المتقی

المعروف بہ

صلوٰۃ النبی

مع اضافہ و تصحیح

از جناب حکیم مولانا ابو الصمصام عبد السلام صاحب (مولوی فاضل) بستوی

مدرس مدرسہ حاجی علی جان چاندنی چوک دہلی

حسب فرمائش

جناب حاجی محمد صدیق و حاجی محمد امین صاحبان مرحوم

پھاٹک حبش خاں دہلی

(وقف لوجہ اللہ) (تاریخ طبع ۲۹ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ)

مطبوعہ نایاب برقی پریس چاوڑی بازار دہلی

یہ کتاب بلا قیمت ملتی ہے۔ پتہ:۔ (جناب) حاجی محمد صدیق و حاجی محمد امین صاحبان پھاٹک حبش خاں ۹۶۳ دہلی

ضروری گذارش

یہ کتاب دستور المتقی المعروف بہ صلوٰۃ النبی ایک دینی مستند کتاب ہے۔ اسمیں عقائد۔ ایمان نفاق وگناہ کبیرہ سے بچنے کا، توحید کی خوبی، شرک کی برائی، قرآن وحدیث کی اتباع اور بدعت کی تردید کا بیان ہے۔ اس کے بعد طہارت، غسل، وضو، تیمم، مسح، مسواک ونفاس واستحاضہ وغیرہ وغیرہ کے مسائل ہیں۔ پھر کتاب الصلوٰۃ یعنی نماز کے پورے احکام کا بیان ہے۔ نماز کی فضیلت اور بے نمازیوں کی وعیدیں، اذان وتکبیر کی ترکیب، ستر کی حفاظت وسترہ، نماز تہجد تراویح۔ جمعہ وعیدین وصلوٰۃ استسقاء وکسوف وخسوف وصلوٰۃ جنازہ وغیرہ نمازوں کے پورے مسائل کا بیان ہے۔ زکوٰۃ، خیرات وروزہ رمضان وحج ونکاح وطلاق ورجعت ورضاعت وایلاء وولیمہ وعقیقہ وہدیہ ومہمانداری وغیرہ مسائل عام فہم زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ تمام مسائل کو صحیح احادیث سے اخذ کیا گیا ہے۔ ماخذ کے حوالے صحت کے ساتھ حاشیہ پر لکھ دیئے گئے ہیں۔

یہ کتاب مولوی حاجی سید محمد معظم صاحب متوفی ۱۳۲۴ھ نے کسی مخلص عالم سے تالیف کراکے مطبع فاروقی دہلی میں طبع کرائی تھی اور ایسی مقبول عام ہوئی کہ ہاتھوں ہاتھ نکل گئی۔ پھر ۱۳۳۱ھ میں ان کے صاحبزادے مولوی سید عبد السلام صاحب نے طبع کرایا تھا مگر اب یہ کتاب نایاب ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حاجی محمد صدیق صاحب خلف حاجی احمد صاحب مرحوم کو جنہوں نے اس کتاب کو رفاہ عام کی غرض سے وقف مال سے طبع کراکے مفت شائع کیا۔ خاکسار راقم الحروف نے اس کی تصحیح کی ہے اور کتاب النکاح سے ہمسایہ کے حقوق تک اور حضرت شاہ اسمٰعیلؒ کے خطبہ جمعہ کا اضافہ کیا ہے۔ قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس عاجز اور جناب حاجی صاحب موصوف کیلئے دعاء خیر فرمائیں۔

عبد السلام بستوی غفرلہ (۲۹ شوال ۱۳۷۲ھ)

نوٹ:۔ ضرورت مند حضرات پتہ ذیل سے ۲۔ر کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیج کر مفت منگا سکتے ہیں۔
حاجی محمد صدیق وحاجی محمد امین صاحبان پھاٹک حبش خاں دہلی ۹۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَبْدَأَ الْکَوَاکِبَ السَّوَاطِعَ وَ اَنْشَأَ السَّوَاکِبَ الْهَوَامِعَ نَشْکُرُہٗ شُکْرَ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُطَهَّرِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الْمُنْتَجَبِیْنَ وَ عَلٰی اُمَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ۝ حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ کلمہ طیب کے دو حصے ہیں۔ ایک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ان دونوں حصوں پر مسلمان کو عقیدتًا و عملاً ایمان لانا اسلام کا ایک بڑا رکن ہے۔ پہلے حصہ میں توحید کا بیان ہے اور دوسرے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا۔ توحید کے حصہ میں بہت سی باتیں شامل ہیں جنہیں ہم عقائد کی فصل میں بیان کریں گے۔ یہاں صرف اس قدر ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمان کے لئے موحد ہونا نہایت اہم اور ضروری بات ہے۔ جب تک مسلمان موحد نہ ہو گا اُس کا اسلام کسی کام اور مصرف کا نہ ہو گا۔ مسلمان موحد خدا کی نعمتوں کے بڑے بڑے درجے حاصل کریں گے۔ اُن پر دنیا میں بھی رحمت ہو گی اور عقبیٰ[1] میں بھی ہمیشہ کے لئے خدا کی ابدی اور غیر منقطع نعمتوں اور بے زوال جنتوں میں داخل ہو کر عیش کریں گے جو کبھی کم اور موقوف نہ ہونگے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ زیادہ ہوتے رہیں گے۔ اور جو مسلمان[2] موحد نہ ہونگے وہ خدا کی ابدی نعمتوں سے ہمیشہ محروم رہیں گے اور دوزخ[3] کے دردناک عذاب میں گرفتار ہو کر طرح طرح کی جگر خراش مصیبتیں اور جاں گزا تکلیفیں جھیلیں گے موت کی دعا کریں گے تو وہ بھی نہ آئے گی بلکہ دن بدن اور ساعت بساعت مصیبت و تکلیف بڑھتی رہے گی لہٰذا مسلمانوں کو ہمیشہ فکر کرنا چاہئے کہ ہمیں دنیاوی زندگی میں دو طرح کے کام کرنے چاہئیں جن کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں ایک وہ جن سے خدا اور رسول راضی ہوں، دوسرے وہ جن سے خدا اور رسول ناخوش نہ ہوں

[1] سورۂ کہف ع ۱۲۔ [2] سورۂ نساء ع ۱۰۔ [3] سورۂ بینہ

اور یہ کام انسان سے اُسی وقت بن آتے ہیں جب کہ وہ خدا کو حاضر ناظر سمجھے اور موت و قبر و قیامت کے حساب کتاب سے غافل نہ رہے اور جو کام خدا ورسول کی رضامندی کے ہیں اُن ہی کو اپنا مقصود اور وسیلۂ نجات جانے اُس کے خلاف کام کو شیطانی دھوکا سمجھے گو بظاہر اچھا اور بھلا ہی کیوں نہ معلوم ہو اور بہت سے نام کے مسلمان ایسے[1] دھوکوں میں مبتلا ہیں سچے اور راستے[2] باز مسلمان شیطانی دھوکے میں نہیں آتے بلکہ اُن کا ذاتی مقصود ہمیشہ خدا و رسول کو راضی رکھنا جنت میں جانا، خدا اور رسول کا دیدار حاصل کرنا، دوزخ کی مصیبتوں سے بچنا ہوا کرتا ہے تو واضح رہے کہ جنت میں جانا خدا کے راضی رکھنے پر موقوف ہے اور خدا[3] کو راضی رکھنا پیغمبر صاحب کی سچی محبت پر اور پیغمبر صاحب کی محبت آپ کے قول و فعل میں چلنے پر منحصر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ جو مسلمان کلام الٰہی اور سنت نبوی کا فرمانبردار ہوگا وہی فلاح دارین حاصل کرے گا اور ابدی سعادت کا منہ دیکھے گا۔ اسلام[4] کا دوسرا بڑا رکن نماز ہے جو تمام عبادات و خیرات کی جڑ اور اصل الاصول ہے۔ توحید اور نماز ہی دو ایسی چیزیں ہیں جن کی برکت سے انسان نجات پا سکتا ہے اور اُس کی ساری مشکلیں آسان ہو سکتی ہیں۔ لیکن باعث نجات صرف وہی نماز ہے جو پیغمبر صاحب کے طریقہ پر پڑھی گئی ہوگی۔ کیونکہ جو نماز آپ کے طریقہ پر نہ پڑھی گئی ہوگی وہ باعث نجات تو کیا اُلٹی منہ پر ماری جاوے گی اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صَلُّوْا[5] كَمَا رَاَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ یعنی تم اس طرح نماز پڑھو جیسا کہ مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ کا نام **دستور المتقی المعروف بہ صلوٰۃ النبی** رکھا گیا اور اس میں وہی طریقہ نماز صحیح حدیثوں سے بتایا گیا ہے جس پر حضرت کا تعامل تھا۔ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِی السَّبِيْلَ ○

پہلا باب عقائد کے بیان میں

چونکہ عقیدہ کی درستی اور صفائی تمام باتوں پر مقدم ہے اس لئے اہل سنت والجماعت کے چند عقائد نہایت اختصار کے ساتھ قلم بند کئے جاتے ہیں۔ مسلمان کو اس بات کا دل سے اعتقاد کرنا چاہیئے کہ

[1] سورۂ اعراف ع ۴ [2] سورۂ آل عمران ع ۴ [3] صحیحین مشکوٰۃ صـ ۱۲ [4] صحیحین [5] بخاری

اس جہان فانی کا صانع اور موجد خدا تعالیٰ ہے جس نے اسے عدم سے ایجاد کیا اور قانون حکمت پر مرتب رکھا جیساکہ فرمایا اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اور فرمایا اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ صانع کے ثبوت صفات پر قرآن مقدس میں تقریباً پانچ سو آیتیں دلیل ہیں۔ عقیدہ۱ جس قدر مخلوقات ہیں کیا عالم ملک واشباح اور کیا عالم ملکوت وارواح سب کو وہی عدم سے وجود میں لایا ہے۔ عقیدہ۲ وہ تمام صفات کمال کے ساتھ متصف ہے مثلاً علم۔ قدرت۔ حیات سمع۔ بصر۔ ارادہ۔ تکوین۔ کلام۔ ترزیق۔ تخلیق وغیرہا اور اس کے سارے صفات نقص وزوال سے منزہ ہیں جیسے عجز۔ جہل۔ کذب۔ کوری۔ کری۔ موت وغیرہا۔ عقیدہ۳ وہ تمام جزئیات و کلیات ممکنات ومستحیلات معلومات کو جانتا ہے۔ زمین کی تہ سے آسمانوں کی چوٹی تک جو کچھ ہوتا ہے سب اُسے معلوم ہے، آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ اُس سے چھپا نہیں اگر اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر کالی چیونٹی چلتی ہے تو وہ اُسے بھی جانتا ہے۔ ایک ذرہ اگر ہوا میں حرکت کرتا ہے تو وہ اُس سے بھی مطلع ہوتا ہے۔ دل کی مخفی باتوں اور سینہ کے خطروں کو جانتا ہے۔

عقیدہ۴ تمام ممکنات پر اُس کی قدرت چلتی ہے۔ کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

عقیدہ۵ تمام کائنات اُس کے ارادہ کے ساتھ وابستہ ہے یعنی تمام ملک وملکوت میں جو کچھ جاری ہوتا ہے تھوڑا یا بہت، نیک یا بد، نفع خواہ نقصان، شیریں یا تلخ، ایمان یا کفر، فوز یا خسران، زیادت یا نقصان، طاعت یا عصیان سب خدا کے ارادے سے ہے اُس کی حکمت وتقدیر کے موافق مَاشَآءَ کَانَ وَمَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ اگر ساری کائنات جمع ہو کر ایک ذرہ کو جنبش دے یا ٹھیرا دے کیا امکان وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ عقیدہ۶ اُس کا کوئی شبیہ اور ضد اور ہمسر ومثل نہیں۔ جس نے کسی مخلوق کے ساتھ اُسے تشبیہ دی کافر ہوا۔ سلف اُس کی صفتوں کو ظاہر پر محمول کرتے اور اسے کسی سے تشبیہ نہ دیتے تھے اور تاویل وتعطیل وتکییف سے بچتے تھے۔ عقیدہ۷ وجوب وجود اور استحقاق عبادت اور خلق وتدبیر میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔

ہستی اُسی کو ہے باقی سب کو فنا، معبود وہی ہے باقی سب باطل، خالق و مدبر وہی ہے باقی سب مخلوق وعاجز۔ عقیدۂ[۸] وہ اپنے غیر میں حلول نہیں کرتا نہ غیر اُسمیں حلول کرتاہے وہ عالم سے جدا عرش پر جلوہ فرماہے وہ کسی غیر کے ساتھ متحد نہیں ہوتا بلکہ اپنی ذات وصفات وافعال میں یکتا ہے۔ عقیدۂ[۹] خدا عرش پر ہے مگراس فوق اور استوار کی حقیقت خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ہم اس پر ایمان لاتے اور کیفیت وتاویل سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔ عقیدۂ[۱۰] ایماندار قیامت کے دن خدا کو آنکھ سے دیکھیں گے۔ جنت میں جانے کے بعد بھی اور پیشتر بھی جیسے لوگ چودھویں رات کے چاند کو بغیر تردد دیکھتے ہیں۔ عقیدۂ[۱۱] تمام کفر و معاصی بڑے ہوں یا چھوٹے اُسی کے خلق وارادہ سے ہیں گو وہ کفر وعصیان سے ناراض اور طاعت وایمان سے راضی ہوتا ہے کیونکہ ارادہ اور چیز ہے اور رضا اور بات۔ وہ اپنی ذات وصفات میں سارے جہان سے بے نیاز ہے۔ اس پر کوئی حاکم نہیں بلکہ سب پر اُس کا حکم چلتا ہے۔ عقیدۂ[۱۲] عقل کو اشیار کے بُرے بھلے ہونے میں کچھ مداخلت نہیں نہ اس بات میں کہ فلاں کام ثواب کا باعث ہے اور فلاں عذاب کا موجب بلکہ ہر چیز کی بُرائی بھلائی خدا کے قضار وقدر سے ہے اُسی نے لوگوں کو اُس کے ساتھ مُکلف کیا ہے گو بعض چیزوں کی وجہ اور مصلحت ومناسبت ثواب وعذاب عقل سے دریافت ہو جائے ورنہ بعض باتوں کا ادراک رسوؔل کے بتائے بغیر ہرگز معلوم نہیں ہوسکتا۔ عقیدۂ[۱۳] خدا تعالیٰ کی ہر ذاتی وفعلی صفت واحد بالذات ہے نہ متکرر و متعدد۔ وہ ایک ہی فعل سے تمام مفعولات کرتا ہے تکثر و تعدد جو سمجھ میں آتا ہے وہ تاثیر اسمائے صفات میں ہے نہ نفس صفات میں۔ عقیدۂ[۱۴] قرآن مقدس کلام خدا ہے جو پیغمبر آخرالزماں جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر نازل ہوا اُس پر حرف وصوت کا اطلاق کرنا صحیح ہے۔ عقیدۂ[۱۵] معاد جسمانی برحق ہے اجسام کا حشر ہوگا، روح بدن میں ڈالی جائے گی۔ یہی اجسام جو یہاں شرعاً وعرفاً ابدان کہلائے جاتے ہیں وہاں ہوں گے۔ عقیدۂ[۱۶] جزا کا ملنا، حساب کتاب کا ہونا، پُل صراط پر سے عبور کرنا، نامہ اعمال کا ملنا، اعمال کا ترازو میں تُلنا برحق ہے۔ جنت و دوزخ اس دم موجود ہیں اور اپنے لوگوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گے ان میں کسی کو فنا نہ ہوگی۔

کسی نص سے صراحۃً یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ جنت و دوزخ کہاں ہیں اگرچہ جنت کو آسمان پر اور دوزخ کو زمین کے نیچے بتایا گیا ہے۔ جنت دوزخ اور معاد جسمانی کا ثبوت توریت وانجیل سے بھی ہوتا ہے۔ عقیدہ ۱۷ جس مسلمان سے کبیرہ گناہ سرزد ہوئے ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا بشرطیکہ خفی وجلی شرک سے بچ گیا ہو۔ عقیدہ ۱۸ شفاعت برحق ہے مگر موحد صاحب کبیرہ کی ہوگی نہ مومن مشرک کی۔ عقیدہ ۱۹ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اول شافع اور اول مشفع ہیں۔ شفاعت کا مستحق وہی گنہگار ہوگا جس نے سچے دل اور سچی زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دی ہوگی اور شرک وکفر سے الگ رہا ہوگا۔ عقیدہ ۲۰ قبر کا عذاب و ثواب اور منکر ونکیر کا سوال وجواب اور ضغطۂ قبر برحق ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس قبر میں روح کا اعادہ حق ہے۔ موت کے بعد ہر روح کو اپنے جسم سے ایک طرح کا اتصال ہوتا ہے جس کی وجہ سے روح جسم سمیت راحت میں رہتی ہے یا عذاب میں۔ موحد کی روح علیین میں رہتی ہے اور کفار اور منافقوں کی سجین میں۔ شہیدوں کی روح عرش کے نیچے اور جنت میں چرتی پھرتی ہے۔ عقیدہ ۲۱ خدا کا رسولوں کو مخلوق کی طرف بھیجنا اور بندوں کو امر ونہی کی تکلیف دینا حق ہے۔ خدا کے رسول اور تمام لوگوں سے معجزات اور خارق عادات اور سلامت فطرت اور کمال اخلاق حسنہ وغیرہ وغیرہ باتوں میں ممتاز ہوتے ہیں۔ عقیدہ ۲۲ تمام انبیاء علیہم السلام کفر اور اصرار علی الکفر سے معصوم بلکہ گناہوں سے بحسب اصل فطرت متنفر ہوتے ہیں۔

عقیدہ ۲۳ ہمارے حضرت خاتم النبیین ہیں اور اپنے سے بیشتر کے تمام شرائع کے ناسخ، آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ خدا کے بندے اور اُس کے رسول اور برگزیدہ ہیں۔ آپ نے کبھی بُت پوجا نہ شرک کیا، نبوت سے بیشتر نہ بعد کسی صغیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے نہ کبیرہ کے۔ آپ کی دعوت تمام جن وانس کو عام شامل ہے۔ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ عقیدہ ۲۴ کرامات اولیاء حق ہے خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے اُس کی عزت وتکریم کرامات سے کرتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ مختص فرماتا ہے۔ ولی کی کرامت درحقیقت نبی کا معجزہ ہے۔ عقیدہ ۲۵ ہم عشرہ مبشرہ[لہ]

لہ عشرہ مبشرہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت سعد (۶) حضرت سعید (۷) حضرت ابوعُبیدہ (۸) حضرت طلحہ (۹) حضرت زبیر (۱۰) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔ رضی اللہ عنہم ۱۲۔

اور فاطمہ۔ خدیجہ۔ عائشہ۔ حسنین رضی اللہ عنہم کے قطعی جنتی ہونے کی گواہی دیتے اور صحابہ و اہل بیت کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ اسی طرح اہل بدر اور اہل بیعت رضوان کو جنتی کہتے ہیں۔ عقیدہ ۲۶ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ خلفاء اربعہ تمام صحابہ سے افضل ہیں پھر بقیہ عشرہ مبشرہ پھر اہل بیت پھر اہل بدر پھر باقی اہل بیعت رضوان پھر باقی صحابہ۔ عقیدہ ۲۷ حضرت ابوبکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ صدیق اکبر نے دو برس تین مہینے خلافت کی اور فاروق اعظم نے ساڑھے دس برس اور حضرت عثمان نے بارہ سال اور حضرت علی نے چار سال نو مہینے۔ یہ سب نبوت کے نقش قدم پر چلنے والے تھے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

باب دُوسرا ایمان کے بیان میں

یوں تو ہر بچہ فطرت یعنی دین اسلام کی استعداد قبول کرنے پر پیدا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث ابوہریرہ رض وغیرہ میں آیا ہے کہ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ[۱] ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوا کرتا ہے بعد کو اُس کے ماں باپ اُسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ لیکن وجوب تکلیف ہر مرد عورت پر اسی وقت ہوتا ہے جب کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جاتا ہے۔ جب مرد عورت عاقل بالغ ہو جاتے ہیں تو انہیں ایمان لانا فرض ہو جاتا ہے[۲]۔ اسلام کا سب سے بڑا اور پہلا رکن ایمان ہے فلاح دارین کا موجب اور نجات ابدی کا باعث یہی ایمان ہے۔ جو شخص ایمانی دولت سے بے نصیب رہا ابدی نجات سے محروم رہا اس لئے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایمان بلکہ اسلام کے معنی اچھی طرح ذہن نشین کرے کیونکہ جو لوگ ایمان و اسلام کی حقیقت سے غافل و جاہل رہتے ہیں وہ صرف نام ہی کے مسلمان ہوتے ہیں نہ کام کے۔ اور اُن کا ایمان ناقص ہوتا ہے نہ کامل۔ پس معلوم کرنا چاہئے کہ خدا[۳] کا یقین کرنا اُس کے فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں اور قیامت کے دن کی تصدیق کرنا۔ تقدیر کی بھلائی بُرائی کو تسلیم کرنا ایمان ہے۔

لہ صحیحین مشکوٰۃ صہ ۱۳ ۔ ۲ صحیحین مشکوٰۃ صہ ۔ ۳ صحیحین مشکوٰۃ صہ ۳

اور خدا[1] کے ایک اور اکیلے ہونے، جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے برحق پیغمبر ہونے کی گواہی دینا، نماز کا قائم رکھنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اگر استطاعت ہو تو خانہ[2] کعبہ کا حج کرنا اسلام ہے۔ ایمان اور اسلام کے بیچ میں ایک احسان بھی ہے جو ان دونوں سے ایک خاص قسم کا تعلق رکھتا ہے یعنی[3] خدا کی اس طرح عبادت کرنا کہ گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو یوں تصور کرو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ان تینوں لفظوں کی تعریف جدا جدا فرمائی ہے لیکن ان تینوں امور میں ایک ایسا باہمی تعلق اور ربط ہے جو ایک دوسرے کے بغیر تمام نہیں ہوتا۔ اس مختصر بیان سے واضح ہو گیا کہ اسلام[4] کی بنیاد پانچ چیز پر ہے اور ایمان کی بنا چھ چیز پر اور احسان کی ایک چیز پر۔ یہ سب بارہ چیزیں ہوئیں جن کے ساتھ ہر آدمی مکلف ہے ان میں سے اگر کوئی شخص ایک چیز کو بھی امکان قدرت کے ہوتے اعتقاداً و عملاً ترک کرے گا اسے نہ مسلمان ہی کہیں گے نہ مومن و مخلص ہی۔ پھر ایمان[5] کے بہت سے حصے اور مرتبے ہیں جنھیں آسمانی ہادی جناب پیغمبر آخر الزماں محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم فرمائے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ ایمان کے کچھ اوپر ستر حصے ہیں۔ سب سے افضل حصہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہے۔ اور سب سے ادنیٰ حصہ موذی چیز کا رستہ سے دور کرنا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایمان قول و عمل دونوں کا نام ہے۔ ایمان کی بہت سی ایسی شاخیں ہیں کہ جب کوئی شاخ اُن میں سے فوت ہو جاتی ہے تو ایمان سلامت نہیں رہتا ازانجملہ[5] ایک یہ کہ آنحضرتؐ کو دنیا جہان کے عام لوگوں سے زیادہ عزیز و محبوب رکھنا۔ اس محبت کا نشان یہ ہے کہ مومن آنحضرت کے قول و فعل کے مقابلہ میں کسی شخص کے قول و فعل کا اعتبار نہ کرے گو وہ دینی و دنیاوی تعزز و ترفع کیوں نہ رکھتا ہو تو جس شخص میں یہ وصف پایا جائے گا اُس کا ایمان کامل اور سالم سمجھا جائے گا ورنہ نہیں۔ گویا یہ محبت اس کے ایمان کی سچی کسوٹی ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۞ ازانجملہ[6] یہ کہ مومن خدا کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، آنحضرتؐ کے

[1] صحیحین مشکوٰۃ ص۲۔ [2] صحیحین مشکوٰۃ ص۳ [3] صحیحین مشکوٰۃ ص۱۲۔ [4] صحیحین مشکوٰۃ ص۱۲۔ [5] صحیحین مشکوٰۃ ص۱۲۔ [6] مسلم مشکوٰۃ ص۱۲

رسول ہونے پر بدل راضی ہو جائے۔ ازانجملہ یہ[1] کہ خدا اور رسول کو سب سے زیادہ دوست رکھے اور جسے دوست رکھے خدا ہی کے لئے دوست رکھے۔ نیز کافر ہونے سے ایسا ناخوش ہو جیسا آگ میں گرنے سے ناخوش ہوتا ہے۔ ازانجملہ یہ[2] کہ دوستی اور دشمنی، دینا اور منع کرنا، سب خدا کی مرضی کے مطابق ہو اور شرعی محبت کو طبعی محبت پر غلبہ و ترجیح حاصل ہو۔ حدیث[3] میں آیا ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان وہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں۔ اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے جان و مال پر امن میں ہوں یعنی نہ تو وہ کسیکو ناحق قتل کرے نہ ظلماً کسی کا مال چھین لے نہ کسی کی آبروریزی کا درپے ہو پس اگر کسی سے یہ گناہ نہیں ہوئے تو وہ کامل مومن ہے ورنہ نہیں۔ ناشائستہ[4] حرکات کے مرتکب ہوتے وقت مسلمان سے ایمان الگ ہو جاتا ہے جیساکہ حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان سے زنا کرتے وقت، شراب نوشی میں مصروف ہوتے وقت، چوری کرتے وقت ایمان علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح اچھے اور شائستہ کام ایمان کی فرع اور زینت و رونق ہیں اسی طرح نازیبا اور بُرے کرتوت ایمانی حالت کے منافی ہیں۔ ایمان[5] بے عمل بہت ہی کم مفید پڑتا ہے۔ وہب بن منبہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جنت کی کُنجی نہیں ہے۔ کہا ہاں لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں۔ اگر تو ایسی کنجی لائے گا جو دندانے رکھتی ہو گی تو تیرے لئے جنت کا دروازہ کُھل جائے گا ورنہ نہیں۔ جس[6] شخص کو گناہ بُرا نہیں لگتا اُس کے ایمان میں نقصان ہوتا ہے۔ ابو امامہ رضؓ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت سے پوچھا تھا کہ ایمان کیا ہے؟ فرمایا جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور بدی بُری لگے تو اب تُو مومن ہے۔ پوچھا گناہ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا جب تیرے دل میں کوئی چیز دُھکڑ پُکڑ کرے تو اُسے چھوڑ دے۔ حُسن[7] خلق افضل ایمان ہے۔ عمرو بن عنبہ رضؓ نے حضرتؐ سے پوچھا تھا کہ ایمان کیا ہے؟ فرمایا ترک گناہ پر صبر کرنا اور طاعت پر جوانمردی ظاہر کرنا۔ پوچھا افضل ایمان کیا ہے؟ فرمایا حُسن خلق۔ حُسن خلق تمام ظاہر و باطن کے مکارم اخلاق کو شامل ہے۔ جنت[8] میں داخل ہونے

ـــــــــــــــــــ
۱ صحیحین مشکوۃ ص۱۲ ۲ ابوداؤد ترمذی مشکوۃ ص۷ ۳ ترمذی نسائی مشکوۃ ص۸ ۴ صحیحین مشکوۃ ص۱۰ ۵ بخاری مشکوۃ ص۸
۶ مسند امام احمد مشکوۃ ص۸ ۷ امام احمد مشکوۃ ص۸ ۸ صحیحین مشکوۃ ص۱۲

کے لئے عمل صالح کی سخت ضرورت ہے اگرچہ جنت کا ملنا محض فضل الٰہی پر موقوف ہے نہ عمل پر لیکن عمل اُس کی ایک واضح علامت ہے۔ ایک بدوی نے آنحضرت سے دریافت کیا تھا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے جنت میں چلا جاؤں فرمایا خدا کی عبادت کر اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھیرا۔ فرض نماز قائم رکھ۔ مفروض زکوٰۃ ادا کر۔ رمضان کا روزہ رکھ۔ بدوی نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے کہ میں اس میں ذرا بھی کمی بیشی نہ کروں گا۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا گیا تو حضرت نے فرمایا جسے جنتی کو دیکھنا ہو تو اس شخص کو دیکھے۔[1] گناہ کبیرہ کا ارتکاب مانع مغفرت نہیں ہوتا۔ توبہ سے ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جو بندہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے پھر اُسی پر مرجائے تو وہ بہشت میں داخل ہو گا اگرچہ زنا کیا ہو چوری کا مرتکب ہوا ہو۔ عمل کی کمی سے ایمان میں نقصان ہوتا ہے۔ آنحضرت[2] صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ناقص العقل والدین فرمایا ہے پھر آپ نے اُن کے نقصان دین کی تو یہ تفصیل کی کہ حالتِ حیض میں نماز روزہ نہیں رکھ سکتیں اور عقل کا یہ نقصان بتایا کہ اُن کی گواہی مردوں کی گواہی کا نصف حصہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایمان بڑھتا گھٹتا رہتا ہے۔ ایمان کی زیادتی طاعت کی زیادتی سے ہوتی ہے اور اس میں نقصان طاعت کے نقصان یا معاصی سے پیدا ہوتا ہے اس لئے خدا[3] تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ صالح و فاسق برابر نہیں کیونکہ صالح آدمی کامل مومن ہوتا ہے اور فاسق شخص مومن ناقص۔ شہادتین[4] کا تلفظ جنت و دوزخ کا اقرار۔ حضرت مسیح کی نسبت خدا کے بندے اور رسول ہونے کا اعتراف انجام کار بہشت میں لے جائے گا اگرچہ عمل میں قصور ہو۔ آنحضرت نے فرمایا جس نے اس بات کی گواہی دی کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ نیز اس بات کی گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بندے اُس کے رسول اُس کی لونڈی کے بیٹے اور اُس کا وہ کلمہ ہیں جسے خدا نے مریم کی طرف ڈالا تھا اور اُس کی طرف کی روح ہیں۔ اور جنت و دوزخ حق ہے

[1] صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۴ [2] صحیحین مشکوٰۃ صـ۵ [3] پارہ ۲۵ سورہ جاثیہ ع ۴ [4] صحیحین مشکوٰۃ صـ۶

خدا اُسے جنت میں داخل کرے گا گو اُس کا عمل کیسا ہی ہو یعنی اچھا ہو یا بُرا قلیل ہو یا کثیر۔

تیسرا باب نفاق کی علامتوں اور کبیرہ گناہوں کے بیان میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ (صحیحین) اور فرمایا اَلْکَبَائِرُ[ع] اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ (بخاری)

نفاق کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ایمان کی ضد ہے یعنی ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کافر ہو، اسے عرفی نفاق کہتے ہیں۔ نفاق کی اس قسم کو اگرچہ بعض علماء نے آنحضرت کے عہد مبارک کے ساتھ خاص کر کے کہا ہے کہ ظہور اسلام کے بعد ایسے منافق نہیں رہے۔ لیکن اکثر اہل اسلام کا تجربہ صاف بتا رہا ہے کہ اب بھی اس قسم کے صدہا منافق موجود ہیں جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں لیکن در پردہ اسلام کی بیخ کنی پر تلے ہوئے ہیں۔ نفاق کی دوسری قسم عملی نفاق ہے۔ اسکا عموم اس زمانہ میں یہاں تک رائج ہوا ہے کہ سچے اور راست باز مسلمان بھی اس میں گرفتار ہیں الا ماشاء اللہ۔ اب اس عملی نفاق کی چند علامتیں ہیں۔ حدیث[۱] ابن عمر میں آیا ہے کہ جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں گی وہ خالص منافق کہلایا جائے گا۔ اور جس میں منجملہ ان کے ایک خصلت ہو گی اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جائے گی۔ وہ چار باتیں یہ ہیں امانت[۱] میں خیانت کرنا، بات[۲] بات میں جھوٹ بولنا، عہد[۳] کر کے توڑ ڈالنا، لڑائی[۴] جھگڑے کے وقت فحش اور گالی بکنا۔ حدیث[۲] ابوہریرہ میں یوں ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں گو وہ نماز پڑھتا، روزہ رکھتا اور مسلمانی کا دعویٰ کرتا ہو۔ جب[۱] بات کہے جھوٹ بولے، جب[۲] وعدہ کرے خلاف کرے، جب[۳] امانت دار ٹھیرایا جائے خیانت کرے۔ رہے کبیرہ گناہ اُن کی بابت ایک حدیث[۳] میں تو یوں بیان کیا گیا ہے کہ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھیرانا

ع (ترجمہ) منافق کی تین علامت ہے اگرچہ روزہ رکھتا ہے نماز پڑھتا ہے اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہے (۱) جب بات کہے جھوٹ بولے۔ (۲) اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، وعدہ کو پورا نہ کرے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے

ع (ترجمہ) بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو بلا وجہ قتل کرنا ہے اور جھوٹی قسم بھی ہے ۱۲۔

[۱] صحیحین مشکوٰۃ ص ۹ [۲] صحیحین مشکوٰۃ ص ۹ [۳] صحیحین مشکوٰۃ ص ۹

ماں باپ کی نافرمانی کرنا کسی کو ظلماً قتل کرنا، جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔ حدیث[1] ابن مسعود میں آیا ہے کہ کسی نے حضرتؐ سے پوچھا تھا کہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے فرمایا کسی کو خدا کا ہمسر ٹھیرا کر اس کی عبادت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ کہا پھر کونسا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالنا کہ کہیں بڑے ہوکر تیرے ساتھ کھائیں پییں۔ کہا پھر کونسا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا ہمسایہ کی عورت سے زنا کرنا۔ حدیث ابوہریرہ میں فرمایا گیا ہے کہ ان سات چیزوں سے بچو جو آدمی کو تباہ و برباد کر ڈالنے والی ہیں۔ شرک ایک۔ سحر (جادو) دو۔ سود خوازی تین۔ یتیم کا مال ہضم کرنا چار۔ لڑائی کے وقت بیٹھ موڑ جانا پانچ۔ پاکدامن ایماندار غافل عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا چھ۔ نفس محترم کا قتل کرنا سات۔ یہ سب بارہ کبیرہ گناہ ہیں جن پر حضرت نے نص کی ہے۔ ان کے علاوہ جس قدر اور گناہ ایسے ہیں جن پر شارع نے دوزخ کا وعدہ دیا ہے یا ان کے فاعل پر لعنت کی ہے یا اُن سے خدا نے ناراضگی بیان فرمائی ہے وہ سب کے سب کبیرہ گناہ ہیں خواہ ان کا علاقہ دل سے ہو یا بدن سے۔ نفاق اور گناہ کبیرہ پر شارع نے سخت سخت وعیدیں اور شدید شدید تہدیدیں فرمائی ہیں

چوتھا باب توحید کی خوبی اور شرک کی بُرائی میں

توحید یعنی خدا کو ایک اور اکیلا جاننا سچے اور راست باز مسلمانوں کے لئے بڑی نعمت ہے جس کی برکت سے آدمی دونوں جہان میں امن پاتا اور فلاح دارین حاصل کرتا ہے۔ دراصل ایمان کامل توحید کامل سے عبارت ہے۔ جب کسی شخص کی توحید کامل ہو جاتی ہے تو وہ بجز خدا کے اور کسی پر کوئی ہو کہیں ہو بھروسا نہیں کرتا نہ کسی سے خیر و بھلائی کا امیدوار ہوتا ہے نہ کسی کے نقصان وضرر سے خائف و ترساں رہتا ہے۔ ہر وقت اُس کی آنکھوں کے سامنے یہ حدیث[2] حاضر رہتی ہے یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاھک الخ یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ سے فرمایا اے لڑکے تو خدا کو نگاہ رکھ وہ تجھے نگاہ رکھے گا اگر تو اسے نگاہ رکھے گا تو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو کچھ مانگے تو خدا ہی سے مانگ اور جب مدد چاہے

[1] صحیحین مشکوۃ ص۹ [2] احمد ترمذی مشکوۃ ص۴۵۳

تو خدا ہی سے مدد چاہ اور یقین کرلے کہ اگر سب لوگ جمع ہوکر تجھے کچھ نفع یا نقصان پہنچانا چاہیں تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے مگر ہاں جو خدا نے تیرے لئے لکھ چھوڑا ہے وہ پہنچ کر رہے گا رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ قلم اُٹھ گئے اور کاغذ سوکھ گئے۔ اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں رضا بالقضاء[ع] اور توحید خالص کا اختیار کرنا۔ گناہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو موحد آدمی مغفرت سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ توحید کی برکت سے جسے خدا چاہے گا بغیر سزا دیئے جنت میں لے جا داخل کرے گا اور جسے چاہے گا سزا دیکر آنحضرت کی شفاعت اور اپنے فضل و رحم سے جنت میں داخل کرے گا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے ان گنہگاروں کی شفاعت ہوگی جو مشرک نہ تھے پھر اُن کلمہ گویوں کی جنہوں نے شرک نہ کیا تھا اگرچہ اُن سے دنیا جہان کے گناہ سرزد ہوئے تھے۔ حضرت[۱] فرماتے ہیں میں موحد گنہگاروں کو یہاں تک دوزخ سے نکالوں گا کہ آگ میں بجز اس شخص کے اور کوئی باقی نہ رہے گا جس پر خلود واجب ہو چکا ہے۔ آنحضرت[۲] صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کے دل میں دانہ جَو کے مقدار ایمان ہوگا میں اسے آگ سے نکالوں گا۔ پھر دوسری دفعہ اسے جس کے دل میں ذرہ یا دانہ رائی کے برابر ایمان ہوگا۔ تیسری دفعہ اُسے نکالوں گا جس کے دل میں دانہ رائی کے تیسرے حصہ کی مقدار ایمان ہوگا۔ زاں بعد قائلین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شفاعت کروں گا اور خدا اپنے فضل و کرم سے انہیں بھی دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا۔ خدا[۳] اور رسول کا فرمانبردار جب سچے دل سے یہ اعتقاد رکھے اور اسی اعتقاد پر مرے کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں تو وہ جنت میں جائے گا۔ ابوذر[۴] صحابی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اے رسول خدا اگر اُس نے چوری کی ہو یا زنا کا مرتکب ہوا ہو؟ تب بھی فرمایا گو اس نے زنا کیا ہو چوری کی ہو۔ جس شخص کا ایمان شرک و بدعت کی گندگی سے پاک اور ستھرا رہتا ہے اُسکی قلیل سی عبادت بھی بہت ہوتی ہے بخلاف اس کے مشرک کی عبادت کبھی مفید نہیں پڑتی اور موحد کو سو جانے میں بھی فائدہ اور ثواب حاصل ہوتا ہے کس لئے کہ مشرک[۵] کی ساری عبادت اکارت اور ضائع ہوتی ہے۔ مشرک آدمی اگر عبادت کرے یا نجات و فلاح کی امید رکھے تو یہ اُس کا

[ع] یعنی تقدیر سے راضی رہنا ۱۲

[۱] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۳ [۲] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۳ [۳] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶ [۴] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶ [۵] پارہ ۳ سورہ آل عمران رکوع ۳

غلط خیال اور من گھڑت منصوبہ ہے۔ شرک ایک ایسی زہریلی بوٹی ہے جو انسان کو بہت جلد ہلاک کر ڈالتی ہے اس لئے ہر آدمی کو اُس سے بچنا فرض عین ہے۔ شرک کے ستّر دروازے ہیں جس طرح کہ بدعت کے بہتّر در ہیں۔ پس جسے اپنی نجات مطلوب ہو اُسے چاہیئے کہ ابواب شرک و بدعت کے دریافت کرنے میں بڑی کوشش سے کام لے کیونکہ اگر کسی نے سارے جہان کی طاعت وعبادت کی ہے مگر اُس کے عقیدے اور عمل میں کسی طرح کا شرک مخفی ہے تو وہ شفاعت سے محروم رہے گا اور نجات و فلاح کا کبھی منہ نہ دیکھے گا اور اگر کسی نے عمر بھر کوئی نیک عمل نہیں کیا اور جہان بھر کے گناہ لے کر خدا کے دربار میں حاضر ہوا مگر شرک سے الگ تھلگ رہا تو وہ ایک نہ ایک دن ضرور دوزخ سے نکل کر جنت میں جائے گا۔ حدیث[1] میں آیا ہے کہ جب پیغمبر اور صلحاء اور فرشتے گنہگاروں کی شفاعت کر چکیں گے تو خدائے ارحم الراحمین اپنا ید قدرت دوزخ میں ڈالے گا اور ایک ایسی قوم کو اس میں سے باہر نکالیگا جس نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہی نہ ہوگا، یہ لوگ جہنم میں جل بھن کر کوئلہ ہوگئے ہونگے خدا انہیں ایک نہر میں جو جنت کے دہانوں پر بہہ رہی ہوگی اور جسے نہر حیات کہتے ہیں ڈالدے گا۔ یہ لوگ اُس میں سے ایسے برآمد ہونگے جیسے کوئی دانہ سیلاب میں اُگ کھڑا ہوتا ہے گوہر شاہوار جیسے اُن کے جسم دمکنے لگیں گے۔ اُن کی گردنوں پر مہریں لگی ہوئی ہونگی جنہیں دیکھ کر جنتی کہیں گے یہ لوگ رحمٰن کے آزاد کئے ہوئے ہیں، رحمٰن نے اُنہیں بغیر کسی عمل اور بھلائی کے جنت میں داخل کیا ہے۔ زاں بعد ان لوگوں سے خدا فرمائے گا لَكُمْ مَّا رَاَيْتُمْ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ۔ الغرض مشرک کے سوا خدا تمام گنہگاروں کو بخش دے گا۔ قرآن مجید[2] کے ایک موقع پر فرمایا گیا ہے کہ خدا مشرکوں کو ہرگز نہ بخشے گا۔ ہاں مشرکوں کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔ لیکن حقوق عباد سے اُسی وقت سبکدوشی ہوگی کہ خود حقدار یا اُس کا وارث یا کوئی اور حقدار صاحب حق کا حق ادا کر دے گا۔ ایک حدیث[3] میں آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت کے پاس عرض کیا کہ اے رسول خدا وہ دو باتیں کونسی ہیں جو جنت و دوزخ کو واجب کرتی ہیں۔ فرمایا جو شخص مر جائے اور اُس نے کبھی شرک نہ کیا ہو وہ جنت میں جائیگا۔ اور جو حالت شرک میں مر جائے گا وہ دوزخ میں ہمیشہ کیلئے داخل ہوگا۔ معاذ[4] صحابی کہتے ہیں

[1] صحیحین مشکوۃ صـ ۴۸۲ [2] پارہ ۵ رکوع ۶، سورہ نساء [3] مسلم مشکوۃ صـ ۸ [4] احمد مشکوۃ صـ ۱۰

مجھے آنحضرت نے دس کلموں کی وصیت کی اُن میں سے ایک یہ کہ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ یعنی اگر کوئی تجھے قتل کرے یا آگ میں جلائے تب بھی تُو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرا[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایمان کی جڑ ہیں (۱) قائل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے باز رہنا یعنی نہ تو کسی گناہ کی وجہ سے اُسے کافر کہنا نہ کسی عمل کے سبب سے اُسے خارج از اسلام کرنا۔ (۲) جہاد چلا آتا ہے جب سے کہ خدا نے مجھے مبعوث کیا ہے حتیٰ کہ اس امت کا پچھلا شخص دجال سے لڑے۔ کسی عادل کا انصاف اور ستمگار کا ظلم اُسے باطل نہیں کرتا ہے۔ (۳) تقدیر کے برحق ہونے پر یقین کرنا۔

پانچواں باب تقدیر پر ایمان لانیکے بیان میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[2] کہ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ[عہ]۔ تقدیر پر ایمان لانا اسلام کا ایک بڑا حصہ ہے۔ اس پُر آشوب اور آزادی کے زمانہ میں یہ ایمان عنقا ہو گیا ہے حالانکہ حدیث[3] میں آیا ہے کہ جب تک کوئی شخص ذیل کی چار چیزوں پر ایمان نہ لائے گا اُسے ایماندار نہ کہیں گے **ایک** یہ کہ دل و زبان سے اس بات کا اقرار کرے کہ خدا کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں اور میں خدا کا رسول ہوں اُس نے مجھے سچ مچ اپنی طرف سے بھیجا ہے۔ **دوسری** یہ کہ مرنے کا اقرار کرے۔ **تیسری** یہ کہ مرے پیچھے جی اُٹھنے پر ایمان لائے۔ **چوتھی** یہ کہ تقدیر پر ایمان لائے۔ تقدیر کا ثبوت بہت سی حدیثوں میں آیا ہے یعنی ہر شخص کی تقدیر اُس کے پیدا ہونے سے پیشتر ہی مقرر ہو چکی ہے اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے کہ فلاں شخص فلاں زمانے میں ایسا ایسا کرے گا۔ چنانچہ حدیث[4] عائشہ میں فرمایا ہے کہ خدا نے جنت کے لئے لوگ پیدا کئے اور وہ ہنوز اپنے باپوں کی پشت میں ہیں اسی طرح دوزخ کے لئے لوگ بنائے اور وہ بھی اپنے باپوں کی پشت میں ہیں۔ اس سے ثابت ہوا

عہ (ترجمہ) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی تقدیروں کو لکھ دیا ہے پچاس ہزار برس پہلے زمین آسمان کے پیدا کرنے سے اور اُس کا عرش پانی پر تھا۔

[1] ابو داؤد۔ مشکوٰۃ صہ ۹ [2] مسلم۔ مشکوٰۃ صہ ۱۱ [3] ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ صہ ۱۱ [4] مشکوٰۃ صہ ۱۳

کہ ہر ایک شخص کی تقدیر اس کے پیدا ہونے سے پیشتر پیدا ہو چکی ہے اسی کے موافق دنیا میں ہر کسی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ آنحضرت[۱] نے فرمایا کہ خدا نے مخلوقات کی مقادیر آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پیشتر لکھ رکھی ہیں جب کہ اُس کا عرش مجید پانی پر ٹھیرا ہوا تھا۔ آنحضرت[۲] نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کوئی جنتیوں جیسا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اُس پر اُس کا لکھا ہوا سبقت کرتا اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کر کے داخل نار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی تم میں دوزخیوں کا سا عمل کرتا ہے حتی کہ اُس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اُس کا لکھا اس پر سبقت کرتا اور وہ جنتیوں کا سا عمل کر کے داخل جنت ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص کا جنتی اور دوزخی ہونا پہلے ہی سے لکھا جا چکا ہے لیکن دنیا میں اس کی پہچان آخر عمر میں عمل کرنے سے ہوتی ہے اس لئے حدیث[۳] علیؓ میں آیا ہے کہ جب صحابہ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا کیا ہم اپنی تقدیر پر بھروسا نہ کریں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ فرمایا اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ یعنی عمل کئے جاؤ کیونکہ سعادت مند کو سعادت کا کام بجالانا اور بدبخت کو شقاوت کا کام کرنا آسان ہو جاتا ہے، خلاصہ یہ کہ دنیاوی اعمال تقدیر الٰہی کے موافق واقع ہوتے رہتے ہیں اور جب یہ ہے تو پھر ترک عمل سے کیا فائدہ؟ بلکہ آدمی کو ہمیشہ عمل میں لگا رہنا چاہیئے کیونکہ یہ انجام کار کا ایک سچا نمونہ ہے اور اس سے جنتی دوزخی پہچانا جاتا ہے۔ تقدیر کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ حضرت[۴] فرماتے ہیں میری امت کے دو گروہ اسلام میں کچھ حصہ نہیں رکھتے ایک مرجیہ دوسرے قدریہ۔ مرجیہ کا اعتقاد ہے کہ تمام نیک و بد افعال خدا کی تقدیر سے ہیں ان میں بندوں کو ذرا بھی اختیار حاصل نہیں اور جس طرح کفر کے ہوتے کوئی طاعت مفید نہیں پڑتی اسی طرح ایمان کے ہوتے کوئی معصیت ضرر نہیں کرتی۔ قدریہ کہتے ہیں کہ تمام افعال کا خالق خدا نہیں ہے بلکہ نیک اور شائستہ کام اس سے پیدا ہوتے ہیں اور برے کام شیطان سے۔ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اسلام سے بے نصیب ٹھیرایا کیونکہ حق ان دونوں کے درمیان دائر ہے نہ ان کے

۱؎ مسلم بمشکوٰۃ صلا ۲؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صا۲ ۳؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صا۲ ۴؎ ترمذی مشکوٰۃ صا۲

قول کے موافق یعنی بندہ نہ تو مستقل مختار ہی ہے نہ مجبور محض ہی بلکہ ان دونوں حالتوں کے بیچ میں واقع ہے زنا۔ چوری۔ شراب خواری اور تمام معاصی بیشک خدا ہی کے ارادہ اور تقدیر سے ظہور میں آتے ہیں مگر آدمی کو چاہیئے کہ ایسے محل میں تقدیر کو حجت نہ پکڑے گناہ کو اپنی ہی طرف نسبت کرے اس لئے کہ اگرچہ افعال عباد کا خالق خدا ہی ہے مگر بندہ کا سب ہے یعنی ادب کا مقتضایہ ہے کہ برائی کی نسبت خدا کی طرف نہ کرے اور یوں نہ کہے کہ یہ بلا مجھ پر میری تقدیر سے ٹوٹی بلکہ یوں کہے کہ میرے اعمال کی نسبتؔ و نخوت سے ہے اگرچہ سب کچھ خدا ہی کی تقدیر وارادہ سے ہوتا ہے۔ حضرت[1] نے فرمایا کہ تم قدریوں کے پاس نہ بیٹھو نہ ان سے ابتداءً سلام وکلام کا سلسلہ شروع کرو اور فرمایا[2] کہ قدر کے جھٹلانے والے خسف ومسخ میں مبتلا ہونگے اور فرمایا[3] قدریہ اس امت کے مجوس ہیں۔ جب بیمار پڑیں تو تم اُن کی عیادت نہ کرو۔ مرجائیں تو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اور فرمایا[4] قدر کے جھٹلانے والوں پر خدا اور انبیاء کی لعنت ہوتی ہے۔ یہ حدیثیں قدریوں کے کفر پر دلالت کرتی ہیں۔

چھٹا باب احسان اور نیت کے بیان میں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[5] ۝ یعنی تم احسان کرو کیونکہ خدا احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ احسان کہتے ہیں عمل کو ریا ونمود کے شائبہ سے محفوظ رکھنے اور خالص کرنے کو قرآن مجید میں اس کا ذکر جا بجا آیا ہے اور حدیثیں اس بارے میں بکثرت وارد ہوئی ہیں۔ آنحضرت[6] صلے اللہ علیہ وسلم نے ریا ونمود کو شرک اصغر فرمایا ہے اور جس قدر اس کی مذمت کی ہے اُس قدر کسی بڑے سے بڑے گناہ کی مذمت نہیں کی۔ جو عمل ریا سے خالی ہوتا اور سنت مطہرہ کے مطابق بجالایا جاتا ہے اُسے اخلاص کہتے ہیں اور اسی پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ حضرت[7] نے فرمایا ہے کہ جس نے دنیا کو اخلاص توحید پر چھوڑا اور نماز پڑھی زکوٰۃ دی خدا اُس سے رضامند ہوتا ہے۔ مسلمان کے لئے یہ انتہا درجہ کی کرامت وعزت ہے کیونکہ خدا کی رضامندی سے بڑھ کوئی نعمت و

[1] ابوداؤد مشکوٰۃ ص۲۲ [2] ابوداؤد۔ ترمذی مشکوٰۃ ص۲۱ [3] احمد۔ ابوداؤد مشکوٰۃ ص۲۱ [4] بیہقی رزین مشکوٰۃ ص۲۲ [5] پارہ ۲ سورہ بقرہ [6] احمد۔ بیہقی۔ مشکوٰۃ ص۴۵۶ [7] ترغیب وترہیب ص۱۲

شرف نہیں۔ آنحضرتؐ نے جب معاذ کو یمن کی طرف روانہ کیا تھا تو انہوں نے چلتے وقت عرض کیا تھا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ فرمایا اپنا دین خالص کر تجھے تھوڑا سا عمل بھی کافی ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اخلاص کی خصوصیت کسی عمل خاص کے ساتھ نہیں ہے بلکہ جس قدر اعمال و اقوال امور و احوال اسلام و ایمان سے تعلق رکھتے ہیں سب میں اخلاص مطلوب ہے۔ حدیث[۲] میں آیا ہے کہ خدا اُسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے کیا گیا ہو۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ خدا کے نزدیک وہی عمل درجۂ قبولیت پاتا ہے جو شرک و ریا کی گندگی سے بالکل پاک و خالص ہوتا ہے اور اُس سے مقصود صرف خدا کی خوشنودی و رضامندی ہوتی ہے۔ یہی بات قرآن مجید کی ایک آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ[۳] كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا یعنی جو شخص خدا سے ملنے کی امید رکھتا ہو اُسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور خدا کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ ٹھیرانا چاہیے۔ آدمی کو چاہیے کہ جہاں تک بن پڑے اچھی نیت کرے اور بُری نیت سے بچے کیونکہ بری نیت کا انجام برا اور اچھی نیت کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ عمل کا اعتبار نیت ہی پر ہوتا ہے ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اُس کی نیت میں ہے۔ حدیث[۴] میں آیا ہے کہ جس نے خدا اور رسول کے لئے ہجرت کی اُس کی ہجرت خدا اور رسول کی طرف ہوئی اور جس نے دنیا یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی اُس کی ہجرت اُسی کام کے لئے ٹھیری۔ یہ حدیث اسلام کی اصل الاصول ہے اور تمام اعمال کا دار مدار اسی پر ہے آدمی اپنی نیت کو معلوم کر کے دریافت کر سکتا ہے کہ اُس کا کونسا کام خالص خُدا کے لئے ہوا اور کون کام دنیا کے مطلب کیلئے۔ جو کام خالص خدا کے لئے کیا گیا ہے وہ مقبول ہوگا اور جو دنیا کے واسطے کیا گیا ہے مردود ٹھیریگا اُس کا کچھ ثواب نہ ملے گا بلکہ اُلٹی پکڑ ہوگی۔ آنحضرت[۵] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگو! خدا تمھارے جسم اور تمھاری صورتیں نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے یعنی خدا تمھاری نیت پرکھتا ہے کہ کیسی ہے یہ نہیں دیکھتا کہ تم موٹے ہو یا دُبلے، خوبصورت ہو یا بدصورت۔ نیت اچھی اور صادق چاہئیے خواہ جسم کیسا ہی ہو، صورت کیسی ہی ہو۔

[۱] ترغیب و ترہیب ص۱۲ [۲] ترغیب و ترہیب ص۱۲ [۳] پارہ ۱۶ سورہ کہف رکوع آخر [۴] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱ [۵] مسلم مشکوٰۃ ص۴۲۶

ساتواں باب کتاب وسنت کی اتباع اور بدعت سے بچنے کے بیان میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا[۱] مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ یعنی جس شخص نے فتنہ وفساد کے وقت میری سنت پر تمسک کیا اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور فرمایا[۲] كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔ مسلمان پر فرض ہے کہ جو کام رات دن میں سامنے آئے اس میں ذرا غور کرلے کہ اس کام کا کرنا قرآن وحدیث میں آیا ہے کہ نہیں۔ اگر آیا ہے تو اُسے اُسی طرح بجالائے جس طرح اُس کے بجالانے کا حکم خدا اور رسول نے دیا ہے اور اگر قرآن وحدیث میں اُس کام کرنے کا حکم نہیں ہے یا اُس کے مرتکب ہونے سے منع کیا گیا ہے تو ہمیشہ دور رہے اور بدل نفرت رکھے کیونکہ اس قسم کا کام حرام ہوگا یا بدعت۔ جو شخص سنت وبدعت میں تمیز نہ کرے گا اور اسلام کے حکم اور جاہلیت کی رسم میں فرق نہ سمجھے گا اُس کے ایمان واسلام میں خلل باقی رہے گا اور کوئی عمل مقبول نہ ہوگا۔ آنحضرت[۳] صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر بات خدا کی کتاب یعنی قرآن مجید اور سب سے عمدہ چال رسول خدا کی چال ہے اور سب سے بدتر وہ کام ہیں جو اپنی طرف سے نکال کھڑے کئے ہوں۔ اس میں تینوں قسم کی بدعتیں یعنی بدعت اعتقادی[۳] قولی[۳] فعلی سب داخل ہیں اور ہر بدعت[۴] گمراہی ہے یعنی کسی بدعت میں کوئی خوبی نہیں۔ حدیث[۵] عائشہؓ میں آیا ہے کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکال کھڑی کی جو اس دین میں نہ تھی تو وہ مردود ہے۔ حضرت[۶] نے فرمایا میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا۔ کسی نے عرض کیا کہ بھلا حضرت وہ کون ہے جس نے انکار کیا۔ فرمایا جس نے میری طاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اُس نے انکار کیا یعنی وہ شخص جنت میں جانے کے قابل نہیں۔ یہ بات ہر ایک شخص نہایت آسانی سے معلوم کرسکتا ہے کہ آج میں نے جس قدر کام کئے ہیں وہ آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر مطابق ہیں اور یہ اُن کا مطیع وفرمانبردار ہے تو اس کیلئے امید مغفرت ہے ورنہ نہیں۔ جب تک انسان کتاب وسنت کا تابع نہیں ہوتا اُسکا ایمان کامل نہیں ہوتا اس لئے

[۴] ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی دوزخ میں ہے ۱۲

[۱] مشکوٰۃ صـ ۲۲ [۲] احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ مشکوٰۃ صـ ۲۲ [۳] مسلم مشکوٰۃ صـ ۱۹ [۴] احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ مشکوٰۃ صـ ۲۲ [۵] صحیحین مشکوٰۃ صـ ۱۹ [۶] بخاری مشکوٰۃ صـ ۱۹

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ہمیشہ کتاب وسنت کا تابع اور بدعت سے بچتا رہے۔ عرباضؓ بن ساریہ کہتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا پُر اثر وعظ سُنایا جس سے ہمارے دل کانپ اُٹھے اور بے ساختہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ہم نے عرض کیا اے رسول خدا یہ وعظ تو ایسا ہے جیسے کوئی کسی کو رخصت کرتا ہو۔ ہمیں کچھ وصیت کیجئے۔ فرمایا میں تمھیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور سنو اور مانو گو تم پر کوئی غلام ہی حکومت کیوں نہ کرے۔ تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ عنقریب سخت اختلاف دیکھے گا اس وقت تمھیں میری سنت اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت پر چلنا لازم ہے اُسے تم دانتوں سے خوب مضبوط پکڑ لینا اور نئے نئے کاموں سے بچتے رہنا کیونکہ ہر بدعت اور نیا کام گمراہی ہے۔ اس حدیث سے آنحضرت کا ایک بڑا بھاری معجزہ ثابت ہوا کہ جو بات اس امت میں ہونے والی تھی اس کی خبر پہلے ہی سے دیدی اور صاف صاف فرمادیا کہ میرے بعد بہت بڑا اختلاف ہوگا چنانچہ یہ اختلاف تبع تابعین کے زمانے کے بعد ظاہر ہوا نئے نئے مذاہب نکلے اور جدید جدید کام ہونے لگے۔ ایسے نازک اور ٹیڑھے وقت میں ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر چلنا چاہیئے کہ سنت کو اختیار کریں اور بدعت سے دور رہیں۔ یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس نے میری سنت پر اُسوقت تمسک کیا جب کہ امت میں فساد پڑ گیا ہو تو اُسے سو شہید کا اجر ملے گا۔ سلف امت کو اتباع سنت کا یہانتک اہتمام تھا کہ ذرا ذرا سے کام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چال بڑے شوق سے اختیار کرتے تھے۔

کتابُ الطہارۃ

پہلی فصل پانی کے بیان میں

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاؐ اِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ یعنی پانی پاک ہے (اس سے وہ پانی مراد ہے جسکا اندازہ

ؐ احمد ابوداؤد ترمذی۔ ابن ماجہ مشکوۃ صہ ۱۶ ؐ بیہقی مشکوۃ صہ ۲۲ ؐ مشکوۃ صہ ۴۳

دوسری حدیث میں آیا ہے) اُسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی اور فرمایا[۱] اِذَا کَانَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ یعنی جب پانی دو قُلّے ہو تو نجاست کے ملنے سے نجس نہیں ہوتا۔ پانی کنوئیں کا ہو یا نالے ندی کا یا دریا کا صرف تین طرح سے ناپاک ہوتا ہے رنگ اور بُو اور مزے کے بدلنے سے یعنی جب کوئی نجس اور پلید چیز پانی میں مل جائے اور ان تینوں اوصاف میں سے کسی وصف کو متغیر کر دے تو پانی نجس اور پلید ہو جاتا ہے۔ خلاصہ[۲] یہ کہ اگر پانی میں نجاست گرنے کی وجہ سے اُسکا رنگ بگڑ جائے یا اس میں سے بُو آنے لگے یا اُسکا مزا خراب ہو جائے تو ایسا پانی ناپاک ہو جاتا ہے اگر بُو یا رنگ یا مزا پاک چیز کے گرنے سے بدلے گا تو پانی ناپاک نہو گا بلکہ پاک رہے گا ہاں ناپاک چیز کو پاک نہ کرے گا۔ بہت پانی کی حد صحیح حدیثوں میں دو قُلّے ہیں۔ قُلّہ اُس بڑے مٹکے کو کہتے ہیں جو موضع ہجر ولایت عرب میں بنایا جاتا ہے اس میں عرب کی بڑی بڑی ڈھائی مشکیں سما جاتی ہیں۔ پس دو قلہ یعنی عرب کی پانچ بڑی بڑی مشکوں کی مقدار پانی میں اگر اتنی سی پلید چیز گر پڑے جو پانی کا مزا یا رنگ یا بُو بدل دے تو پانی گندا اور ناپاک ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی پلید[۳] چیز کسی کنوئیں یا قلتین کی مقدار یا اُس سے زیادہ مقدار پانی میں گر پڑے اور پانی کا رنگ بُو مزہ نہ بدلے تو وہ پانی پلید نہیں ہے۔ جب پانی قلتین سے کم ہو گا تو وہ نجاست کے ایک قطرہ کے پڑنے سے بھی پلید ہو جائیگا۔ ٹھیرے ہوئے پانی میں قصداً پیشاب کرنا یا نجاست ڈالنا منع ہے۔ آنحضرت[۴] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔ اسی طرح ٹھیرے[۵] ہوئے پانی میں جنبی کو غسل کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر پانی کے کنارے بیٹھ کر پانی اُٹھا اُٹھا کر نہالے تو جائز ہے۔ قلتین کے حوض میں اگر وضو کا پانی پڑ جائے تو حوض کا پانی پلید نہیں ہوتا۔ بلّی[۶] کا جھوٹا پانی پاک ہے اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ گدھوں[۷] بلکہ تمام درندوں کے جھوٹے سے وضو جائز ہے۔

دوسری فصل بدن اور کپڑے اور مکان کی طہارت کے بیان میں

حضرت نے فرمایا[۸] اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ اور فرمایا[۹] اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ یعنی آدمی کا پاک صاف

[۱] احمد۔ ابو داؤد ترمذی۔ نسائی۔ دارمی۔ مشکوٰۃ صہ ۴۳ [۲] ابن ماجہ صہ ۴۳ [۳] احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۴۳ [۴] مسلم مشکوٰۃ صہ ۴۳ [۵] مسلم مشکوٰۃ صہ ۴۲ [۶] مالک احمد ترمذی ابو داؤد نسائی ابن ماجہ دارمی مشکوٰۃ صہ ۴۳ [۷] شرح السنۃ مشکوٰۃ صہ ۴۳ [۸] صحیحین مشکوٰۃ صہ ۳۰ [۹] صحیحین مشکوٰۃ صہ ۳۰

رہنا آدھا ایمان ہے۔ قرآن شریف میں پاک اور ستھرے لوگوں کی خوبی یوں بیان کی گئی ہے[۱] اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنی خدا بار بار توبہ کرنے والوں اور طہارت کاملہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص پاک نہیں رہتا اُس کا ایمان کامل نہیں ہوتا اور خدا اُسے دوست نہیں رکھتا۔ آنحضرت نے فرمایا[۲] کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔

تیسری فصل پائخانے اور پیشاب کے آداب میں

چونکہ[۳] پائخانوں میں جن اور شیاطین رہتے ہیں لہٰذا جو شخص پائخانہ جائے اُسے یہ دعا پڑھنی چاہیئے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ یعنی خداوندا میں تیرے ساتھ ناپاک جنوں اور جنیوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ پائخانہ[۴] سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ یعنی سب تعریف خدا کو ہے جس نے مجھ سے ایذا دور کی اور صحت عنایت فرمائی۔ پاخانہ[۵] سے نکلتے وقت یہ دعا بھی آئی ہے غُفْرَانَكَ یعنی خداوندا میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔ پائخانہ[۶] پھرتے یا پیشاب کرتے وقت جنگل اور صحرا میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا منع ہے مگر گھر[۷] میں یا کسی کی آڑ میں جائز ہے چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بعض کام کے لئے حفصہ کے کوٹھے پر چڑھا میں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے اور شام کی طرف منہ کر کے پائخانہ پھرتے تھے۔ داہنے[۸] ہاتھ سے استنجا کرنا اور تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجا کرنا منع ہے۔ لیکن جب[۹] تین ڈھیلے نہ ملیں تو دو ہی کافی ہو سکتے ہیں۔ جہاں[۱۰] تک ہو سکے ڈھیلے طاق لے۔ اگر طاق نہ لے تو گناہ نہیں۔ گوبر[۱۱]۔ ہڈی کوئلہ سے استنجا کرنا منع ہے کیونکہ یہ تینوں چیزیں جنوں کی خوراک ہیں اگر کوئی شخص ان تینوں چیزوں سے استنجا کریگا تو پاکی حاصل نہ ہوگی۔ عام[۱۲] راستہ میں اور اُس سایہ میں جہاں لوگ آرام لیتے ہیں اور نہانے کی جگہ پائخانہ یا پیشاب کرنا حرام اور لعنت پڑنے کا باعث ہے۔ پانی[۱۳] کے گھاٹ پر غسل کرنے کے مقام پر اور

[۱] پارہ ۲ سورہ بقرہ [۲] ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صـ۳۵ [۳] ابن ماجہ صـ۲۵ [۴] ترمذی ابن ماجہ دارمی مشکوٰۃ صـ۳۵ [۵] صحیحین مشکوٰۃ صـ۳۴ [۶] بخاری مسلم مشکوٰۃ صـ۳۴ [۷] مسلم مشکوٰۃ صـ۳۴ [۸] بخاری مطبوعہ احمدی صـ۲۶ [۹] ابوداؤد ابن ماجہ دارمی مشکوٰۃ صـ۳۵ [۱۰] ترمذی نسائی مشکوٰۃ صـ۳۵ [۱۱] نیل الاوطار مصری صـ۶۶ [۱۲] ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صـ۳۵ [۱۳] ابوداؤد ترمذی نسائی مشکوٰۃ صـ۲۲

کسی بل اور سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے۔ پیشاب[1] کرتے وقت داہنے ہاتھ سے ستر پکڑنا اور داہنے ہاتھ سے پائخانے میں ڈھیلے لینا درست نہیں۔ پائخانہ[2] پھرنے کے وقت زمین کے نزدیک ہونے سے پیشتر ستر ننگا کرنا منع ہے۔ آنحضرت جب پائخانہ پھرنے کا ارادہ کرتے تو جب تک زمین کے نزدیک نہ ہوتے کپڑا نہ اُٹھاتے۔ دو مرد[3] اسی طرح دو عورتیں ستر کھول کر ایک جگہ پیشاب پائخانہ کے لئے نہ بیٹھیں نہ کوئی کسی کا ستر دیکھے نہ باہم باتیں کریں کیونکہ اس سے خدا کا غضب[4] ٹوٹتا ہے۔ پائخانہ پھرنے کے بعد یوں تو صرف ڈھیلوں ہی سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے مگر بعد اس کے پانی سے بھی طہارت کرنا بہتر ہے۔ عورتوں کو چھوٹا استنجا بھی پانی سے کرنا ضروریات سے ہے۔ ڈھیلے لیتے وقت اگر ہاتھ نجاست سے آلودہ ہو جائے تو ہاتھوں کو مٹی سے مَل کر دھونا سنت ہے ورنہ مٹی سے دھونے کی ضرورت نہیں کیونکہ آنحضرت نے ایک دفعہ پائخانہ سے فراغت پاکر بغیر ہاتھ دھوئے کھانا تناول فرمایا۔ کھڑے[5] ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے آنحضرت نے ایک قوم کی کوڑی پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے۔ شب[6] کو پیالے میں پیشاب کرنا آنحضرت کی سنت ہے۔ پائخانہ[7] کے لئے اتنی دُور جانا چاہئے جہاں کوئی دیکھ نہ سکے۔ پیشاب[8] کرنے اور استنجا کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا یا خود سلام کرنا منع ہے۔ ہاں استنجے سے فارغ ہوکر وضو یا تیمم کر کے سلام کا جواب دیں افضل و بہتر تو یہی ہے۔ لیکن اگر وضو یا تیمم کئے بغیر بھی کوئی جواب دیدے تو جائز ہے۔ بغیر ضرورت کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت نہ ڈالیں۔ اگر کسی ایسے موقع پر پیشاب کرنے کی ضرورت پڑے جہاں چھینٹ اُڑنے کا خوف ہو وہاں کھڑے ہوکر پیشاب کر لینا جائز ہے۔ جس[9] انگوٹھی پر خدا کا نام کندہ ہو اُسے پائخانہ میں لے جانا منع ہے۔ جس[10] شخص کو پائخانہ پیشاب کی حاجت ہو وہ اول اپنی حاجت سے فارغ ہولے پھر نماز کو جائے۔ پیشاب[11] کے لئے نرم زمین تلاش کرنا مسنون ہے۔ طہارت میں اسی قدر پانی خرچ کریں جس سے طہارت حاصل ہو جائے وسواس کر کے زیادہ پانی خرچ کرنا گناہ ہے جسے قطرہ دیر تک آتا ہو اُسے پانی سے استنجا کرنا مناسب ہے اس سے قطرہ نہ آئے گا۔ پیشاب کے قطروں سے بچنے کی بہت احتیاط رکھنا چاہئے۔ ابن عباس[12]ؓ کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا جنکے

[1] بخاری مسلم بلوغ المرام صہ ۱۳ [2] ترمذی ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ صہ ۳۴ [3] ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۳۴ [4] مسلم صہ ۱۳۲ [5] صحیحین مشکوٰۃ صہ ۳۵
[6] ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ صہ ۳۵ [7] ابوداؤد مشکوٰۃ صہ ۳۴ [8] ابوداؤد صہ ۲۳ [9] ابوداؤد ترمذی نسائی مشکوٰۃ صہ ۳۴ [10] بلوغ المرام صہ ۲۲ [11] ابوداؤد مشکوٰۃ صہ ۳۴
[12] صحیحین مشکوٰۃ صہ ۳۴

مردے عذاب دیئے جا رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا یہ دونوں کسی بڑے جرم میں سزا نہیں دیئے جاتے ہیں بلکہ ان میں کا ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ زاں بعد آپ نے ایک کھجور کی تر شاخ لے کر بیچ میں سے چیر ڈالی اور دونوں قبروں پر ایک ایک ڈال دی حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے یہ کیوں کیا فرمایا شاید ان پر تخفیف عذاب ہو۔

چوتھی فصل نجاستوں کے پاک کرنیکے بیان میں

مسجد میں جب کوئی شخص پیشاب کر دے تو ایک ڈول پانی بہا دینے سے وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے جیساکہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت[1] سے معلوم ہوتا ہے قَالَ قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَہُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعُوْہُ وَهَرِیْقُوْا عَلٰے بَوْلِہٖ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ یعنی ایک بدوی نے مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کر دیا لوگ اُس کی طرف جھپٹے تو آنحضرت نے فرمایا اُسے چھوڑ دو اور پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ جوتیوں[2] میں اگر گندگی لگ جائے تو پاک زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ ناپاک[3] اور نجس مقام پر چلنے سے اگر عورت کا دامن نجس ہو جاوے تو پاک مٹی پر چلنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ننگے[4] پاؤں مسجد میں چلا جانا گناہ نہیں ہے جب کہ پاؤں نجاست سے پاک ہوں۔ شیر[5] خوار لڑکا جو ہنوز کھانا نہ کھاتا ہو اگر کپڑے یا بدن پر پیشاب کر دے تو شارع نے اُس کپڑے کے دھونے کی تکلیف نہیں دی ہے بلکہ صرف پانی چھڑک دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے مگر لڑکی کا پیشاب بغیر دھوئے پاک نہیں ہوتا۔ کپڑے[6] پر اگر نجاست لگ جائے اور دھونے سے نشان نہ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر بچے یا اُس کی ماں کی بیماری کا خوف ہو تو اُسکے پیشاب سے بدن دھونا ضرور نہیں۔ جو کپڑا[7] خونِ حیض سے آلودہ ہو جائے اول اُسے کھرچیں پھر پانی سے مل کر دھوئیں۔ مذی[8] کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس وقت ستر بھی دھونا اور وضو بھی کرنا چاہیئے۔ شراب[9] کا سرکہ بنانا اور سونے روپے[10] کے برتنوں میں کھانا حرام ہے کیونکہ یہ برتن دُنیا میں کافروں اور آخرت میں مسلمانوں کے واسطے ہیں۔ جو شخص[11] سونے روپے کے باسنوں میں کھاتا

[1] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۴۵ [2] ابوداؤد و ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۵ [3] احمد ترمذی ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۴۵ [4] ترمذی نولکشوری صفحہ ۲۹ [5] ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۴۶
[6] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۴۷ [7] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۴۷ [8] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۳۷ [9] مسلم ترمذی بلوغ المرام [10] بخاری مسلم بلوغ المرام

پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ ہلاتا ہے۔ ہاں ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی کے تار سے جوڑنا درست ہے۔ اگر کسی[1] برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اُسے پہلی دفعہ مٹی سے مانجھنا اور چھ دفعہ پانی سے دھونا چاہیئے۔ پاک[2] جوتا پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ مردار[3] جانوروں کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ آدمی کے جسم یا کپڑے کو کتے کے منہ کا لعاب لگ جائے یا انسان کے پیشاب پاخانہ یا شراب یا کتے بلی کے بول و براز سے جسم یا کپڑا ابھر جائے یا کپڑے میں منی یا مذی لگ جائے تو وہ مقام خوب سا دھونے سے پاک ہوتا ہے۔ سور کی چربی اور اس کے تمام اجزا نجس غلیظ ہیں اُس کی کسی چیز سے فائدہ اُٹھانا حرام ہے جو لوگ گائے بھینس بکری وغیرہ جانور رکھتے ہیں اکثر اوقات اُن کے کپڑے گوبر اور پیشاب کی چھینٹوں سے محفوظ نہیں رہتے اور وہ اس بیجا عذر سے نماز ترک کر دیتے ہیں اُنہیں چاہیئے کہ حتی الامکان گوبر اور پیشاب کی چھینٹوں سے بچیں اور اس عذر سے نماز ترک نہ کریں کیونکہ اگر ان چھینٹوں کے بغیر دھوئے بھی نماز پڑھ لیں گے تو اُنکی نماز ادا ہو جائے گی۔ آنحضرت[4] صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اُن کے پیشاب میں چنداں حرج نہیں۔

چھٹی فصل غسل جنابت کے بیان میں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا[5] یعنی مسلمانو! اگر تم جنابت سے ہو تو غسل کر کے پاک ہو جاؤ۔ آنحضرت[6] نے فرمایا کہ جب مرد عورت سے ہمبستر ہوتا ہے تو دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ حدیث کے لفظ یہ ہیں قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِھَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَھَدَھَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ جو شخص[7] سو کر اُٹھے اور کپڑے پر منی کی تراوٹ پائے اُس پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواب یاد رکھتا ہو یا نہیں۔ جو شخص[8] خواب میں دیکھے کہ میں نے جماع کیا ہے اور تراوٹ کا اثر نہ پائے اُس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ اس میں مرد عورت کا ایک حکم ہے۔ جنبی[9] عورت کے بچے ہوئے پانی سے اگرچہ مرد کو

[1] بخاری مشکوٰۃ ص۴۷ [2] منتقی الاخبار ص۱۶ [3] مسلم مشکوٰۃ ص۴۹ [4] احمد دارقطنی مشکوٰۃ ص۵۳ [5] پارہ ۵ سورہ نساء [6] صحیحین مشکوٰۃ ص۴۹
[7] ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی مشکوٰۃ ص۴۸ [8] ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی مشکوٰۃ ص۴۸ [9] ترمذی ابوداؤد ...

غسل کرنا جائز ہے لیکن افضل[1] یہی ہے کہ اُس پانی سے غسل نہ کرے۔ جنابت[2] کی حالت میں مرد عورت کو ایک ہی برتن سے پانی اُٹھا کر نہانا درست ہے۔ مرد[3] کو غسل کرنے کے بعد جنبی عورت کے ساتھ سونا اور اُس کے بدن سے بدن لگانا جائز ہے کیونکہ جنبی[4] کا بدن پاک اور سُتھرا ہے۔ جنبی[5] اگر کچھ کھانا چاہے یا سونے کا قصد کرے تو پہلے ستر دھوئے پھر نماز جیسا وضو کرے لیکن اگر کھانے کیلئے صرف ہاتھ دھولے گا تو بھی کافی ہو جائیگا۔ آنحضرت[6] فرماتے ہیں کہ جس گھر میں تصویر یا جنبی یا کتا ہوتا ہے وہاں فرشتے نہیں آتے۔ مشرک[7] کے دفن کرنے سے غسل کرنا واجب ہے۔ غسل کی کیفیت حضرت میمونہؓ کی حدیث سے خوب واضح ہوتی ہے آپ نے آنحضرت[8] کے غسل کیلئے پانی رکھا اور کپڑے سے پردہ کیا۔ حضرت نے اول دونوں ہاتھ تین دفعہ دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈال کر ستر اور رانوں کو دھویا پھر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رگڑ کر دھویا اور نماز جیسا وضو کر کے تین دفعہ پانی بہایا۔ بعد ازاں سارے جسم شریف پر پانی ڈالا اور علیحدہ ہو کر دونوں پاؤں مبارک دھوئے۔ بی بی صاحبہ بدن مبارک پوچھنے کے لئے کپڑا دینے لگیں تو آپ نے نہیں لیا۔ اس حدیث سے غسل کی کیفیت و ترکیب پورے طور پر معلوم ہو گئی۔ اثنا[9] غسل میں اگر کامل وضو کر لیا ہے تو غسل کے بعد پھر نئے وضو کی ضرورت نہیں رہتی ہاں اگر ستر کو ہاتھ لگ گیا ہے تو تجدید وضو کرلیں جب[10] کسی شخص نے ایک ہی وقت میں کئی عورتوں سے یا ایک ہی عورت سے کئی دفعہ صحبت کی تو اُسے ایک ہی غسل کافی ہے لیکن ہر صحبت[11] کے بیچ میں وضو کر لینا مناسب ہے۔ جنبی[12] نے اگر غسل سے پیشتر سر دھویا اور پھر سر پر پانی ڈالا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ خطمی سے سر دھونا سنت ہے۔ غسل[13] کرتے وقت اگر جنبی کا ایک بال بھی سوکھا رہ جائے گا تو یہ غسل کافی نہ ہوگا اور اس کے سبب سے آگ میں ڈالا جائیگا اسی وجہ سے حضرت علیؓ اپنے بالوں سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔ غسل[14] کرتے وقت اگر جنبی کا کچھ بدن سوکھا رہ جائے اور نماز سے پیشتر اپنا تر ہاتھ اُس پر پھیر دے تو کافی ہے

۱؎ ابوداؤد۔ ابن ماجہ ترمذی مشکوٰۃ ص۴۲ ۲؎ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۴۹ ۳؎ ابن ماجہ ترمذی مشکوٰۃ ص۴۱ ۴؎ بخاری مشکوٰۃ ص۴۱ ۵؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۴۱
۶؎ ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ ص۴۲ ۷؎ نسائی مطبوعہ نظامی ص۵۰ ۸؎ بخاری مشکوٰۃ ص۴۸ ۹؎ ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ نیل الاوطار مصری ص۲۳۵
۱۰؎ مسلم مشکوٰۃ ص۴۱ ۱۱؎ مسلم مشکوٰۃ ص۴۸ ۱۲؎ ابوداؤد مشکوٰۃ ص۴۸ ۱۳؎ ابوداؤد احمد دارمی مشکوٰۃ ص۴۸ ۱۴؎ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۴۱

جنبی[1] عورت کو غسل جنابت کے وقت بالوں کا کھولنا ضرور نہیں بلکہ بالوں کی جڑیں تر کر لینا اور تین لپیں بھر کر پانی سر پر ڈالنا کافی ہے۔ جنبی[2] کو ذکر الٰہی کرنا درست ہے لیکن قرآن[3] شریف پڑھنا اُسے ہاتھ لگانا مسجد میں جانا۔ کعبہ شریف کا طواف کرنا۔ کسیکو قرآن شریف کا سبق پڑھانا ناجائز ہے۔ ہاں قرآن کے جزدان کا فیتہ پکڑ کر اُٹھانے کا مضائقہ نہیں۔ جب غسل کے مقدار پانی نہو تو نجاست کے مقام کو دھو ڈالیں پھر پانی بچے تو وضو بھی کر لیں ورنہ وضو اور غسل کے عوض تیمم کافی ہے۔ جنبی[4] سے مصافحہ کرنا درست ہے۔ عورت کو حیض و نفاس سے فارغ ہونے کے بعد اور کسی شخص کو مشرف باسلام ہوتے وقت اور نماز جمعہ اور عیدین کے لئے حج و عمرہ کا احرام باندھتے اور کعبہ شریف میں داخل ہوتے وقت اور صحبت کے بعد مرد و عورت پر غسل کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ میدان میں بغیر تہبند کے ننگا نہانا حرام ہے البتہ غسل خانہ یا آڑ میں ننگا نہانے کا مضائقہ نہیں غسل کرتے وقت کچھ پڑھنا آنحضرت سے ثابت نہیں۔ اگر کوئی بیماری کی حالت میں جنبی ہو اور پانی سے نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو تیمم سے نماز پڑھے اور کسی طرح کا وسوسہ نہ کرے۔ اگر سر[5] میں پھوڑا ہو اور تمام جسم صحیح سلامت تو سر کا مسح کرے اور سارے جسم کو پانی سے دھو ڈالے اگر پیروں میں پھوڑا یا زخم یا کوئی اور عارضہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھیں۔ ایسے موقعوں پر حیلہ کر کے نماز چھوڑ دینا بہت بُرا ہے خدا رسول نے دین میں نہایت آسانی رکھی ہے اس پر بھی کسی طرح کا عذر کر کے نماز ترک کرنا بڑی بے نصیبی کی بات ہے۔ ایک ہی نیت سے وضو اور غسل دونوں کیلئے تیمم کرنا درست ہے۔ غسل میں تقریباً چار پانچ سیر پانی سے زیادہ خرچ نہ کریں بہتر و افضل یہی ہے۔

ساتویں فصل حیض کے مسائل کے بیان میں

حیض[6] کے لئے کم زیادہ ایام کی کوئی مدت شرع شریف میں صاف طور پر وارد نہیں ہوئی لیکن عام طور پر حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس روز اور کم از کم ایک یا دو روز ہیں۔ حیض کی اصل مدت ہر عورت کے لئے اس کی معمولی عادت ہے اور جب یہ ہے تو ہر ایک عورت کو ہر حالت میں اپنی

[1] مسلم مشکوٰۃ ص۴۱ [2] مسلم مشکوٰۃ ص۴۹ [3] ترمذی مشکوٰۃ ص۴۹ [4] بخاری مشکوٰۃ ص۵۱ [5] ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۵۵ [6] بخاری نسائی منتقی ص۳۱

عادت کے موافق کام کرنا چاہیے۔ اگر عادت سے زیادہ خون آئے تو وہ دن حیض و نفاس میں نہیں بلکہ بیماری میں شمار کئے جائیں گے اور ایسی عورت کو مستحاضہ کہیں گے۔ آنحضرت[1] نے فرمایا کہ حیض و نفاس والی عورت کو نماز روزہ معاف ہے یعنی جب تک معمولی ایام میں خون آتا رہے نماز روزہ سے باز رہیں اور جب معمولی وقت خون بند ہو جائے تو اُسی وقت غسل کر کے نماز پڑھیں اور اگر رمضان ہے تو روزہ رکھیں۔ ایام[2] حیض میں جس قدر روزے توڑے ہیں بعد کو اُن کی قضا کریں لیکن نماز کی قضا نہیں ہے۔ حائض[3] پاک ہو کر جب غسل کرنے لگے تو پانی میں قدرے نمک ڈال لے حائض[4] کے ساتھ جماع کے علاوہ اور سب کام جائز ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ۔ جو شخص[5] حلال جان کر حالت حیض میں جماع کرے گا کافر ہو جائیگا۔ ہاں اگر حرام جان کر ایسا کریگا تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور اُس پر کچھ خیرات کرنا واجب ہوگا۔ اگر اس[6] حالت میں جماع کیا ہے کہ سُرخ خون آرہا تھا تو ایک دینار کا صدقہ دینا پڑے گا اگر زرد خون آنے کی حالت میں کیا ہے تو آدھا دینار۔ ایک دینار چھ روپیہ کا ہوتا ہے جب کہ سونے کا نرخ سولہ روپیہ تولہ ہو۔ حائض[7] کو معمولی عادت کے بعد اگر زرد یا خاکی رنگ کا پانی آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔ حائض[8] کو قرآن پڑھنا پڑھانا اور اُسے ہاتھ لگانا منع ہے۔ مرد[9] کو اپنی بیوی حائض کے بدن سے بدن لگانا درست ہے۔ حائض[10] کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھنا درست ہے مرد[11] کو آدھی چادر اپنی بیوی حائض کو اوڑھا کر اور آدھی خود اوڑھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ حائض[12] کو مسجد میں جانا۔ بیت اللہ کا طواف کرنا منع ہے ہاں اگر مسجد کے باہر سے ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے کوئی چیز اُٹھالے تو جائز ہے۔ حائض[13] جس جگہ اپنا منہ رکھ کے کوئی چیز کھائے پیئے اُسی جگہ منہ لگا کر اُس کے خاوند کو کھانا پینا درست ہے۔ معتکف[14] کو مسجد سے سر باہر نکالنا اور اپنی بی بی حائضہ سے سر دُھلوانا جائز ہے۔ حائض کے ساتھ مباشرت[15] خفیفہ جائز ہے۔ حائض[16] کے کپڑے کو اگر خون حیض لگ جائے تو اول پانی ڈال کر لکڑی سے کُھرچے پھر بیری کے پتوں اور پانی سے دھو ڈالے۔ حائض[17] عید کے دن عید گاہ میں مسلمانوں کے ساتھ دعا میں شریک ہو سکتی ہے

[1] ترمذی ص۵۱ [2] بخاری منتقی ص۳۲ [3] ابوداؤد مترجم ص۱۱۶ [4] مسلم بلوغ المرام باب الحیض [5] ترمذی ابن ماجہ دارمی مشکوٰۃ ص۵۳ [6] ترمذی مشکوٰۃ ص
[7] ترمذی ص۳۲ [8] ابوداؤد بخاری منتقی ص۳۲ [9] ترمذی ص۴۶ [10] صحیحین مشکوٰۃ ص۵۳ [11] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۵۴ [12] مسلم مشکوٰۃ
[13] مسلم مشکوٰۃ ص۵۳ [14] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۵۳ [15] ترمذی ص۴۹ [16] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱۱۴

لیکن نماز نہیں پڑھ سکتی۔

آٹھویں فصل مسائل نفاس کے بیان میں

نفاسؔ کی اکثر اور زیادہ مدت چالیس دن ہیں اور کم مدت کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت امِّ سلمہ فرماتی ہیں کہ کَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نفاس کا حکم حیض جیسا ہے یعنی اس میں بھی نماز پڑھنی۔ روزہ رکھنا۔ قرآن پڑھنا پڑھانا۔ اُسے ہاتھ لگانا بیت اللہ کا طواف کرنا۔ مسجد میں جانا منع ہے اور مرد کو اس حالت میں صحبت کرنا حرام۔ نفاس میں بھی نماز کی قضا نہیں مگر روزوں کی قضا ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد جب عورتیں پاک صاف ہو جائیں غسل کر کے نماز پڑھیں۔ جن عورتوں کو ان کے معمولی ایام سے خون تجاوز کر جائے تو وہ ہر دن میں ایک مرتبہ غسل کریں۔ اور ہر وقت کی نماز کے لئے تازہ وضو کریں۔

ع بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں ۱۲۔

نویں فصل استحاضہ کے بیان میں

جب عورت حیض کے علاوہ کوئی اور خون دیکھے تو وہ مستحاضہ ہے اور مستحاضہ پاک عورت کے مانند ہے۔ مستحاضہ عورتیں ہر مہینے میں چھ یا سات دن یا اپنے معمولی ایام حیض تک نماز روزہ وغیرہ تمام اُن کاموں سے باز رہیں جو حائض کو منع ہیں۔ زاں بعد بدن سے خون دھو ڈالیں اور غسل کر کے نماز پڑھیں اور ہر نماز کے لئے نیا وضو کر لیا کریں۔ بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ مستحاضہ ہر روز تین دفعہ غسل کر کے ایک غسل سے ظہر و عصر کو جمع کر کے پڑھے اور ایک غسل سے مغرب و عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھے اور ایک سے فجر کی نماز۔ مستحاضہ سے جماع کرنا جائز ہے مستحاضہ کی بابت ہر نماز کے لئے بھی غسل کرنا آیا ہے۔ حدیث عائشہؓ میں آیا ہے کہ اِنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِیْ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ شَكَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا امْكُثِیْ قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِیْ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ھ ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، منتقی صفحہ ۳۴ ۔ لہ ترمذی ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۴۹ ۔ ۳ ترمذی صفحہ ۲۳ ۔ ۴ ترمذی صفحہ ۳۳ ۔ ۵ ترمذی صفحہ ۳۵ ۔ ۶ ترمذی صفحہ ۳۵ ۔ ۷ ترمذی صفحہ ۳۵

دسویں فصل حیض و نفاس والی عورتوں کے غسل کے بیان میں

جب عورتیں حیض و نفاس سے فارغ ہو جاتی ہیں تو فوراً اُن پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ غسل کرتے وقت سر کی چوٹی کھولنا کچھ ضرور نہیں بلکہ صرف بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا دینا کافی ہے۔ اگر جسم بال برابر بھی خشک رہے گا غسل صحیح نہ ہوگا اور اس قدر بدن دوزخ میں پڑے گا حیض و نفاس کے غسل کی وہی کیفیت حدیث میں آئی ہے جو غسل جنابت میں بیان کی گئی۔ حیض و نفاس والی عورتیں اگر بیماری یا کسی اور قوی عذر کی وجہ سے غسل نہ کر سکیں اور نہانے سے مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیں اور جب تک وہ عذر باقی رہے غسل نہ کریں۔ بچوں کو دودھ پلانے والیاں اگر معلوم کریں کہ ہم سردی میں سرد یا گرم پانی سے بھی غسل کریں گے تو بھی بچہ بیمار پڑ جائے گا اور اس بات کا انہیں پیشتر امتحان ہو چکا ہے تو وہ بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لیں اور دن کو گرم پانی سے غسل کر لیں۔

گیارھویں فصل وضو اور غسل کے پانی کی مقدار میں

غسل کے لئے ایک صاع اور وضو کے واسطے ایک مُد پانی کفایت کرتا ہے لیکن اہل اسلام کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ وضو اور غسل کے لئے پانی کا کوئی اندازہ مقرر نہیں پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت جس میں وضو اور غسل کی شرائط ادا ہو جائیں کافی ہے۔ وضو اور غسل کی ایک ہی شرط اعضاء پر پانی کا بہانا ہے۔

بارھویں فصل غسل مسنون کے بیان میں

جمعہ کے دن غسل کرنا مشروع ہے۔ سینگی لگوانے اور مردہ کے نہلانے سے غسل کرنا مستحب ہے۔ جو شخص مشرف باسلام ہو اُسے غسل کرنا اور پانی میں بیری کے پتے ڈالنے مسنون ہیں۔

۱؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۸ ۲؎ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۸ ۳؎ ابو داؤد احمد دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۴۸ ۴؎ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۴۸ ۵؎ بخاری مسلم صفحہ ۴۸

۶؎ ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۴۸

عید[1] الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ جانے سے پیشتر غسل کرنا مشروع ہے۔ حج[2] کا احرام باندھتے اور بیت[3] اللہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا چاہیئے ہر ہفتہ[4] میں ایک دن آدمی کو مناسب ہے کہ اپنا سر اور تمام بدن دھو ڈالے۔

تیرھویں فصل معذوروں کیلئے آسان طریقے کے بیان میں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ[5] یعنی مسلمانو! خدا تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے مشکل ڈالنا نہیں چاہتا۔ تندرست[6] آدمیوں کو جب رات کے وقت سردی میں غسل کی حاجت ہو اور اُنہیں یقیناً اس بات کا اندیشہ ہو کہ سرد پانی سے اگر غسل کریں گے تو بیمار پڑ جائینگے اُنہیں گرم پانی سے نہانا چاہیئے۔ اگر اُس وقت گرم پانی میسر نہ ہو تو صبح کی نماز تیمم سے پڑھیں۔ اور دن چڑھے دھوپ میں غسل کریں۔ اگر بیمار[7] آدمی کو خوف ہو کہ رات کا نہانا ضرر دے گا یا موجودہ مرض میں ترقی ہوگی تو وہ دن کو نہا ڈالے۔ اگر دن کو بھی غسل کرنے سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو شب و روز تیمم سے نماز پڑھا کرے اور جب بیماری اور نقصان جان کا خوف جاتا رہے غسل کر کے نماز پڑھے۔ اگر اس حالت میں وضو سے اندیشہ مرض نہ ہو تو ہر وقت وضو کیا کرے۔ اگر مسافر سفر میں گرم پانی نہ پائے اور سرد پانی سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو وہ بھی تیمم کے مسئلہ پر عمل کرے۔ تندرست آدمی کو جب مرض کا خوف نہ ہو اور وہ صرف سردی سے جی چُراتا ہو اُسے ہرگز تیمم کرنا جائز نہیں بے غسل اور وضو اُس کی نماز نہ ہوگی اُسے چاہیئے کہ خدا سے ڈر کر وضو غسل کر کے نماز پڑھے۔ جس[8] آدمی کے بعض اعضاء کو پانی نقصان کرتا ہو تو اُن پر مسح کرے اور باقی بدن کو پانی سے دھو ڈالے۔ اور اگر پانی سے بچنے کا موقع نہ ہو تو بغیر وسواس تیمم کر کے نماز پڑھے۔ حالت زکام میں اگر پانی کی وجہ سے نزول کی ترقی کا خوف ہو تو سر پر مسح کریں اور باقی جسم کو چاہیں تین بار چاہیں دو بار چاہیں ایک بار دھو ڈالیں خدا کا فرض سر سے اُتر جائے گا۔ اگر زخم[9] پر پٹی بندھی ہو اور کھولنے میں کسی طرح کا

[1] موطا امام مالک صفحہ [2] ترمذی مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۴۱ [3] بلوغ المرام باب صفۃ الحج و دخول المکۃ [4] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ [5] پارہ ۲ سورہ بقرہ [6] ابو داؤد دارقطنی منتقی صفحہ ۳۰ [7] ابو داؤد صفحہ ۹۵ [8] ابو داؤد دارقطنی منتقی صفحہ ۳۰ [9] ابو داؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۔

اندیشہ ہو تو پٹی کھولنے کی ضرورت نہیں صرف اُس پر مسح کرنا اور باقی جسم کو دھو ڈالنا کافی ہے
جس آدمی کی ریح بے اختیار نکل جاتی ہو یا پیشاب کے قطرے ہر وقت ٹپکتے رہتے ہوں اور نماز کے ایک وقت میں کئی بار اُسے یہ عارضہ ہوتا ہو تو اس قسم کے عذر والوں کو ہر نماز کیلئے تازہ وضو کر لینا کافی ہوگا اور ایک وقت کامل تک ان کا وضو صحیح سمجھا جائے گا۔ جس وقت تک انہیں یہ عارضہ لاحق رہے گا اس وقت تک ان کا کپڑا بھی پاک اور ستھرا سمجھا جائے گا۔
جو لوگ ان خفیف عذروں کی وجہ سے نماز ترک کر دیتے اور خدا کے قہر سے اندیشہ نہیں کرتے وہ بہت بُرا کرتے ہیں خدا کے دردناک عذاب سے ڈریں اور اُس کے حکم پر ہمیشہ گردن تسلیم خم کئے رہیں۔ ایک[1] عورت نے آنحضرت سے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ وہ صبح کی نماز سورج نکلنے پر پڑھتا ہے۔ آپ نے اُس کے خاوند کو بلا کر دریافت کیا۔ اُس نے عرض کیا حضرت ہم لوگوں کا قاعدہ ہے کہ شب کو کھیتی وغیرہ میں پانی دیتے اور بہت رات تک محنت میں لگے رہتے ہیں۔ صبح کو جلدی آنکھ نہیں کھلتی اور نماز میں دیر لگ جاتی ہے۔ فرمایا جب تیری آنکھ کھلا کرے نماز پڑھ لیا کر۔

کتاب الصلوٰۃ

پہلی فصل نماز کی فضیلت اور نمازیوں کی بزرگی و ثواب کے بیان میں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ[2] الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یعنی نماز بے حیائی اور بُری بات سے منع کرتی ہے اور فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ نماز[3] اسلام کا دوسرا رکن ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسلام[4] پانچ چیزوں پر بنایا گیا ہے یعنی اسکے پانچ رکن ہیں ایک شہادتین۔ دوسرے نماز قائم رکھنا۔ تیسرے زکوۃ دینا۔ چوتھے رمضان کے روزے رکھنا۔ پانچویں بیت اللہ کا حج کرنا۔ حدیث[5] ابوہریرہ میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بھلا دیکھو تو

[1] ابوداؤد ابن ماجہ مظاہر حق صہ ۱۶۹ [2] پارہ ۲۱ رکوع ۱۴ [3] بخاری مسلم مشکوۃ صہ [4] بخاری مسلم مشکوۃ صہ [5] بخاری مسلم مشکوۃ صہ

اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہر وقت جاری ہو اور وہ شخص روزمرہ پانچ وقت نہر میں نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا پنجوقتہ نماز کی یہی مثال ہے کہ ان نمازوں کی برکت سے نمازیوں کو خدا تعالیٰ گناہوں کے میل سے صاف اور ستھرا کر دیتا ہے۔ ایک[1] اور روایت میں یوں آیا ہے کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کی نماز تک اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان میں آدمی سے سرزد ہوتے ہیں۔ جب تک کہ کبائر میں مبتلا نہو۔ معلوم ہوا کہ کبیرہ گناہ محتاج توبہ ہیں۔ صغیرہ گناہ تو پنجگانہ نماز اور نماز جمعہ سے مٹتے رہتے ہیں خواہ توبہ کرے یا نہ کرے گو توبہ کرنا افضل و بہتر ہے مگر کبیرہ گناہ کے لئے توبہ کرنا واجب ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ایک فرشتہ ہر نماز کے وقت پکارتا ہے کہ لوگو! اٹھو جو آگ تم نے جلائی ہے اُسے بجھاؤ۔ ایک[2] روایت میں آیا ہے کہ جب نمازوں کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ بلند آواز سے کہتا ہے اے بنی آدم اُٹھو اور اپنے نفسوں سے گناہوں کو ہٹاؤ۔ پس اُٹھو اور پاک ہو جاؤ اور نماز ظہر پڑھو تمہارے وہ گناہ بخشے جائیں گے جو نماز صبح اور ظہر کے درمیان تم سے صادر ہوئے ہیں۔ پھر جب عصر کا وقت آتا ہے تو فرشتہ اُسی طرح پکارتا ہے اور جب مغرب و عشاء کا وقت آتا ہے تو بھی فرشتہ اسی طرح پکارتا ہے پس نمازی بھلائی میں داخل ہونا یعنی جنت میں جانے کے قابل ہو جاتا اور دوزخ کی بُرائی سے دور ہو جاتا ہے۔ ایک شخص[3] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی قابل پرستش نہیں اور آپ خدا کے برحق پیغمبر ہیں میں پنجگانہ نماز ادا کرتا ہوں زکوٰۃ دیتا اور رمضان کے روزے رکھتا نیز رمضان کی راتوں میں نماز کے لئے جاگتا ہوں۔ فرمائیے میں کن لوگوں میں شمار کیا جاؤں گا فرمایا صدیقوں اور شہیدوں میں۔ آنحضرت[4] نے فرمایا جس وقت مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ اُس کے سر پر اٹھائے جاتے ہیں لیکن جب سجدہ کرتا ہے تو سارے گناہ گر جاتے ہیں اور جب نماز پڑھ چکتا ہے تو اس کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود[5] نے آنحضرت سے

[1] مسلم مشکوٰۃ صہ ۹ ج ۱ [2] ترغیب صہ ۷۰ [3] ترغیب صہ ۷۰ [4] ترغیب صہ ۷۱ [5] مسلم مترجم صہ ۱۹۳

پوچھا تھا کہ کونسا عمل جنت سے زیادہ نزدیک کر دیتا ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اور فرمایا[۱] جس نے پنجگانہ نماز کی محافظت کی اور اپنے پیغمبر کے طریقہ کے موافق ادا کیا اور اوقات نماز کو نگاہ رکھا اور جانا کہ یہ سب باتیں برحق ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ آنحضرت[۲] نے درخت کی ایک شاخ ہاتھ میں لے کر ہلائی جس کے پتے ہاتھ کی حرکت سے جھڑنے لگے۔ آپ نے حضرت سلمان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم جانتے ہو یہ کام میں نے کس لئے کیا۔ سلمانؓ نے عرض کیا اے رسول خدا آپ ہی فرمائیے۔ فرمایا انسان جس وقت اچھی طرح وضو کرتا یعنی سنت کے موافق وضو کر کے پنجگانہ نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کی شاخ کے پتے جھڑے ہیں۔ آنحضرت[۳] نے فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا اور فرض نماز پڑھنے چلا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے وہ تمام گناہ بخشے جاتے ہیں جو اس سے ان نمازوں کے درمیان سرزد ہوئے ہیں۔ جندب[۴] بن عبداللہ کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ خدا کے ذمہ میں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا اپنے ذمہ کی بابت تمہیں طلب کرے پھر تمہیں منہ کے بل جہنم میں ڈال دے۔ حضرت نے فرمایا پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جو کوئی انہیں ایمان کی رو سے بجالائے گا بہشت میں داخل ہوگا۔ ایک[۱] وہ شخص جس نے پنجگانہ نماز پر وضو رکوع سجود کے ساتھ محافظت کی۔ دوسرا[۲] وہ جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ تیسرے[۳] وہ شخص جس نے حج ادا کیا اگر اُس کی راہ پاسکا۔ چوتھے[۴] وہ جس نے خوش دلی سے زکوٰۃ دی۔ پانچویں[۵] وہ جس نے امانت ادا کی۔ پوچھا امانت کا ادا کرنا کیا ہے۔ فرمایا ناپاکی سے نہانا۔ خدا نے اس کے سوا ابنی آدم پر کسی چیز کی امانت نہیں رکھی۔ یعنی خداوندی حقوق میں بڑی امانت یہی ہے کہ جب احتلام ہو یا مرد عورت سے ہم بستر ہو تو دونوں غسل جنابت کریں بے طہارت نہ رہیں ورنہ امانت الٰہی کے خائن ٹھیریں گے۔ قبیلہ قضاعہ کے دو آدمی اسلام میں داخل ہوئے ان میں کا ایک تو آنحضرت کے ساتھ شہید ہو گیا، دوسرا سال بھر زندہ رہا۔ طلحہ بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ پچھلا شخص شہید سے بیشتر جنت میں گیا۔ مجھے سخت تعجب ہوا میں نے حضرت سے ذکر کیا فرمایا

[۱] مسند احمد ترغیب ص ۸ [۲] نسائی ترغیب ص ۷ [۳] ابن خزیمہ ترغیب ص ۸ [۴] مسلم مشکوٰۃ ص ۶۴

کیا اُس نے شہید کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے۔ سال بھر کی چھ ہزار رکعت نماز نہیں پڑھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان دونوں میں آسمان زمین جیسا فرق ہے۔ معلوم ہوا کہ جس کی عبادت زیادہ ہوتی ہے اُس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ بڑی عمر ہونے کا ایک یہی فائدہ ہے کہ عبادت زیادہ ہو۔ اُس شخص پر افسوس ہے جس کی عمر گھٹتی گناہ بڑھتے ہیں۔ حضرت[۱] نے فرمایا نماز جنت کی کنجی ہے۔ حضرت[۲] نے فرمایا سب سے پہلے جس چیز کا میاب بندے سے قیامت کے دن ہوگا نماز ہے۔ اگر یہ درست نکلی تو تمام اعمال درست ٹھہریں گے ورنہ نہیں ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود ٭ اولیں پرسشِ نماز بود

دُوسری فصل بے نمازوں اور مشرکوں کی ذلت اور اُنکے دوزخ میں مبتلائے عذاب ہونے اور دوزخ کے عذاب کی کیفیت کے بیان میں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی[۳] وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ یعنی مسلمانو! نماز قائم رکھو اور مشرک نہ بنو۔ نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا اُس نے دین قائم رکھا اور جس نے اُسے ضائع کیا اُس نے دین کو ڈھا دیا۔ جو لوگ دانستہ دنیاوی کام کاج میں یہاں تک محو رہتے ہیں کہ نماز کا وقت نکل جاتا ہے اور نماز نہیں پڑھتے وہ بعض علماء کے نزدیک ظاہر احادیث کے بموجب کافر ہو جاتے ہیں۔ اگر توبہ نہ کریں گے مستحق قتل ہونگے۔ اور جب ایک وقت کی نماز کا ترک کرنا موجب کفر ہے تو پھر جو لوگ گاہ گاہ نماز پڑھتے اور اکثر نمازیں چٹ کر جاتے یا بالکل نہیں پڑھتے وہ اُن کے نزدیک ظاہر احادیث کے موافق یقیناً کافر ٹھہریں گے۔ آنحضرت[۴] نے فرمایا ہے کہ مسلمان اور شرک و کفر کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے۔ یہاں سے صاف معلوم ہو گیا کہ جس مسلمان نے نماز ادا کی وہ مسلمان ہے نہیں تو مشرک و کافر ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔[۵] حدیث ابن عمر[۶] میں آیا ہے کہ جس نے نماز پر محافظت کی قیامت کے دن اُس کے لئے نور اور دلیل اور نجات اور جنت میں داخل ہونے کا وسیلہ ہوگا اور جس نے نماز پر محافظت نہ کی اُس کیلئے

[۱] مسند امام احمد مشکوٰۃ ص۱۲ [۲] ترمذی نسائی ابوداؤد ابن ماجہ منتقی ص۳۵ [۳] پارہ ۲۱ سورہ روم [۴] بخاری مسلم منتقی ص۳۴ [۵] ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ منتقی ص۳۴ [۶] احمد دارمی بیہقی مشکوٰۃ ص۵

نہ نور ہوگا نہ دلیل نجات ہوگی نہ مغفرت و بخشش اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان۔ ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا ظاہر ہے کہ یہ شخص حقیقی کافر تھے ان کے ساتھ اسی کا حشر ہوگا جو کافر ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز پر محافظت نہ کرنے والا کافر ہے۔ محافظت کا لفظ اس بات کو چاہتا ہے کہ اچھی طرح وضو کرکے ہمیشہ نماز پر دائم و قائم رہے۔ اگر کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی یا وقت ٹلا کے پڑھی جس طرح کہ منافق پڑھتے ہیں یا دکھانے سنانے کے لئے پڑھی تو محافظت نہ ہوئی اور جب محافظت نہ ٹھیری تو معاذ اللہ وہی کفر کا حکم باقی رہا۔ اکثر مرد و عورتیں اس بات میں کوتاہی کرتے ہیں اور جو بعض لوگ نماز پنجگانہ گر پڑ کر پڑھتے بھی رہتے ہیں تو ان کی نماز میں اور صدہا طرح کے خلل رہ جاتے ہیں مسلمان کو چاہئے کہ جس طرح پیغمبر صاحب نے نماز پڑھی ہے اسی طرح شوق کے ساتھ ہمیشہ پڑھا کریں کبھی ترک نہ کریں۔ تارکین نماز کے لئے یہ کتنی بڑے خوف کی بات ہے کہ ان کا حشر قارون۔ فرعون۔ ہامان کے ساتھ ہوگا۔ یہ تینوں کافر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانی دشمن تھے۔ اور ابی بن خلف خاص ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ معرکہ احد میں خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مسلمانو! یہ نہایت ہی خطرناک مقام ہے ذرا خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ دیکھو دنیا کی حیات مستعار ہے ایک دن ضرور مرنا اور خداوندی دربار میں حاضر ہونا ہے۔ وہاں جب اپنے کرتوت کی سزا دیکھو گے سخت پشیمان ہوگے سر پیٹو گے اور زار و قطار روؤ گے۔ وہاں اپنے اعمال نیک کے سوا اور کوئی نجات کا سہارا نہ پاؤ گے۔ اگر نماز میں خلل نکلا تو ساری نیکیاں اکارت اور گئی گذری ہو جائیں گی۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان کلمہ گو ہو کر شیخ، مغل، سید، پٹھان کہلاکر کافروں کے ساتھ دوزخ میں عذاب بھگتو اور طرح طرح کی ذلت و رسوائی دیکھو۔ دیکھو ابھی وقت باقی ہے اس کی قدر کرو۔ یہ گیا وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ خدا سے ڈرو اور اپنے مالک کی عبادت اپنے پیغمبر کے حکم سننے پر مستعد ہو جاؤ اور خدا رسول کی اطاعت پر گردن تسلیم خم کئے رہو۔ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو موجب کفر نہ سمجھتے تھے نماز کے ترک

سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دوزخ کا دردناک اور جانکاہ عذاب سہنا پڑیگا۔[۱] دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر حصہ زیادہ تیز ہے جسے[۲] خداتعالیٰ نے تین ہزار سال تک دہکایا ہے اگر دوزخ کے آگ کی ایک چنگاری دنیا میں آجائے تو ساتوں زمینوں کو اور جو اُن کے درمیان ہے سب کو جلاکر بھسم کر ڈالے اور دوزخ کی سختی و شدت کی کیفیت قرآن مجید میں یوں بیان کی گئی ہے[۳] یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ یعنی مسلمانو! اپنے آپ کو اور اپنے جورو بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جسکا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر اس کے مؤکل فرشتے نہایت بے رحم اور سنگ دل ہیں کہ سزا دیتے وقت کسی کا ملاحظہ نہیں کرتے ہزار طرح پر روؤ، گڑگڑاؤ معافی چاہو مگر وہ جلانے اور تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے رحم تو اُن کے پاس نام تک کو نہیں جیسا حکم الٰہی پاتے ہیں ویسی تعمیل کرتے ہیں یہ فرشتے بے نمازوں کو آتشی زنجیروں میں جکڑیں گے۔ دوزخ[۴] میں آتشی زنجیریں ہوں گی ستر ستر گز کی لمبی فرشتے دوزخیوں کے منہ کی راہ سے یہ زنجیریں ڈالیں گے اور پائخانہ کی راہ سے نکال کر خوب جکڑ بند کر دیں گے دوزخ میں آگ کے گرز ہونگے جن سے فرشتے دوزخیوں کو مارتے ہانکتے ہوئے دوزخ میں لا ڈالیں گے۔ دوزخ[۵] میں ایسے غضب کے زہریلے سانپ بچھو ہونگے کہ ایک دفعہ کاٹنے سے ہزار برس تک دوزخی روئے گا چلائیگا تڑپے گا لیکن زہر نہ اُترے گا موت مانگے گا وہ بھی نہ آئے گی دوزخ میں خراسانی جیسے اونٹ کے برابر سانپ اور گدھے کے پالان برابر بچھو ہونگے جو ہمیشہ دوزخیوں کو کاٹتے رہیں گے کبھی فرصت نہ دیں گے۔ قیامت[۶] کے دن فرشتے دوزخ کو ستر ہزار زنجیروں میں جکڑ کر میدان محشر میں کھینچتے ہوئے لائیں گے ایک ایک زنجیر کو ستر ستر ہزار فرشتے پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ دوزخ دوزخیوں کا نام لے لیکر پکاریگی۔ دوزخی[۷] ڈر کے مارے بھاگیں گے کہ آگ کی ایک بڑی لمبی گردن دوزخ سے نکلے گی اور نافرمانوں بے نمازوں کو دو سو برس کی مسافت سے اس طرح گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دے گی جیسے مرغ دانہ کو چگ لیتا ہے۔ دوزخیوں[۸] کا جسم اسقدر

۱ بخاری مسلم مشکوٰۃ ص ۴۹۳ ۲ ترمذی مشکوٰۃ ص ۴۹۳ ۳ سورہ تحریم رکوع ۱ ۴ سورہ حاقہ رکوع ۱ ۵ مسلم مشکوٰۃ ص ۴۹۵

بڑھ جائے گا کہ ایک مونڈھے سے دوسرے تک تیز رو سوار تین روز میں پہنچ سکے اُن کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر اور ران بیضا پہاڑ کے برابر ہو جائیگی۔ دوزخیوں کے جوتے بھی آتشی ہونگے۔ دوزخ کی ایک چنگاری بڑے محل کے برابر ہوگی۔ دوزخ کی گہرائی اتنی عمیق ہے کہ اگر ایک بھاری پتھر چھوڑا جائے تو ستر برس کی مدت میں تہ کو پہنچے۔ دوزخ میں ایک آگ کا پہاڑ صعود نام ہے جس کی بلندی سینکڑوں برس کا سفر ہے اُس پر دوزخیوں کو چڑھاویں گے اور چوٹی پر سے دوزخ میں دھکیل دینگے۔ اسی طرح ہمیشہ عذاب ہوتا رہے گا۔ دوزخ میں زقوم کے سوا اور کچھ کھانا نہ ملے گا۔ زہریلے کانٹوں کا ایک درخت ہے جسے زقوم کہتے ہیں۔ یہ درخت آگ میں پیدا ہوگا۔ اسی طرح دوزخیوں کو پینے کے لئے کچھ نہ ملے گا مگر کبھی گرم جھلستا ہوا پانی اور کبھی گرم کھولتی ہوئی سڑی پیپ جسے منہ کے قریب کرتے ہی تمام منہ کا گوشت گل کر گر پڑیگا دوزخی پیاس کی شدت سے وہی پی جائیں گے۔ یہ پیٹ میں پہنچتے ہی آنتوں کو گلا کر پاخانہ کی راہ سے نکال دیگا۔ ہزاروں برس پیاس پیاس کہہ کر تھک جائیں گے ہرگز فریاد رسی نہ کیجائیگی جب دوزخی دوزخ کے دروازہ پر پہنچیں گے تو دوزخ کا داروغہ پوچھے گا کہ کیا تمھارے پاس خدا کے پیغمبر کتاب اللہ کے سُنانے اور دوزخ سے ڈرانے اور قیامت کے مصائب یاد دلانے کو نہیں آئے تھے؟ دوزخی جواب دیں گے کہ آئے تو تھے اور انہوں نے ہمیں خدا کے غضب اور قیامت کے ہول سے ڈرایا بھی تھا لیکن ہم نے اُسے نہ سُنا نہ اُن کا کہا مانا بلکہ جھٹلایا اور جھگڑا کیا۔ اگر ہم اُن کے وعظ سُنتے سمجھتے اور مانتے تو آج دوزخ میں مبتلائے عذاب کیوں ہوتے الغرض دوزخیوں کو وہ جاں گزا مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں گی کہ ویسی مصیبتیں کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سُنیں صدق اللہ تعالیٰ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ۝ یعنی دوزخی نہ تو دوزخ میں مر ہی جائیگا کہ جھگڑا کٹے نہ چین ہی سے زندہ رہے گا بلکہ اُس کی جان غضب میں رہے گی۔

تیسری فصل وضو کی فضیلت کے بیان میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ یعنی خدا تعالیٰ

۵۱ ترمذی مشکوٰۃ ۴۹۵ ۵۲ مسلم ۴۹۵ ۵۳ ترمذی مشکوٰۃ ۴۹۵ ۵۴ سورہ مرسلات ع۱ ۵۵ ترمذی مشکوٰۃ ۴۹۵ ۵۶ سورہ دخان پارہ ۲۵ ۵۷ ترمذی مشکوٰۃ

کسی کی نماز بغیر وضو قبول نہیں کرتا۔ جو شخص[۱] اچھی طرح سنت کے مطابق وضو کر کے نماز پڑھتا ہے
اُس کے وہ تمام گناہ بخشے جاتے ہیں جو ایک نماز سے دوسری نماز تک سرزد ہوئے ہیں مثلاً اگر صبح
کی نماز کے واسطے سنت کے مطابق وضو کیا تو ظہر کے وضو کرنے تک جس قدر گناہ اس سے
سرزد ہوئے ہیں سب معاف ہو جاتے ہیں پھر مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے کا ثواب الگ رہا
جب[۲] ایماندار بندہ وضو کرتے وقت منہ دھوتا ہے تو اُس کے منہ کی وہ تمام خطائیں جنہیں
اُس نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا تھا پانی کے بہاؤ کے ساتھ نکل جاتی ہیں اور جب
دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اُس کے ہاتھوں سے وہ تمام خطائیں جو اس کے دونوں ہاتھ
عمل میں لائے تھے نکل جاتی ہیں اور جب دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اُس کے پاؤں کے
وہ تمام گناہ جن کی طرف پاؤں چلے تھے پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں بلکہ ناخونوں کے نیچے
کے بھی تمام گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ ایماندار بندہ وضو کر کے تمام گناہوں سے پاک صاف
ہو جاتا ہے۔ آنحضرت[۳] نے فرمایا وضو آدھا ایمان ہے۔ اور وضو پر وضو کرنے سے دس[۴] نیکیاں
ملتی ہیں۔ جس[۵] جگہ تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک قیامت کے دن اُسے زیور پہنایا جائیگا
اس سے زیادہ آبرو اور خوشی کی بات اور کیا ہو گی کہ پانی کے عوض وہاں قیمتی زیورات پہننے کو
ملیں گے۔ آنحضرت[۶] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ قیامت کے دن اس حال میں
بلائے جائیں گے کہ اُن کے اعضا وضو کے اثر سے چمکتے ہونگے۔ اور فرمایا[۷] بہشت کی کنجی نماز اور
نماز کی کنجی وضو ہے اور فرمایا[۸] میں قیامت کے دن اپنے امتیوں کو اس سبب سے پہچان لونگا
کہ وضو کے سبب سے اُن کے ہاتھ پاؤں منہ وغیرہ درخشاں ہونگے اور فرمایا[۹] کہ وہ میرے
بھائی ہیں میں انہیں دیکھنے کی آرزو کرتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا حضرت! کیا ہم آپ کے بھائی
نہیں ہیں؟ فرمایا تم میرے یار ہو۔ عقبہ[۱۰] بن عامر کی حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اچھی طرح پورا پورا
وضو کر کے نماز پڑھتا ہے اور جو کچھ نماز میں کہتا ہے اُسے سمجھتا جاتا ہے تو نماز سے اس حالت
میں الگ ہوتا ہے کہ گویا آج اُس کی ماں نے جنا ہے۔ ایک حدیث[۱۱] میں یوں آیا ہے کہ حضرت نے

۱ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ ۲ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ ۳ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ ۴ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ ۵ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۱ ۶ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۱
۷ احمد مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ ۸ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ ۹ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ ۱۰ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۰

فرمایا کیا میں تمھیں ایسی چیز کی راہ نہ بتاؤں جس سے خدا تمھاری خطائیں دور کر دے تمھارے درجے اونچے کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں اے رسول خدا۔ فرمایا پانی کے ناگوار معلوم ہوتے ہوئے وضو پورا کرنا مسجد کی طرف زیادہ چلنا ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔[1] حدیث عثمان میں آیا ہے کہ وضو بیشتر[2] کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ کوئی کبیرہ گناہ سرزد نہ ہوا ہو فائدہ کہ جو[3] شخص اچھی طرح وضو نہیں کرتا وہ نماز میں بھولتا بھٹکتا ہے اُسے نماز میں طرح طرح کے وسواس آتے ہیں اور جی میں باتیں کرتا ہے اُس کی نماز خراب ہو جاتی ہے کبھی آدھی کبھی پاؤ کبھی تہائی کبھی کم کبھی زیادہ قبول ہوتی ہے ایسا شخص نماز کا چور کہلاتا ہے۔ آنحضرت[4] نے فرمایا نماز کے چور سب چوروں سے بڑے ہیں۔

چوتھی فصل تیمم کے بیان میں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ۔[4] اگر نمازی بیماری سے معذور ہو یا وضو کیلئے پانی نہ ملتا ہو گو دس برس تک نہ ملے تیمم کئے جائیے جس وقت پانی ملے گا یا عذر زائل ہوگا اسی وقت وضو فرض ہو جائے گا۔ جسے[5] پانی مٹی دونوں نہ ملیں اُسے بغیر وضو اور بغیر تیمم نماز پڑھنی جائز ہے۔ آنحضرت[6] نے فرمایا کہ ہمارے لئے تمام زمین نماز کی جگہ مقرر ہوئی ہے (جہاں چاہیں نماز پڑھیں) اور زمین کی مٹی ہمارے واسطے پاک کرنے والی ٹھیرائی گئی ہے سو جہاں نماز کا وقت آجائے اور پانی میسر نہ ہو یا بیماری کا عذر ہو یا بیمار پڑنے کا خوف غالب ہو تو تیمم کرکے نماز ادا کریں۔ تیمم[7] کے لئے پہلے دل میں نیت کریں پھر بسم اللہ کہکے دونوں ہاتھ ایک دفعہ پاک مٹی پر یا ڈھیلوں یا کچی دیوار پر ماریں پھر پھونک سے مٹی اُڑا دیں پھر دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیر کر دونوں کف دست پہنچوں تک ملیں یا ایک بار مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیریں پھر دوسری دفعہ ہاتھ مار کر کہنیوں تک مسح کریں۔ دونوں طرح تیمم درست ہے مگر اول طریقہ زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے۔ کپڑے[8] پتھر۔ لوہے۔ لکڑی وغیرہ پر تیمم کرنا جائز نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ[9]

---

[1] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ [2] احمد ترمذی ابوداؤد نسائی منتقی صفحہ ۲۰ [3] مسند امام احمد بخاری مسلم ابوداؤد نسائی منتقی صفحہ ۲۴ [4] سورہ نساء رکوع ۷
[5] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۷ [6] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۸ [7] شرح سنہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۴ [8] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۵۴ [9] منتقی الاخبار صفحہ ۳۰

نے فرمایا ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا یعنی جب پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ ہاں اگر کپڑے وغیرہ پر گرد و غبار پڑا ہو تو جائز ہے۔ اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو اُسے ہلا لیں۔ آدمی تیمم سے ویسا ہی پاک ہو جاتا ہے جیسا وضو اور غسل سے۔ غسل اور وضو کے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے جس شخص کو پانی میسر نہ ہو اُسے تیمم سے نماز پڑھنا چاہیئے۔ جس پانی کے گندہ ہونے کا یقین ہو تو بھی تیمم سے نماز پڑھے۔ تیمم سے نماز پڑھ چکنے کے بعد پانی مل جائے اور ہنوز نماز کا وقت باقی ہو تو نماز کا دُہرانا ضرور نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص وضو کر کے نماز دُہرالیگا تو دوگنا ثواب پائیگا۔ اگر نماز پڑھنی شروع کر دی اور اثنار نماز میں پانی آنے کی خبر سنی تو نماز توڑ دیں اور وضو کر کے از سرِ نو شروع کریں۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے اُن ہی سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ جنبی کو پانی نہ ملے تو وہ بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر زخمی کو نہانے کی حاجت ہو تو زخم پر پٹی باندھ کر مسح کرے اور سارا بدن دھو ڈالے۔ ایک تیمم سے کئی نمازیں پڑھنی درست ہیں۔

پانچویں فصل وضو کی ترکیب کے بیان میں

وضو کرتے وقت پہلے دل میں نیت کریں پھر بسم اللہ کہہ کر تین دفعہ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئیں پھر تین بار کلی کریں مسواک بھی کرنا سنت ہے اس سے منہ صاف ہوتا اور خدا راضی ہوتا ہے۔ پھر سیدھے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی دیں اور بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑیں پھر تین دفعہ دونوں ہاتھوں سے منہ دھوئیں ماتھے کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لو تک۔ ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے چھپکاویں اور ڈاڑھی کا خلال کریں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئیں اس کے بعد نیا پانی لیکر سر کا مسح کریں۔ مسح کی ترکیب یہ ہے کہ پانی سے دونوں ہاتھ بھگو کر اور انگلیاں ملا کر سر کے بالوں سے شروع کر کے آگے سے گُدی تک پیچھے لیجائیں اور پیچھے سے پھر اُسی جگہ لے آئیں جہاں سے شروع کیا تھا۔ اسی طرح عمامہ پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔ پھر کانوں کے مسح کرنے کے لئے بھی نیا پانی لیں اور کانوں کے سوراخوں میں شہادت

لے سورہ نسار رکوع ۶ ۔ ۲ے بخاری مشکوٰۃ صہ ۶۱ ۳ے ابوداؤد و نسائی بلوغ المرام صہ ۹ ۴ے بخاری مسلم مشکوٰۃ صہ ۴۶ ۵ے ابوداؤد صہ ۴۶ ۶ے ابوداؤد و مسلم صہ ۹۳ ۷ے منتقی الاخبار صہ ۸ ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۳ ۹ے بخاری مسلم مشکوٰۃ صہ ۳ ۱۰ے ابوداؤد مشکوٰۃ صہ ۳ ۱۱ے بخاری مسلم مشکوٰۃ صہ ۳ ۱۲ے بخاری مسلم مشکوٰۃ ۱۳ے ترمذی مشکوٰۃ صہ ۳۵ ۱۴ے بخاری مسلم مشکوٰۃ صہ ۳۵ ۱۵ے بخاری مشکوٰۃ صہ ۳ ۱۶ے مشکوٰۃ صہ ۱۵ ۱۷ے [illegible]

کی انگلیاں ڈال کر انگوٹھوں سے کانوں کی پشت پر مسح کریں۔ زاں[۱] بعد داہنا پاؤں ٹخنوں تک تین دفعہ دھوئیں پھر اسی طرح بایاں پاؤں۔ ہاتھ[۲] پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا اسی طرح ڈاڑھی کا خلال کرنا اور انگوٹھی ہاتھ میں ہو تو اُسے بھی ہلانا مسنون ہے۔ اعضاء[۳] وضو کو تین تین بار دھونا بہتر و افضل ہے لیکن اگر دو دو بار یا ایک ایک بار دھولیں گے تو بھی وضو صحیح اور درست ہو جائے گا تین[۴] تین بار سے زیادہ دھونا اعضاء کو حرام ہے۔ آنحضرت[۵] نے فرمایا جس نے اعضاء وضوء کو تین بار سے زیادہ دھویا اُس نے بُرا کیا اور حد سے تجاوز کر گیا۔ ترتیب[۶] کے ساتھ وضو کرنا انسب و اولیٰ ہے اور درمیان میں توقف کرنا خوب نہیں۔ وضو[۷] کرتے وقت اگر ناخن برابر بھی کوئی عضو خشک رہ جائے گا تو از سر نو وضو کرنا واجب ہوگا۔ وضو کر کے اعضاء وضوء کو چادر یا رومال سے پوچھنا بہتر نہیں کیونکہ اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی ہے۔ وضو کرنے کے بعد شرمگاہ کی جگہ پائجامہ پر پانی کا چھینٹا مارنا سنت ہے۔ ایک[۸] وضو سے کئی نمازیں پڑھنی جائز ہیں وضو[۹] کے لئے سوا سیر یا ڈیڑھ سیر پانی لیں لیکن جس قدر کم خرچ کریں بہتر ہے گو پانی کی افراط کیوں نہ ہو اور وضو کرنے والا بہتی نہر پر کیوں نہ ہو۔ وضو[۱۰] سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں اس بات کا گواہ ہوں کہ خدا کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں وہ اکیلا ہے اُسکا کوئی شریک نہیں۔ اور میں اس بات کا بھی گواہ ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ ترمذی نے اس دعا کے بعد یہ الفاظ بھی زائد روایت کئے ہیں اَللّٰهُمَّ[۱۱] اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ یعنی خداوندا مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک ہونے والوں میں کر دے۔ جو[۱۲] شخص وضو کے بعد یہ دعا پڑھے گا اُس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے جس دروازے سے چاہے گا بہشت میں داخل ہو جائیگا۔ وضو[۱۳] سے فارغ ہو کر جو شخص دل کی حضوری سے دو رکعت نفل نماز پڑھے گا اُس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ وضو کرتے وقت دوسرے شخص سے بھی اعضاء وضوء پر پانی ڈلوانا درست ہے۔ ہر وضو[۱۵] اور غسل کے

۱ ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۸ ۲ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۳۸ ۳ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۷ ۴ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۳۶ ۵ ابو داؤد نسائی مشکوٰۃ صفحہ ۳۸ ۶ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵ ۷ مسلم صفحہ ۱۲۵ ۸ نسائی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۹ ۹ مسلم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۳ ۱۰ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۹ ۱۱ ترمذی صفحہ ۱۰ ۱۲ منتقی الاخبار صفحہ ۱۵ ۱۳ بخاری مسلم بلوغ المرام صفحہ ۹ ۱۴ مسلم صفحہ ۱۲ ۱۵ احمد دارمی نسائی مشکوٰۃ صفحہ ۳۹ ۔۱۲

بعد کم سے کم دو رکعت نماز نفل پڑھنا اور ہمیشہ باوضو رہنا جنت میں داخل ہونے کا موجب ہے۔ آنحضرت[۱] نے بلال سے فرمایا کہ اے بلال میں نے جنت میں تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے آگے سُنی بتاؤ تم نے اسلام میں کونسا ایسا عمل کیا ہے جس کی امید تمہیں زیادہ ہے۔ عرض کیا کہ میں رات دن کی جونسی ساعت میں وضو کرتا ہوں اُس کے بعد کچھ نہ کچھ نماز پڑھ لیتا ہوں۔ ایک[۲] روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت نے صبح اُٹھ کر بلال کو بلایا اور فرمایا تم مجھ سے آگے جنت میں کس عمل کی وجہ سے گئے کیونکہ جب کبھی میں جنت میں گیا اپنے آگے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی عرض کیا حضرت! جب میں اذان دیتا ہوں دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں اور جب حدث سے وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھنا اپنے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔ فرمایا بیشک ان ہی دو رکعت کی وجہ سے تم پہلے جنت میں گئے۔

چھٹی فصل مِسواک کی فضیلت میں

مسواک[۳] کرنا خدا اور رسول کی خوشنودی کا باعث اور منہ صاف رہنے کا سبب ہے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ مسواک منہ صاف کرتی اور خدا کو راضی رکھتی ہے۔ رسُولوں[۴] کی سنت چار چیزیں ہیں ایک[۱] حیا کرنا دوسرے[۲] عطر لگانا تیسرے[۳] مسواک کرنا چوتھے[۴] نکاح کرنا۔ آنحضرت[۵] صلے اللہ علیہ وسلم جب باہر سے گھر میں آیا کرتے تو مسواک کیا کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ جب جبرئیل میرے پاس آتے ہیں تو مجھے مسواک کی وصیت کرتے ہیں حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں مجھ پر یا میری امت پر فرض نہ کر دیں۔ مسواک[۶] والی نماز بے مسواک والی نماز سے ستر درجے بڑھ کر ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ مسواک کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا بے مسواک کی ستر رکعت سے افضل ہے۔ آنحضرت[۷] نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو عشاء کی نماز تاخیر کر کے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا کسی کی مسواک اس کی رضامندی سے کرنا جائز ہے۔ مسواک[۸] قلم کے برابر موٹی ہونی چاہئے اور نماز پڑھتے وقت قلم کی طرح کان میں لگانا درست ہے انگلی[۹] سے بھی مسواک کرنا جائز ہے۔

۱ ترمذی مشکوٰۃ صـ۳۶ ۲ مسلم مشکوٰۃ صـ۳۶ ۳ بیہقی مشکوٰۃ صـ۳۶ ۴ بخاری مسلم مشکوٰۃ صـ۳۶ ۵ مسلم مشکوٰۃ صـ۳۶ ۶ بیہقی مشکوٰۃ صـ۳۶
۷ ترمذی مشکوٰۃ صـ۳۶ ۸ ابو داؤد مشکوٰۃ صـ۳۶ ۹ ترمذی مشکوٰۃ صـ۳۶

ساتویں فصل اُن چیزوں کے بیان میں جن سے وضو ٹوٹتا ہے

بے[1] وضو نماز پڑھنا سخت گناہ ہے ایسی نماز کبھی قبول نہیں ہوتی بلکہ اُلٹی منہ پر ماری جاتی ہے چنانچہ حدیث ابوہریرہؓ میں آیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ ریح[2] نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر آواز سُنے یا بدبو پھیلے۔ صرف[3] پھونک نکلنے کے شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اس قسم کا شبہ شیطانی وسوسہ ہے۔ جیسے[4] نماز میں اس بات کا شبہ پڑے کہ آیا میری ریح نکلی یا نہیں تو اُسے جب تک آواز نہ سُنائی دے یا بدبو نہ آئے تب تک وضو کرنا ضرور نہیں۔ پاخانہ[5] پیشاب مذی کے نکلنے نیز جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اُن سے وضو بھی لازم ہوتا ہے۔ قے[6] کے آنے نکسیر کے چلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لیٹ[7] کر سو جانے یا کسی چیز پر سہارا دیکر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ہاں اگر بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جائے اور کسی قسم کی ٹیک نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ نماز[8] میں کھلکھلا کر ہنسنے سے نماز تو ٹوٹ جاتی ہے لیکن صحیح حدیثوں کے بموجب وضو کا ٹوٹنا ثابت نہیں ہوتا ذکر[9] اور فرج کو ہاتھ لگانے سے۔ اونٹ[10] کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ فرج کا لفظ مرد عورت کے قبل اور دُبر دونوں کو شامل ہے یعنی مرد کا ہاتھ خواہ ذکر کو لگ جائے یا دبر کو اسی طرح عورت کا ہاتھ خواہ فرج کو لگے یا دبر کو دونوں حالتوں میں دونوں کا وضو جاتا رہے گا لیکن[11] اگر درمیان میں کپڑا حائل ہوگا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ بدن[12] کے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جس قدر روایتیں اس بارہ میں آئی ہیں کہ خون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سب ضعیف ہیں۔ نماز[13] کی حالت میں اگر بائی سرے یا منی و مذی نکلے یا نکسیر بہے تو نماز توڑ کر باہر جاویں اور وضو کرکے ازسرنو نماز پڑھیں۔ اگر[14] امام ہے تو مقتدیوں میں سے کسی کو اپنا قائم مقام کرکے باہر جائے۔ عورت[15] کو چھونے اور اُس کا بوسہ لینے اور آگ[16] کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر نماز کی حالت میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو ناک پکڑ کر مسجد سے باہر وضو کرنے چلا جائے۔ با[17] وضو آدمی کو دودھ پینے کے بعد کلی کرنا مسنون ہے۔ جنازہ[18] کے اٹھانے والوں کو وضو کرنا مستحب ہے اگر وضو نہ کریں گے نماز صحیح ہو جائے گی۔ ٹخنوں[19] سے نیچے پائجامہ پہننے والو

۱ منتقی الاخبار صفحہ ۱۳ ۲ شیخین مشکوۃ صفحہ ۳۳ ۳ مسلم مشکوۃ صفحہ ۳۳ ۴ مسلم مشکوۃ صفحہ ۳۳ ۵ احمد ترمذی مشکوۃ صفحہ ۳۲ ۶ مشکوۃ صفحہ ۳۳ ۷ ترمذی مسلم صفحہ ۱۴
۸ ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۳۲ ۹ عون الباری صفحہ ۱ ۱۰ مسلم مشکوۃ صفحہ ۳۲ ۱۱ مالک احمد ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ دارمی مشکوۃ صفحہ ۳۳ ۱۲ شافعی دارقطنی مشکوۃ صفحہ ۳۳
[illegible]

کو از سرِ نو وضو کرنا چاہیئے ایسا شخص ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اُس کی نماز تُڑوا کر از سرِ نو وضو کرنے کا حکم فرمایا۔

آٹھویں فصل موزہ اور جراب پر مسح کرنے کے بیان میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ موزوں[1] پر مسح کرنے کی مدت مقیم کے لئے ایک رات دن اور مسافر کے واسطے تین رات دن ہے۔ جنابت[2] کے سبب سے مسح کی مدت جاتی رہتی ہے۔ ہاں پیشاب پاخانے اور سو جانے سے مسح کی مدت پوری نہیں ہو جاتی۔ اس مدت کی ابتدا جمہور علماء کے نزدیک وضو ٹوٹنے کے وقت سے ہے مثلاً ایک شخص نے دوپہر کو وضو کر کے موزے پہنیں اور وضو ٹوٹا شام کو تو شام سے ایک رات دن شمار کیا جائے گا۔ موزوں[3] پر مسح کرنیکا طریق یہ ہے کہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں پانی سے تر کر کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں سے شروع کر کے پنڈلیوں تک کھینچیں۔ جس چیز سے وضو ٹوٹتا ہے اسی سے مسح بھی ٹوٹتا ہے۔ حدث[4] ہو جانے کے بعد جب موزہ اُتارا جائے گا فوراً وضو جاتا رہے گا۔ مسح کی مدت گذرنے سے فوراً وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جرابوں[5] پر مسح کرنا درست ہے جب کہ وہ غف بنی ہوئی ہوں۔

نویں فصل نماز کے اوقات کے بیان میں

سورج[6] کے ڈھلتے ہی نماز ظہر کا وقت ہو جاتا ہے اور یہ نماز ظہر کا اول وقت ہے۔ لیکن[7] جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جاوے سایہ اول کے علاوہ تو یہ نماز ظہر کا اخیر وقت اور عصر کا اول وقت ہے۔ عصر[8] کا آخر وقت اُس زمانہ تک ہے کہ ہنوز سورج خوب صاف چمکتا ہو زرد نہ پڑ گیا ہو کیونکہ زردی کے وقت نماز پڑھنا منافقوں کا کام ہے۔ مغرب[9] کا اول وقت سورج کا ڈوب جانا اور آخر وقت شفق کی سُرخی کا غائب ہونے کے قریب ہونا ہے۔ عشار[10] کا اول وقت شفق کی سرخی کا غائب ہونا اور آخر[11] وقت نصف رات کا گذر جانا۔ فجر[12] کا اول وقت صبح کی پو پھٹنا اور آخر وقت سورج کا قریب الطلوع ہونا ہے۔ ایک دن[13]

[1] ترمذی نسائی مشکوٰۃ ص [2] ترمذی نسائی مشکوٰۃ ص [3] بلوغ المرام ص [4] بلوغ المرام ص [5] مسلم مشکوٰۃ ص [6] ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ ص [7] مالک مشکوٰۃ ص [8] مسلم مشکوٰۃ ص [9] امام مالک مشکوٰۃ ص [10] مسلم مشکوٰۃ ص [11] مسلم مشکوٰۃ ص [12] مسلم مشکوٰۃ ص [13] مسلم مشکوٰۃ ص

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر نماز کے اوقات دریافت کئے آپ نے اُس وقت تو اُس کا کوئی جواب نہیں دیا اور فرمایا کہ تُو دو دن ہمارے ساتھ نماز پڑھ لے۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے صبح صادق ہوتے ہی بلال کو حکم فرمایا۔ اُس نے اذان دی اور آپ نے نماز ادا کی۔ اُس وقت لوگ باہم ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتے تھے پھر جب سورج ڈھل گیا تو ظہر کی نماز ادا کی۔ اس وقت بعض لوگوں کا خیال تھا کہ ہنوز دوپہر ہے حالانکہ آنحضرت نماز کے وقت سب سے بہتر پہچانتے تھے۔ زاں بعد آپ نے عصر کی نماز ادا کی اس حال میں کہ سورج بہت بلند تھا یعنی ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا تھا پھر جس وقت آفتاب کا قرص ڈوبا تو آپ نے مغرب کی نماز ادا کی اور جب شفق کی سُرخی غائب ہو گئی تو عشاء کی نماز ادا کی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے فجر کی نماز ایسے وقت ادا کی کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسی نے کہا سورج نکل آیا یا قریب نکلنے کے ہے پھر آپ نے نماز ظہر میں یہاں تک دیر کی کہ کل کی عصر پڑھنے کا وقت قریب ہو گیا یعنی ایک مثل کے قریب قریب سایہ پہنچ گیا تھا پھر عصر کی نماز میں یہاں تک تاخیر کی کہ نماز عصر کے پڑھنے کے بعد کوئی کہتا تھا کہ آفتاب زرد پڑ گیا اور نماز مغرب میں یہاں تک دیر کی کہ شفق کی سُرخی ڈوبنے کے قریب ہو گئی اور نماز عشاء میں یہاں تک تاخیر کی کہ رات کی اول تہائی گذر چکی جب صبح ہوئی تو آپ نے اُسی سائل کو بُلایا جس نے نماز کے اوقات دریافت کئے تھے اور فرمایا کہ اوقات نماز ان وقتوں کے بیچ میں ہیں۔ **فائدہ** سبحان اللہ کیا جامع کلام ہے کہ ایک ہی حدیث میں آپ نے نماز کے پانچوں وقت اور اوقات کی ابتدا و انتہا اور بیچ کے عمدہ اوقات امت کو تعلیم فرما دیئے اور ارشاد فرما دیا کہ دونوں وقت کے اول و آخر میں بھی نماز درست ہو سکتی ہے لیکن بعض[۱] حدیثوں سے فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب کی نماز اول وقت میں پڑھنے کی تاکید معلوم ہوتی ہے اور عشاء کی نماز آخر وقت سے کچھ پہلے تک پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ سخت[۲] گرمی میں نماز ظہر ذرا دیر کرکے پڑھنے کا بھی حکم ہوا ہے۔ جو شخص[۳] نماز عصر اخیر وقت میں پڑھتا ہے اس کی نماز منافق کی سی ہے اور عصر[۴] کی نماز نہ پڑھنے سے پہلی نمازیں بھی باطل ہو جاتی ہیں۔ فجر[۵] کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مناسب رہے

[۱] مسلم مشکوٰۃ صـ [۲] مسلم مشکوٰۃ صـ [۳] بخاری مشکوٰۃ صـ [۴] بخاری مسلم مشکوٰۃ صـ [۵] منتقی الاخبار صـ

اور اُسے[1] میں اس قدر لمبی قرأت کرنی چاہیئے جس قدر مقتدیوں کو طاقت ہو یعنی اُنہیں مشقت میں ڈالنا نہ چاہیئے البتہ گرمی کے موسم میں فجر کی نماز قدرے روشنی میں پڑھنی بہتر ہے کیونکہ اس موسم میں رات چھوٹی ہے۔ فائدہ جو شخص[2] سو گیا یا نماز پڑھنی بھول گیا اور نماز کا وقت نکل گیا تو جس وقت جاگے یا یاد آجائے فوراً نماز پڑھ لے اس کی نماز کا یہی وقت ہے یہ نماز ادا ہو گی نہ قضا۔ اگر معذور[3] شخص نے صبح یا عصر کی ایک رکعت بھی پالی تو اُس کی نماز ہو گئی۔ نماز[4] کا وقت مقررہ پر پڑھنا واجب ہے اس قدر دیر کر کے پڑھنا کہ وقت نکلنے کو ہو نفاق کی علامت ہے۔ جو شخص[5] نماز عصر اول وقت پڑھتا ہے وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائیگا۔ صبح[6] کی نماز میں اگر ایک رکعت پڑھ چکے پھر سورج نکل آئے تو دوسری رکعت سورج نکلتے ہوئے پڑھ لیں نماز صحیح ہو جائے گی لیکن[7] جب سورج کی کور نکل چکی یا غائب ہو چکی ہے اُس وقت نماز کی نیت باندھنا حرام ہے۔ اس[8] وقت نہ میت کو دفن کریں نہ جنازہ کی نماز پڑھیں۔ آنحضرت[9] صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات نماز عصر اس وقت ادا کرتے جب کہ جانے والا چار کوس تک چلا جاتا اور ہنوز سورج بلند رہتا۔

دسویں فصل اذان کی فضیلت اور اُس کے احکام میں

نماز کے وقت اذان کہنا سنت مؤکدہ ہے۔ ہر مسلمان شخص اذان دے سکتا ہے خواہ باوضو ہو یا بے وضو مگر[10] بہتر یہی ہے کہ وضو کر کے اذان دے۔ اذان دینے کی فضیلت بہت سی حدیثوں میں آئی ہے۔ آنحضرت[11] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ معلوم کر لیں کہ اذان اور اول صف میں کس قدر اجر ہے پھر اس پر بجز قرعہ ڈالنے کے اور کوئی تدبیر نہ پائیں تو ضرور قرعہ ڈالیں۔ جو جن[12] وانس وغیرہ موذن کی آواز سُنتا ہے وہ قیامت کے روز اس کی گواہی دیگا۔ موذن[13] کی اذان کی آواز جہانتک پہنچتی ہے وہاں تک کے تر و خشک اس کی شہادت دیتے اور دعاء مغفرت مانگتے ہیں۔ موذن[14] کو اُن لوگوں کے برابر اجر ملتا ہے جو اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ موذنوں[15] کی گردنیں قیامت کے دن سب سے بلند تر ہوں گی۔ آنحضرت[16] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے بہتر بندے وہ

۱ے مسلم مشکوٰۃ صہ ۵۳ ۔ ۲ے بخاری مسلم مشکوٰۃ صہ ۵۳ ۔ ۳ے ترغیب صہ ۸۳ ۔ ۴ے صحیحین مشکوٰۃ صہ ۵۳ ۔ ۵ے صحیحین مشکوٰۃ صہ ۵۳ ۔ ۶ے مسلم مشکوٰۃ صہ ۵۲
۷ے صحیحین مشکوٰۃ صہ ۶۰ ۔ ۸ے ترمذی مطبوعہ نولکشور صہ ۳۰ ۔ ۹ے صحیحین مشکوٰۃ صہ ۶۰ ۔ ۱۰ے بخاری مشکوٰۃ صہ ۶۰ ۔ ۱۱ے احمد ابوداود ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۶۵
۱۲ے مسلم مشکوٰۃ صہ ۶۵ ۔ ۱۳ے ترمذی مشکوٰۃ صہ ۵۶ ۔ ۱۴ے ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۶۳ ۔ ۱۵ے ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۶۳ ۔ ۱۶ے منتقی صہ ۳۰

ہیں جو ذکر الٰہی کے لئے چاند سورج اور تاروں کی رعایت کرتے ہیں۔ تین[۱] قسم کے آدمی قیامت کے دن مُشک کے ٹیلوں پر ہونگے جن پر پہلے پچھلے لوگ رشک کریں گے ایک وہ جنہوں نے حق اللہ بھی اداکیا اور اپنے آقا کا حق بھی بجالائے۔ دوسرے وہ جنہوں نے ایک قوم کی امامت کی اور وہ اُن سے خوش تھی۔ تیسرے وہ جو پنجگانہ نماز کے لئے رات دن اذان کہتے ہیں۔ جس[۲] نے بارہ[۱۲] برس تک اذان دی اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ مؤذن کے وہ تمام گناہ دور کئے جاتے ہیں جو اس سے ایک اذان سے دوسری اذان تک صادر ہوئے ہوں۔ مؤذن[۳] کو ہر دن میں ہر اذان پر ساٹھ نیکیاں اور مکبر کو ہر تکبیر پر تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ جب[۴] تین آدمی ہوں اور اُن میں اذان و تکبیر نہ کہی جائے اور بغیر اذان و تکبیر نماز ادا کی جائے تو اُن پر شیطان غالب ہوجاتا ہے۔ اگر کسی مسجد میں ایک وقت میں کئی جماعتیں ہوں تو اذان تو ایک ہی کافی ہوگی مگر تکبیر ہر جماعت کے لئے علیحدہ کہنی پڑیگی۔ سفر[۵] میں بھی اذان و تکبیر کہہ کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ ایک[۶] مسجد میں دو مؤذن مقرر کرنے مستحب ہیں ایک صبح صادق سے پیشتر نماز تہجد کے لئے اذان دیکر جگانے کو دوسرا صبح صادق کے بعد اذان دے کر نمازیوں کے بلانے کو۔ مؤذن[۷] ایسے شخص کو مقرر کریں جو خوش لہجہ اور بلند آواز ہو۔ اذان[۸] دینے پر تنخواہ وغیرہ نہ لیتا ہو نماز کے وقت اچھی طرح پہچانتا ہو۔ جو[۹] شخص اذان کہے تکبیر کہنے کا بھی وہی استحقاق رکھتا ہے مؤذن کو کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر اذان دینی چاہیئے۔ آنحضرت[۱۰] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اذان کی آواز سُن کر چھتیس[۳۶] کوس بھاگ جاتا ہے۔ لیکن اذان[۱۱] ہو چکنے کے بعد پھر چلا آتا ہے اور تکبیر ہوتے ہی چلنپت ہوجاتا ہے اور تکبیر ہو چکنے کے بعد پھر آکر نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور فرمایا[۱۲] کہ اذان کہنا اسلام کی بہت بڑی نشانی ہے اور فرمایا[۱۳] مؤذن امانت دار ہے۔ جو نماز[۱۴] سہواً فوت ہوجائے یا سوجانے سے قضا ہوجائے اُس کے لئے اذان کہنے کی ضرورت نہیں صرف تکبیر کافی ہے۔ اذان[۱۵] یہ ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ

۱ ترمذی مشکوٰۃ ص۵۶ ۲ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۵۶ ۳ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۵۶ ۴ منتقی الاخبار ص۲۴ ۵ بخاری مشکوٰۃ ص۵۸ ۶ صحیحین مشکوٰۃ ص۵۶
۷ صحیحین بلوغ ص۲۴ ۸ احمد ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ ص۵۶ ۹ ترمذی ابن ماجہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص۵۶ ۱۰ مسلم مشکوٰۃ ص۵۶ ۱۱ ایضاً ص۵۶
۱۲ مسلم مشکوٰۃ ص۲۳ ۱۳ احمد ابوداؤد ترمذی نسائی مشکوٰۃ ص۵۶ ۱۴ مسلم مشکوٰۃ ص۲۴۳ ۱۵ مسلم مشکوٰۃ ص۵۵

ترجیع[1] کے ساتھ بھی اذان کہنا مسنون ہے اُس کا طریق یہ ہے کہ پہلے بلند آواز سے کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر پست آواز سے کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ زاں بعد بلند آواز سے یہی کلمات کہے اگر صبح کا وقت ہو تو حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی کہے۔ موذن[2] شہادت کی دونوں انگلیاں کانوں میں دے۔ اور حَیَّ[3] عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنے کے وقت گردن پھرائے۔

گیارہویں فصل اذان کے بعد تکبیر کہنے اور موذن کو جواب دینے اور اذان سُن کر دُعا کرنیکے بیان میں

آنحضرت[4] نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو جو لفظ موذن کہتا جائے وہی تم بھی کہتے جاؤ۔ پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے خدا اُس پر دس دفعہ درود پڑھتا ہے۔ زاں بعد خدا سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو۔ یہ جنت میں ایک مرتبہ ہے جس کے لائق خدا کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں تو جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا اُس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اذان[5] سننے والے کو چاہئے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کی جگہ تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ[6] کہے اور باقی وہی کہے جو موذن کہتا ہے۔ جو[7] شخص دل سے اس طرح کہے گا جنت میں جائے گا۔ جب[8] موذن کہہ چکے تو سننے والا یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ جو شخص یہ دعا پڑھے گا آنحضرت کو قیامت کے دن اُسکی شفاعت کرنی لازم ہوگی۔ اذان[9] سننے کے بعد یہ دعا پڑھنی بھی حدیث سے ثابت ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا۔ جو شخص یہ دعا پڑھے گا اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ایک[10] شخص نے

۱؎ مسلم مشکوٰۃ ص ۶۵ ۲؎ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۶۵ ۳؎ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۶۵ ۴؎ مسلم مشکوٰۃ ص ۶۵ ۵؎ مسلم مشکوٰۃ ص ۶۵ ۶؎ مسلم مشکوٰۃ ص ۶۵
۷؎ بخاری مشکوٰۃ ص ۶۵ ۸؎ صحیحین مشکوٰۃ ص ۶۵ ۹؎ صحیحین مشکوٰۃ ص ۶۵ ۱۰؎ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۶۵

خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت مؤذن ہم سے ثواب میں سبقت لے گئے فرمایا تو بھی وہی کہہ جو مؤذن کہتے ہیں۔ پھر جب تو کہہ چکے تو مانگ تجھے ملے گا۔ معلوم ہوا کہ جو شخص اذان نہ کہتا ہو مگر اذان کے الفاظ سُن کر مؤذن کی طرح کہتا جاتا ہو تو اُسے مؤذن کے برابر اجر ملتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ تکبیر[1] کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اذان[2] سُننے والا جیسے مؤذن کے ساتھ ساتھ اذان کہتا ہے تکبیر سنتے وقت بھی ویسے ہی تکبیر بھی ساتھ ساتھ کہتا جائے لیکن جب مکبر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے تو سُننے والا اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے۔ حضرت[3] نے فرمایا ہے دو ایسی ساعتیں ہیں جن میں دعا کرنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک اقامت نماز کے وقت دوسری جہاد میں صف بندی کے وقت جب تکبیر کہی جاتی ہے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔ اذان[4] کے الفاظ ذرا آہستہ آہستہ اور جدا جدا کہے اور اقامت کے الفاظ میں قدرے جلدی کرے اور اذان و اقامت کے درمیان اس قدر وقفہ کرے کہ کھانیوالا کھانے سے اور پینے والا پینے سے فراغت پالے۔ اور جسے پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو وہ اپنی حاجت پوری کرلے۔

بارھویں[12] فصل مساجد کے ذکر میں

حاجت کی جگہ مسجد کے بنانے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ آنحضرت[5] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ جس نے خاص خدا کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے مسجد بنائی خدا تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ یہ اجر مطلق مسجد کے بنانے پر ملتا ہے۔ کچھ بڑی چھوٹی مسجد کا لحاظ نہیں کیونکہ ہر شخص اپنے مقدور کے موافق مسجد کے بنانے میں کوشش کرتا ہے۔ مسجد بنانے کا ثواب موت کے بعد بھی ملتا ہے۔ یہ کام صالحات باقیات میں داخل ہے۔

[1] تیسیر الوصول مطبوعہ کلکتہ ص۲۱۶ [2] ابوداؤد مشکوٰۃ ص۵۵ [3] ابوداؤد و ترمذی مشکوٰۃ ص۵۵ [4] ترمذی مشکوٰۃ ص۵۵ [5] صحیحین مشکوٰۃ ص۵۷

مسجد[1] کو صاف ستھرا رکھنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے آنحضرت کے عہد مبارک میں ایک کالی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ جب وہ مرگئی تو آپ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز پڑھ کر فرمایا کہ اے عورت تونے کس عمل کو افضل پایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کیا یہ سُنتی ہے؟ فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سُن سکتے۔ یہ بھی آیا ہے کہ عورت نے جواب دیا کہ میں نے سب عملوں سے زیادہ افضل مسجد کے جھاڑنے کو پایا۔ حضرت[2] عائشہ رضی کہتی ہیں کہ ہمیں گھر میں مسجد بنانے اور اُسے پاک صاف رکھنے خوشبودار رکھنے کا حکم کیا گیا۔ مسجدوں[3] کو لڑکوں، دیوانوں اور خرید و فروخت کرنے اور جھگڑے کی باتوں اور آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے، تلوار کھینچنے سے بچانا چاہیے۔ مسجد کی طرف نماز کے لئے ہر قدم اُٹھانا نماز[4] ہے۔ جو کوئی جس قدر مسجد سے دور ہوتا ہے اُس کا اتنا ہی اجر زیادہ ہوتا ہے اور خدا کے دفتر میں اُس کے نقش قدم لکھے جاتے ہیں۔ دنیا[5] میں سب سے بہتر جگہ مسجدیں اور سب سے بُرے مقامات بازار ہیں۔ مسجد[6] میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (خداوندا میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور مسجد[7] سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (الٰہی میں تیرے فضل کا خواہاں ہوں) جو مسجد[8] میں داخل ہو وہ بیٹھنے سے پیشتر دو رکعت نماز پڑھ لے۔ سفر[9] سے آنے والا بھی اول مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے پھر اپنے مکان میں جائے۔ مسجد[10] میں سونا جائز ہے۔ جو شخص[11] پورا وضو کر کے نماز جماعت کے لئے مسجد میں جائے گو اس کے پہنچنے سے پہلے جماعت ہو چکی ہو تو بھی اُسے اُن لوگوں کے برابر ثواب ملے گا جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہوگی۔ جو نماز[12] محلہ کی مسجد میں جماعت سے پڑھی جاتی ہے وہ گھر کی نماز سے پچیس[25] درجہ زیادہ ہوتی ہے۔ جامع[13] مسجد کی ایک نماز پانسو نمازوں کے برابر اور بیت المقدس اور مسجد نبوی کی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور بیت اللہ کی ایک نماز لاکھ نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ نجاست[14] پڑنے کی جگہ اور جانوروں کے ذبح ہونے کے مقام میں نیز راستہ میں اور حمام میں اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا منع ہے۔ مسجد[15] کے اندر نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنا گناہ ہے ہاں اگر کوئی بدوں تھوکے نہ رہ سکے تو بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لے لیکن بہتر

---

۱ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۶۹ ۲ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۶۹ ۳ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۶۹ ۴ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۵ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۶ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۸
۷ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۸ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۹ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۱۰ ترمذی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۶۹ ۱۱ ابوداؤد مطبوعہ دہلی ج ۱ صفحہ ۶۲ ۱۲ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۸
۱۳ ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۶۹ ۱۴ ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۶۳ ۱۵ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۹

یہ ہے کہ کپڑے پر تھوک کر اُسے مل ڈالے۔ مسجد میں تھوکنا گناہ اور اُسکا کفارہ اُسے دفن کرنا ہے۔ سب سے بُرا کام مسجد میں تھوکنا اور پھر اُسے دفن نہ کرنا ہے۔ جو شخص وضو کر کے مسجد میں جائے اور فرض نماز ادا کرے اُس کے ایک قدم سے برائیاں اتریں گی اور دوسرے سے درجے بڑھیں گے۔ جو شخص مسجد میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھے گا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ سب سے پہلے زمین پر جو مسجد بنائی گئی وہ بیت اللہ کی مسجد ہے اس کے چالیس برس بعد بیت المقدس کی مسجد بنائی گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری زمین ہمارے لئے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں درست ہے۔ جو شخص مسجد میں جا کر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے وہ بہشتی باغات سے میوہ کھاتا ہے۔ جو شخص وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے حج اور احرام باندھنے کا ثواب پاتا ہے۔ جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے وہ قیامت کے روز جس دن کہیں سایہ کا نام نہ ہو گا عرش الٰہی کے تلے سایہ پائے گا۔ مسجد میں چراغ روشن کرنے والے، جھاڑو دینے والے، بدھنے بوریئے کا انتظام کرنے والے قیامت کے دن بڑے بڑے درجے پائیں گے۔ کچا پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانا منع ہے۔ مسجد میں خرید و فروخت کرنا و اشعار پڑھنے جو خلاف شریعت ہوں منع ہیں۔ جب مسجد میں کوئی چیز بیچے تو یہ کہنا مسنون ہے کہ تجھے خدا اس تجارت میں نفع نہ دے۔ جو شخص اپنی گم ہوئی چیز مسجد میں ڈھونڈھنے لگے تو یوں کہنا سنت ہے کہ خدا کرے تجھے نہ ملے۔ مسجد میں دنیا کی فضول باتیں نہ کریں ہاں اگر کوئی ضروری اور حاجت کی باتیں کر لیں تو مضائقہ بھی نہیں کیونکہ صحابہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کفر کے زمانے کی باتیں کیا کرتے تھے آپ مسکراتے اور منع نہ فرماتے۔ قبرستان میں یا کسی قبر کے پاس قبر والے کی تعظیم کی نیت سے مسجد بنانا حرام ہے آنحضرت نے صرف اس خوف سے کہ مبادا لوگ میری قبر کو مسجد نہ ٹھیرالیں اپنی قبر حجرہ شریف کے اندر تجویز فرمائی۔ مسجد میں مسافروں کو رہنا اور سونا درست ہے۔ آنحضرت نے محلوں میں مسجدیں بنانے اور انہیں پاک صاف رکھنے اور خوشبو سے معطر کرنے کا

۱ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۲ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۳ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۴ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۵ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۶ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۶۹
۷ احمد ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۸ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۹ مظاہر حق صفحہ ۲۵۳ ۱۰ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۱۱ ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۶۸
۱۲ ترمذی دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۱۳ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ ۱۴ بلوغ المرام صفحہ ۱۶ ۱۵ ترمذی صفحہ ۶۸ ۱۶ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۶۸

حکم فرمایا۔ مسجد[۱] میں چراغ جلانے اور تیل بھیجنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ علیٰ[۲] ہٰذا القیاس جھاڑو دینے اور وہاں سے تنکے وغیرہ پھینکنے میں بڑا ثواب ملتا ہے۔ جو[۳] شخص مسجد میں نماز پڑھ کر مصلّے پر بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وضو نہیں ٹوٹتا یا اپنی جگہ سے نہیں اٹھتا تب تک فرشتے اس کے لئے یوں دُعا کرتے رہتے ہیں کہ خداوندا اسے بخش دے الٰہی اس پر رحم کر۔ جو[۴] اذان سُن کر مسجد سے چلا گیا وہ آنحضرت کا نافرمان ٹھیرا لیکن جس مسجد میں بدعت ہوتی ہو وہاں سے اُس بدعت کے سبب اذان سُن کر چلا جانا گناہ نہیں۔ جو[۵] لوگ اندھیرے میں مسجد کی طرف چلیں گے قیامت کے دن انہیں پورا نور ملے گا۔ قرآن[۶] مجید کے ایک موقع پر فرمایا گیا ہے کہ مسجدوں کو آباد کرنا مسلمان موحدوں کا حق ہے جو عقائد صحیحہ کے ساتھ ظاہری اور باطنی ناپاکیوں سے الگ رہ کر نماز پڑھتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ مشرکوں اور بدعتیوں کے نماز پڑھنے سے مسجدوں کی آبادی نہیں ہو سکتی۔ دراصل مسجدوں کی آبادی اُس نماز سے ہوتی ہے جو عقائد صحیحہ پر نجاسات ظاہری و باطنی سے پاک ہو کر ادا کی جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کافر نے مسجد بنائی تو اُس کا حکم زمین کا سا ہے نہ مسجد کا۔ آنحضرت[۷] نے فرمایا خدا نے مجھے مسجدوں کے بلند کرنے اور انہیں زینت دینے کا حکم نہیں فرمایا ہے اور ارشاد[۸] کیا کہ خدا تین شخصوں کا ضامن ہے کہ اگر جئیں گے تو رزق ملے گا مر جائیں گے تو خدا اُن کو بہشت میں داخل کرے گا۔ ایک وہ شخص جو باہر سے آ کر گھر والوں پر سلام کرتا ہے۔ دوسرا وہ جو نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف نکلتا ہے۔ تیسرا وہ جو راہ خدا میں جہاد کرتا ہے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آتا ہے وہ خدا کا زائر و مہمان ہوتا ہے اور میزبان پر حق ہے کہ اپنے زائر اور مہمان کا اکرام کرے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اگرچہ مسجد میں جا کر وضو کرنا درست ہے لیکن گھر سے وضو کر کے چلنے میں بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ مسجدیں[۹] فرشتوں کے مقامات اور بازار شیطانوں شریروں جھوٹوں کے مواقع ہیں۔ عورتوں[۱۰] کا گھر میں نماز میں پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ابو[۱۱] حمید ساعدی کی بی بی نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے پر تیرا گھر کے اندر نماز پڑھنا حجرے میں پڑھنے سے بہتر ہے اور

۱ ابوداؤد مطبوعہ دہلی صفحہ ۹۵ ۲ ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۶۱ ۳ صحیحین مشکوۃ صفحہ ۶۰ ۴ ابوداؤد مطبوعہ دہلی صفحہ ۶۰ ۵ ترمذی ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۶۲ ۶ سورہ توبہ رکوع ۳
۷ ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۶۹ ۸ ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۶۲ ۹ ابن حبان مشکوۃ صفحہ ۶۳ ۱۰ ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۶۵ ۱۱ ترغیب صفحہ ۵۵

حجرے میں نماز پڑھنا دار میں پڑھنے سے بہتر ہے اور دار میں نماز پڑھنا قوم کی مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے اور قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ عورت کو پردہ میں رہنا گھر کے اندر بیٹھنا واجب ہے۔ باہر نکلنا اِدھر اُدھر پھرنا نہ چاہیئے کیونکہ اس میں بے ستری ہوتی ہے۔ شہدے اور اوباش و بدمعاش لوگ بُری نظر سے گُھورتے ہیں۔

تیرھویں[۱۳] فصل ستر کی حفاظت کے بیان میں

قَالَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْحَقِّ فِی اللَّمْعَاتِ سِتْرُ الْعَوْرَۃِ شَرْطٌ لِصِحَّۃِ الصَّلٰوۃِ وَاِنْ کَانَ فِیْ مَکَانٍ خَالٍ وَفِیْ غَیْرِ حَالَۃِ الصَّلٰوۃِ یَجِبُ سِتْرُھَا عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ مِمَّنْ یَحْرُمُ نَظَرُہٗ یعنی ستر ڈھانکنا صحت نماز کے لئے شرط ہے گو آدمی خالی مکان میں کیوں نہ ہو اور نماز کے علاوہ نامحرموں کی نظروں سے ستر عورت کرنا واجب ہے۔ مردوں[۱] کو مونڈھوں سے گھٹنوں تک اور عورتوں کو ہاتھ کے پہنچوں اور چہرہ کے علاوہ تمام بدن ڈھانکنا فرض ہے۔ آنحضرت[۲] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نمازی کے مونڈھے کُھلے ہوں اس کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسرے[۳] کپڑے کے ہوتے صرف ایک چادر سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ چاہیئے کہ چادر کو مونڈھوں پر مضبوط باندھ کر نماز پڑھیں اگر کپڑا کشادہ ہو تو اچھی طرح اوڑھ لیں تاکہ سر ڈھک جائے۔ اور جس[۴] کپڑے پر نقش و نگار ہوں اُس سے نماز نہ پڑھنا بہتر ہے۔ اگر نمازی[۵] کے آگے نقش دار پردہ ہو یا مصلے[۶] نقش و نگار سے آراستہ ہو اُسے بھی دور کر دینا چاہیئے کیونکہ نماز میں خیال بٹتا ہے۔ ریشمی[۷] قبا پہن کر نماز پڑھنا منع ہے آنحضرت نے فرمایا موحد مسلمان کو لائق[۸] نہیں کہ ریشمی قبا پہن کر نماز پڑھے۔ اگر کوئی صرف کرتا پہن کر نماز پڑھے تو اُس کی نماز بھی صحیح ہو جاتی ہے جب کہ گھنڈی لگی ہوئی ہو۔ آنحضرت[۹] نے مردوں کو منع فرمایا ہے کہ منہ ڈھانک کر یا کپڑا لٹکا کر نماز پڑھیں۔ آنحضرت[۱۰] نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس صرف ایک کپڑا ہو اگر بڑا ہے تو سارے جسم پر لپیٹ لے اور اگر چھوٹا[۱۱] ہے تو تہہ بند کر کے نماز پڑھے۔ جب اس قدر[۱۲] بڑا کپڑا ہو کہ اس سے مونڈھے بھی ڈھک سکتے ہوں تو اگر مونڈھے کھول کر

۱ مظاہر حق ص۲۴۵ ۲ صحیحین مشکوٰۃ ص۶۷ ۳ مسلم مشکوٰۃ ص۶۵ ۴ صحیحین مشکوٰۃ ص۶۶ ۵ بخاری مشکوٰۃ ص۶۶ ۶ صحیحین مشکوٰۃ ص۶۵
۷ ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ ص۶۵ ۸ ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ ص۶۷ ۹ صحیحین بلوغ ص۱۳ ۱۰ بخاری مترجم ص۱۲۴ ۱۱ صحیحین بلوغ ص۱۳

نماز پڑھے گا نماز درست نہ ہوگی۔ جس کے پاس کوئی بھی کپڑا نہ ہو وہ اپنی بیوی وغیرہ سے کپڑا مانگ کر نماز پڑھے۔ اگر کسی کو اس قدر بھی کپڑا نہ ملے تو وہ گھر کی کوٹھری میں بیٹھ کر نماز پڑھے۔ نماز معاف نہیں ہوسکتی ہاں اس صورت میں جماعت کی حاضری معاف ہے۔ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھے جب تک ہوش نہ آئے۔ شدید بیماری سے جب تک غفلت رہے نماز معاف ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد بیٹھے یا لیٹے یا اشاروں سے جس طرح بن پڑے نماز ادا کرے اور جب کھڑے ہونے کی خدا طاقت دے کھڑے ہوکر ادا کرے۔

چودھویں فصل سترہ کے بیان میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب عیدگاہ تشریف لے جاتے تو آپ کے آگے برچھی گاڑھی جاتی اور آپ اُس کی طرف نماز پڑھتے جیساکہ بخاری میں بروایت ابن عمر وارد ہے کہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُوْ اِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور کچھ چیز نہیں تو صرف لکڑی ہی رکھ دے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو ایک لکیر ہی کھینچ لے پھر اگر کوئی آگے سے گذرے گا تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے آگے سترہ رکھو گو تیر ہی ہو۔ آنحضرت سے جب سترہ کی کیفیت دریافت کی گئی تو فرمایا سترہ اونٹ کے کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے برابر ہونا چاہیے جو ایک ہاتھ کے قریب لمبی ہوتی ہے۔ صرف امام کے سامنے سترہ ہونا کافی ہے۔ جب نمازی کے آگے دیوار یا درخت یا اونٹ ہو تو وہی سترہ ہے۔ نمازی کے آگے سے گذرنا سخت گناہ ہے اگر کوئی اس کی برائی جان لے تو سو برس تک رکا رہے اور آگے سے نہ گذرے۔ اگر نمازی کے آگے سترہ نہ ہو تو عورت اور کتے اور گدھے کے گذرنے سے اُس کی نماز ٹوٹنے کے قریب ہو جائے گی۔ نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو اول منع کیا جائے اگر نہ مانے تو بہ قہر دفعہ کیا جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ نابالغ لڑکا اگر آگے سے گذر جائے تو مضائقہ نہیں۔ اگر نمازی

۱؎ سورۂ نساء رکوع ۵ ۲؎ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۶۵ ۳؎ ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۶۵ ۴؎ حاکم بلوغ صفحہ ۱۵ ۵؎ مسلم منتقی صفحہ ۱۳ ۶؎ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۶
۷؎ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۶۶ ۸؎ ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۶۶ ۹؎ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۶ ۱۰؎ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۶۶ ۱۱؎ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۶ ۱۲؎ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۶۶

کے آگے عورت سوتی ہو یا پیٹھ کئے بیٹھی ہو تو نمازی کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔

پندرھویں[15] فصل صحت نماز کی شرطوں اور رکنوں کے بیان میں

نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں اور اُس کے ضروری رکن پندرہ ہیں جن کے ادا نہ ہونے سے نماز نہیں ہوتی (۱) کپڑے کا پاک ہونا (۲) جسم کا ستھرا ہونا (۳) نماز[1] کی جگہ کا پاک صاف ہونا (۴) بیت[2] اللہ کی طرف منہ کرنا (۵) نمازوں کا وقت پہچاننا (۶) جونسی نماز پڑھے اُس کی نیت دل میں کرنا (۷) تکبیر تحریمہ[3] کہنا (۸) جب[4] کوئی عذر نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا کیونکہ معذور پر قیام معاف ہے بیٹھے خواہ لیٹے خواہ اشاروں سے نماز صحیح ہو جائے گی (۹) امام[5] اور مقتدی اور مسبوق اور اکیلے کو الحمد پڑھنا اگر الحمد پڑھنا جانتا ہو ورنہ اُسے الحمد سیکھنا فرض ہے جب[6] تک الحمد یاد نہ ہو تسبیح[7] و تہلیل سے نماز پڑھا کرے، نماز صحیح ہو جائے گی (۱۰) رکوع[8] پورا کرنا سنت کے مطابق (۱۱) خدا[9] کی پاکی بیان کرنے کو رکوع کے بعد تسلی اور چین کے ساتھ کھڑا ہونا (۱۲) نہایت[10] اطمینان کے ساتھ سنت کے موافق دو سجدے کرنا۔ (۱۳) دونوں[11] سجدوں کے بیچ میں آنحضرت کے حکم کے مطابق بیٹھنا (۱۴) آخر تشہد[12] میں التحیات اور درود شریف پڑھنے کے لئے بیٹھنا (۱۵) دائیں[13] بائیں سلام پھیرنا۔ ان پندرہ شرطوں میں سے اگر ایک بھی عمداً ترک کردیں گے نماز نہ ہوگی۔

باب تیسرا پنجگانہ نماز کے ادا کرنے کے بیان میں

پہلی فصل سُنّت کے مُطابق نماز پڑھنے کی کیفیت میں

جب نماز پڑھنے کھڑے ہوں تو دل میں خیال کریں کہ ہم یہاں کس کے سامنے کون سے کام کے لئے کھڑے ہیں اور یقینی طور پر جان لیں کہ ہم جس کے روبرو کھڑے ہیں وہ ہمارا اکیلا معبود ہے اللہ اُس کا نام پاک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہم سب اُس کے بندے ہیں اور اُس کے حکم سے

[15] ترمذی ابن ماجہ مشکوۃ ص۶۳ [1] پارہ ۲ رکوع ا و صحیحین مشکوۃ ص۶۲ [2] صحیحین مشکوۃ ص۶۷ [3] مسلم مشکوۃ ص۶۸ [4] صحیحین مشکوۃ ص۶۷ [5] ترمذی مشکوۃ ص۶۶
[6] ترمذی نسائی مشکوۃ ص۶۳ [7] ابوداؤد دارمی مشکوۃ ص۶۸ [8] ابوداؤد دارمی مشکوۃ ص۶۸ [9] ابوداؤد دارمی مشکوۃ ص۸۰ [10] ابوداؤد دارمی مشکوۃ ص۸۰ [11] ابوداؤد دارمی مشکوۃ ص۸۰
[12] ابوداؤد دارمی مشکوۃ ص۸۰

اُس کی تعظیم کرنے اور اُسے نذر و نیاز دینے کو حاضر ہوئے ہیں زاں بعد اُس برحق معبود کو عرش عظیم پر قائم سمجھ کر اُس کی طرف متوجہ ہوں اور دل میں یقین کر لیں کہ ہم اُس سچے معبود کو کعبہ شریف کی طرف سے عرش عظیم پر قائم اور اپنی طرف مخاطب دیکھ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے دربار کی حضوری کے لئے دن رات میں پانچ وقت ٹھیرائے ہیں جن میں اُس نے ہمیں اپنے حضور میں حاضر ہونے کا حکم دے کر ہماری عزت افزائی کی ہے۔ جب بندے اُس بادشاہ حقیقی کے دیوان خاص یعنی مسجد میں حاضر ہوں تو دل میں سوچیں کہ یہ کونسے دربار کا وقت ہے اور یہ بھی معلوم کریں کہ ہم فرض نماز پڑھتے ہیں یا نفل۔ اسی سوچنے کو نماز کی نیت کہتے ہیں۔ زبان سے اوقات وغیرہ کا نام لینا نیت نہیں ہے نہ یہ کسی حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ جب بندے یہاں تک پہنچ جائیں تو قبلہ[1] کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ کانوں[2] یا مونڈھوں تک اُٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر دائیں[3] ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پہنچے پر رکھ کر سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ اسی کو تکبیر تحریمہ اور تکبیر اولیٰ کہتے ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے بعد آہستہ سے یہ دعا[4] پڑھیں جو سب سے زیادہ صحیح اور متفق علیہ ہے اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (ترجمہ) الٰہی مجھ میں اور میرے گناہوں میں اُسی قدر دُوری ڈال دے جس قدر تو نے پورب پچھم میں دُوری ڈالی ہے۔ خداوندا تو مجھے گناہوں سے ویسا ہی پاک کر جیسا سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ خداوندا تو میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ پھر آہستہ وہ تعوذ[5] پڑھیں جو سب میں اصح تر ہے وہ یہ ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ (ترجمہ) میں سُننے والے جاننے والے خدا کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے خطرے اور وسوسہ اور پھونک سے۔ زاں[6] بعد خفیہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں۔ بسم اللہ بنا بر صحیح مذہب کے قرآن کی ہر سورت کی ایک آیت ہے جہری نماز میں پکار کر اور سری نماز میں آہستہ سے پڑھنا بہتر ہے۔ لیکن بہت[7] سی صحیح حدیثیں بسم اللہ کے خفیہ پڑھنے میں وارد ہوئی

[1] ابن ماجہ صہ۱۳
[2] بخاری صہ۱۰۲
[3] بلوغ المرام صہ۳۰
[4] بخاری مسلم مشکوٰۃ صہ۹۰
[5] ابو داؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ۷۷
[6] مسلم مشکوٰۃ م صہ۲۹۲
[7] بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ

ہیں اور پکار کر پڑھنے کی روایتوں سے خفیہ پڑھنے کی روایتیں اکثر واضح تر ہیں۔ پھر بھی جب کوئی شخص بسم اللہ پکار کر پڑھے تو اس پر انکار نہ کیا جائے۔ پھر امام اور مقتدی اور تنہا نمازی سورہ فاتحہ پڑھیں۔ اور جب سورہ فاتحہ ختم کر چکیں تو سب آمین کہیں۔ آمین کے بارہ میں جو جہر کی روایتیں آئی ہیں وہ خفض کی روایتوں سے اصح اور اقوی ہیں۔ امام اور اکیلا نمازی فجر اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور قرآن کی چند آیتیں یا کوئی سورت پکار کر پڑھے۔ اگر اکیلا نمازی ان نمازوں میں آہستہ قرأت کرے گا تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا۔ لیکن مقتدی ہرگز پکار کر نہ پڑھیں بلکہ اس طرح آہستہ پڑھیں کہ خود سنیں یا زیادہ سے زیادہ پاس والا نمازی معلوم کر سکے کہ یہ کچھ پڑھ رہا ہے۔ ظہر و عصر کی نمازیں سب چپکے سے پڑھیں۔ جہری نماز کی پہلی دو رکعتوں میں مقتدی الحمد شریف کے سوا اور کچھ نہ پڑھیں صرف امام کی قرأت کان لگا کر سنیں گو امام سے اس قدر فاصلہ پر ہوں کہ اس کی قرأت سننے میں نہ آتی ہو۔ ہاں جہری نماز کی پچھلی دو یا ایک رکعت میں اور ظہر و عصر کی چاروں رکعتوں میں مقتدی الحمد کے علاوہ قرآن میں سے کچھ اور بھی پڑھ سکتے ہیں۔ سورہ فاتحہ کی ہر آیت کو جدا جدا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور آیت کے آخر حرفوں کو قدرے کھینچیں اس طرح سے پڑھنے والوں پر خدا کی طرف سے ثنا باتیں اترتی ہے۔ مسبوق کو چاہیئے کہ جس حالت میں امام کو پائے فوراً شریک جماعت ہو جائے اور نماز کا جتنا حصہ باقی رہ جائے امام کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرلے (مسبوق وہ ہے جس کی کوئی رکعت جماعت سے رہ گئی ہو) الغرض جب قرأت پوری کر چکیں تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے رکوع میں جائیں اور دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اور کانوں تک اٹھائیں۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھیں۔ سر کو اونچا نیچا نہ کریں بلکہ ہموار رکھیں اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے مضبوط پکڑیں اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تین بار یا زیادہ کہیں۔ حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رکوع میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاویں تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں خواہ مونڈھوں تک اٹھاویں اور

۱ بلوغ المرام ص۱ ۲ مسلم مشکوٰۃ ص۱ ۳ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی مشکوٰۃ ص۱ ۴ مسلم مشکوٰۃ ص۱ ۵ مسلم ص۱ ۶ بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱ ۷ ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱ ۸ ترمذی مشکوٰۃ ص۱ ۹ موطا امام مالک ص۱ ۱۰ ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ ص۱ ۱۱ بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ ۱۲ بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ ۱۳ بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ ۱۴ ترمذی ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ ص۱ ۱۵ صحیحین مشکوٰۃ ص۱ ۱۶ مسلم مشکوٰۃ ص۱ ۱۷ ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ ص۱

سیدھے کھڑے ہو جائیں اگر امام ہے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ الْاَرْضِ وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ (ترجمہ) خدا نے اُس کی بات سُنی جس نے اُس کی تعریف کی اے خدا اے ہمارے پروردگار تیرے لئے تعریف ہے آسمانوں بھر اور زمینوں بھر اور بقدر بھرنے اُس چیز کے کہ چاہے تو بعد اس کے۔ لیکن مقتدی کو رکوع سے اُٹھنے کے بعد اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کہنا چاہیئے۔ ان دعاؤں کا ترجمہ یہ ہے۔ اے خدا اے ہمارے رب تیرے ہی لئے حمد ہے اے ہمارے رب اور تیرے لئے تعریف ہے بہت پاک تعریف۔ زاں بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے سجدے میں جائیں اور تین دفعہ یا زیادہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یا سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہیں ترجمہ پاک ہے میرا رب بہت اونچا۔ اے خدا تو پاک ہے اے ہمارے رب اور ہم پاکی بیان کرتے ہیں تیری تعریف کے ساتھ یا الٰہی مجھے بخش دے۔ سجدے میں کپڑوں کو نہ سمیٹیں اور پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور قدموں کے دونوں پنجوں پر سجدہ کریں۔ سجدے میں کلام اللہ نہ پڑھیں۔ اور ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھیں نہ سمٹا۔ پاؤں کی انگلیوں کے سروں کا منہ قبلہ رُخ کریں اور دونوں ہاتھ زمین پر کانوں کے سامنے رکھیں اور کہنیاں اونچی رکھیں اس طرح پر کہ اگر بکری کا بچہ نیچے سے گذرنا چاہے تو باسانی گذر جائے اور بغلوں کی سفیدی صاف نظر آئے۔ کُتے کی طرح دونوں ہاتھ بچھانے منع ہیں۔ جب پہلے سجدہ سے سر اُٹھائیں تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر اطمینان سے بیٹھیں اس قدر کہ ہر ہڈی اپنے اپنے ٹھکانے پر آجائے اسے جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔ اس جلسہ میں یہ دُعا پڑھنی مسنون ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ ترجمہ خداوندا مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور میرے نقصان کو پورا کر اور مجھے ہدایت دے اور روزی نصیب کر۔ زاں بعد دوسرا سجدہ کریں اور اس میں وہی تسبیحیں پڑھیں جو پہلے سجدہ میں پڑھی تھیں۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے سجدہ سے سر اُٹھائیں اور بایاں پاؤں موڑ کر اُس پر اتنی دیر آرام سے بیٹھیں کہ ہر ہڈی اپنے اپنے

لہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۷۵ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۷۶ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۷۸ ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۷۸ ترمذی ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۸۲ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۸۳ بخاری صفحہ ۱۱۱ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۸۴ بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ مسلم جلد ۱ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۹۳ مسلم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۹۲ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۸۳ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۸۴ ابوداؤد ترمذی دارمی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۹۸ منتقی الاخبار صفحہ ۲۳ ترمذی ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۹۹

ٹھکانے پر آجائے پھر[1] زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں اور جس طرح کہ پہلی رکعت پڑھی تھی اسی طرح دوسری پڑھیں مگر اُس میں دعاء استفتاح نہیں ہے اور جب[2] دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہوں تو بایاں پاوٗں بچھا کر اُس پر بیٹھیں اور داہنا پاوٗں کھڑا کریں۔ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں بائیں پر رکھ کر اَلتَّحِیَّاتُ[3] لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھیں۔ ترجمہ (منہ سے کہنے کی بندگی واسطے خدا کے ہے اور بدن کی بندگی اور پاک مال کی بندگی خدا ہی کیلئے ہے سلام تم پر اے نبی خدا کے اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اس کی سلام ہم پر اور خدا کے نیک بخت بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے ہیں اور رسول اُس کے۔) جب[4] التحیات پڑھنی شروع کریں تو ترپن[5] کا عقد کر کے اُنگلی اُٹھاویں اور انگوٹھے کے پاس کی اُنگلی سے اشارہ کریں۔ جب[6] تیسری رکعت کے لئے اُٹھنے لگیں تو زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر اٹھیں اور کھڑے[7] ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاویں پھر تیسری چوتھی رکعت بھی اسی طرح پڑھیں جیساکہ پہلی دوسری رکعت پڑھی ہے لیکن[8] جب آخری رکعت میں بیٹھیں تو بایاں پاوٗں نکال کر بائیں جانب کے کولھے پر بیٹھیں (اور اسی کو تورک کہتے ہیں) پھر خفیہ التحیات پڑھ کر یہ درود[9] پڑھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ ترجمہ الٰہی رحمت بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسے رحمت بھیجی تو ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگی والا۔ خداوندا برکت بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسے برکت بھیجی تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگی والا۔

درود[10] کے بعد یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْٓ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ[11] اِنِّیْ اَعُوْذُ

[1] بخاری ص۱۱۳ [2] بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ [3] بخاری ص۱۲۳ [4] بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ [5] بخاری ص۱۱۴ [6] بخاری ص۱۰۲ [7] ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ ص۷۹ [8] ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ ص۷۶ [9] صحیحین مشکوٰۃ ص۸۰ [10] صحیحین مشکوٰۃ ص۸۶ [11] مسلم مشکوٰۃ ص۸۰

بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ ترجمہ خداوندا میں نے اپنی جان پر بہت ہی بڑا ظلم کیا اور بجز تیرے کوئی اور گناہوں کو بخش نہیں سکتا پس تو مجھے بخش دے بخشنا خاص اپنے پاس سے اور مجھ پر رحم کر بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ الٰہی میں عذاب قبر سے پناہ مانگتا اور دجال کے فتنہ سے دوری چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ خداوندا میں گناہ اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر داہنی طرف[۱] گردن پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہے اور اسی طرح بائیں طرف، اور رَحْمَةُ اللّٰهِ[۲] کے ساتھ وَبَرَكَاتُهٗ بھی کہنا جائز ہے۔

دوسری[۳] فصل نماز فجر ادا کرنے کی کیفیت میں

فجر کی نماز میں اول دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں پھر دو رکعت فرض۔ سنتوں[۴] کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا[۵] یا پہلی رکعت میں آیۂ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الخ اور دوسری میں آیۂ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا الخ پڑھنا صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ صبح کے فرضوں میں سورۂ[۶] قٓ یا سورۂ مومنون[۷] اور کبھی سورۂ[۸] وَاللَّيْلِ اور سورۂ كُوِّرَتْ پڑھنا مسنون ہے۔ اگر وقت[۹] کم ہو تو سورۂ فلق اور سورۂ والناس ہی پر اکتفا کرنا درست ہے۔ جمعہ[۱۰] کے دن صبح کے پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھنا آنحضرت سے ثابت ہے کبھی کبھی آپ نے صبح کی دو رکعتوں میں سورۂ اذا زلزلت بھی پڑھی ہے فجر[۱۱] کی سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔ اگر یہ سنتیں جماعت میں شریک ہونے کی وجہ سے رہ گئی ہوں تو فرضوں کے بعد پڑھ لیں۔ فجر[۱۲] کی سنتوں کے علاوہ اور کوئی نماز فرضوں کے بعد سورج نکلنے تک پڑھنا درست نہیں نہ اس وقت میت کو دفن کرنا اور نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔ آنحضرت[۱۳] نے فرمایا کہ فجر کی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اور فرمایا[۱۴] جو شخص نماز میں اپنی قرأت سورۂ اخلاص پر ختم کرتا ہے خداتعالیٰ اُسے بیحد دوست رکھتا ہے۔ سورۂ[۱۵] اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔ سورۂ فاتحہ قرآن کی ماں ہے۔ آیۃ الکرسی قرآن کی تمام آیتوں سے افضل ہے **ف** صبح کے فرضوں میں امام اور

۱ ترمذی مشکوٰۃ ص۸۶ ۲ ابوداؤد چھاپہ اول مطبوعہ دہلی ص۱۰۲ ۳ مسلم مشکوٰۃ ص۶۲ ۴ مسلم مشکوٰۃ ص۶۲ ۵ مسلم مشکوٰۃ ص۶۲ ۶ مسلم مشکوٰۃ ص۶۱ ۷ مسلم مشکوٰۃ ص۶۲ ۸ صحیحین مشکوٰۃ ص۶۲ ۹ مظاہر حق ص۲۷۵ ۱۰ بخاری ص۱۴۵ ۱۱ مسند احمد رزین مشکوٰۃ ص۹۸ ۱۲ مسلم مشکوٰۃ ص۹۶ ۱۳ مسلم ص۲۵۰ ۱۴ مسلم ص۲۶۰ ۱۵ مسلم ص۲۶۹

اکیلا نمازی بھی پکار کر قرأت کرے۔ آنحضرت[۱] نے فرمایا ہے جس نے صبح اور عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اُس نے ڈیڑھ رات کے برابر نماز پڑھی اور فرمایا[۲] صبح کی نماز میں رات دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور فرمایا[۳] جس نے صبح کی نماز پڑھ لی وہ خدا کی امان میں آگیا جو اُسے تکلیف دیگا دوزخ میں ڈالا جائیگا صبح[۴] کے فرضوں میں دوسری رکعت میں کسی حادثہ اور بلا کے نازل ہونے پر یا مخالفوں کی بُرائی سے محفوظ رہنے کے لئے رکوع سے کھڑے ہو کر دعاء قنوت پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ آنحضرت[۵] فجر کی نماز ایسے وقت ادا فرماتے کہ جب عورتیں نماز سے فارغ ہو کر جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتیں۔ آپ[۶] فجر کی دو سنتوں کی بہت ہی محافظت کرتے اور تمام نفلی نمازوں سے بڑھ کر آپ کو ان کا خیال رہتا۔ آپ صبح کی نماز پڑھ کر مصلے پر تشریف رکھتے صحابہ ایام جاہلیت کے واقعات بیان کرتے اور آپ مسکرایا کرتے۔ آپ[۷] فرمایا کرتے کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے افضل ہیں۔

تیسری فصل نماز ظہر ادا کرنے کی کیفیت میں

ظہر[۸] کے وقت فرضوں سے پیشتر چار رکعت نماز سنت ہے اور بعض[۹] حدیث سے دو رکعتیں بھی ثابت ہیں حدیث کے الفاظ یہ ہیں عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا الحدیث اس کے بعد چار رکعت فرض اور دو[۱۰] رکعت سنت۔ نمازی مختار ہے کہ سنتوں میں جو چاہے قرأت کرے لیکن فرضوں میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ[۱۱] واللیل یا سورہ اعلیٰ اور کبھی سورہ طارق گاہے سورہ لقمان یا سورہ ذاریات کی کوئی آیت پڑھنا مسنون ہے۔ ظہر[۱۲] کے فرضوں میں آنحضرت کبھی قرأت بڑی کرتے کبھی مختصر۔ آپ[۱۳] کی پہلی رکعت سے دوسری رکعت ہلکی ہوتی۔ ظہر[۱۴] کی چاروں فرض رکعتوں میں امام اور مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورت بھی چپکے سے پڑھنا مسنون ہے۔ لیکن اگر پچھلی[۱۵] دونوں رکعتوں میں صرف الحمد ہی پر اکتفار کریں تو بھی کافی ہے۔ فرضوں سے پیشتر کی چار سنتیں خواہ ایک سلام کے ساتھ پڑھیں یا دو سلام کے ساتھ دونوں باتیں جائز ہیں آنحضرت[۱۶] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظہر کی ان چھ یا آٹھ سنتوں پر مداومت کرے گا یعنی

۱؎ مسلم ص ۲؎ مسلم ص ۳؎ مسلم ص ۴؎ ابوداؤد ونسائی مشکوٰۃ ص ۵؎ صحیحین مشکوٰۃ ص ۶؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۹۶ ۷؎ مسلم مشکوٰۃ ص۹۶
۸؎ ترمذی مشکوٰۃ ص۹۵ ۹؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۹۳ ۱۰؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۹۶ ۱۱؎ صحیحین مشکوٰۃ ص ۱۲؎ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۳؎ نسائی مشکوٰۃ ص
۱۴؎ صحیحین مشکوٰۃ ص ۱۵؎ مسلم ص ۱۶؎ صحیحین مشکوٰۃ ص ۱۷؎ احمد ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۹۶۔

چار سنتیں فرضوں سے پیشتر اور چار فرضوں کے بعد ہمیشہ پڑھتا رہے گا خدا تعالیٰ اُس پر دوزخ کو حرام کردے گا۔ زوال[1] کے وقت نماز پڑھنا اور میت کو دفن کرنا اور نماز جنازہ ادا کرنا حرام ہے۔

چوتھی فصل نمازِ عصر ادا کرنے کی کیفیت میں

عصر کی چار رکعتیں فرض ہیں۔ اس[2] نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد چھوٹی چھوٹی سورتیں چپکے چپکے پڑھیں جیسے ظہر کے فرضوں میں پڑھی تھیں بلکہ بہتر[3] ہے کہ ان سے بھی مختصر ہوں۔ اس نماز[4] میں بھی امام اور مقتدی سورہ فاتحہ کے ساتھ جونسی سورت چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ قرآن[5] شریف میں عصر کی نماز کو صلوٰۃ الوسطیٰ فرمایا گیا ہے اور خاص کر اس نماز کی محافظت کا تاکیدی حکم کیا گیا ہے۔ آنحضرت[6] نے فرمایا کہ جو شخص نماز عصر پر ہمیشگی کرے گا وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور جو[7] شخص نماز عصر ترک کردیتا ہے اُس کے سارے عمل اکارت اور گئے گذرے ہو جاتے ہیں وہ شخص ایسا مفلس ہو جاتا ہے کہ گویا اس کا تمام مال اور جورو بچے لوٹ لئے گئے۔ عصر[8] کے فرضوں کے بعد سے سورج چھپنے تک کوئی سی نماز بھی درست نہیں لیکن ہاں اُسی دن کی فرض نماز قضاءً پڑھنا جائز ہے۔ کعبہ[9] مکرمہ میں ہر وقت نماز پڑھنا درست ہے جب[10] سورج غروب ہونے لگے تو نہ نماز جنازہ ہی پڑھنا جائز ہے نہ میت کو دفن ہی کرنا درست ہے جس[11] طرح ظہر کی دوسری رکعت پہلی سے خفیف ہونی چاہیئے اسی طرح عصر کی دوسری رکعت بھی پہلی سے ہلکی ہونی چاہیئے۔ عصر[12] و مغرب کے درمیان کھانا پینا جائز ہے۔ ظہر و عصر کی نماز میں جب[13] آنحضرت قرأت کرتے تو صحابہؓ کو بعض آیتیں سنائی دیتیں۔ عصر[14] کے فرضوں سے پیشتر چار رکعتیں اور دو[15] رکعتیں سنت بھی حدیث سے ثابت ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فرض عصر سے پیشتر چار رکعت سنت پڑھے خدا اُس پر رحم فرمائے رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا

پانچویں فصل نمازِ مغرب ادا کرنے کی کیفیت میں

مغرب کے وقت تین رکعت نماز فرض ہے پھر[16] دو رکعت سنت۔ مغرب[17] کے فرضوں سے پیشتر سورج

[1] مسلم مشکوٰۃ ص۹۶ [2] مسلم مشکوٰۃ ص۱ [3] نسائی مشکوٰۃ ص۶۳ [4] صحیحین مشکوٰۃ ص۱ [5] سورہ بقرہ پارہ ۲ [6] مسلم مشکوٰۃ ص۹۳ [7] صحیحین مشکوٰۃ ص۹۵
[8] مسلم مشکوٰۃ ص۹۵ [9] مسلم مشکوٰۃ ص۹۶ [10] نسائی مشکوٰۃ ص۶۳ [11] بلوغ المرام ص۱۵ [12] صحیحین مشکوٰۃ ص۱ [13] ترمذی مشکوٰۃ ص۹۲ [14] ابوداؤد مشکوٰۃ ص۹۶
[15] احمد ترمذی ابوداؤد مشکوٰۃ ص۹۶ [16] صحیحین مشکوٰۃ ص۹۵ [17] صحیحین مشکوٰۃ ص۹۶

ڈوبنے کے بعد بھی دو رکعتیں سنت ہیں مگر مؤکد نہیں۔ فرضوں[۱] کے بعد کی سنتوں میں آنحضرت اکثر سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ سنتیں[۲] اکثر اوقات تو مکان ہی پر ادا فرمایا کرتے تھے مگر کبھی کبھی مسجد شریف میں بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ مغرب[۳] کے فرضوں میں کبھی آپ سورۂ طور کبھی مرسلات گاہے اعراف[۴] گاہے انعام و دخان[۵] پڑھتے۔ مغرب کی پہلی دو رکعت فرضوں میں امام کو پکار کر قرأت کرنی چاہیئے لیکن مقتدی[۶] بجز الحمد کے کچھ نہ پڑھیں ہاں تیسری رکعت میں امام اور مقتدی چاہیں تو صرف الحمد ہی پر اکتفا کریں چاہیں اُس کے ساتھ کچھ اور بھی ملا لیں۔ فرض مغرب کے بعد کی دو رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں انہیں جلدی سے پڑھ لینا چاہیئے۔ ان کے بعد بلا قید کسی تعداد کے جس قدر چاہیں نفل پڑھیں۔ جن حدیثوں میں چھ رکعت یا بیس رکعت کی قید وارد ہوئی ہے وہ ضعیف ہیں۔

چھٹی فصل نمازِ عشار ادا کرنے کی کیفیت میں

عشار کے وقت چار رکعت فرض ہیں۔ زاں[۷] بعد دو رکعت سنت مؤکدہ۔ فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت پکار کر کرنی چاہیئے اور پچھلی دو رکعت میں آہستہ آنحضرت[۸] عشار کے فرضوں میں سورہ فاتحہ کے بعد اکثر اوقات تو سورۂ والشمس اور والضحٰے پڑھا کرتے تھے لیکن کبھی واللیل اور سبح اسم اور کبھی اور سورتیں بھی پڑھتے۔ آپ قرآن مجید نہایت[۹] خوش آوازی سے پڑھا کرتے۔ آپ سے زائد خوش الحان کوئی نہ تھا۔ ہر رکعت[۱۰] میں کامل ایک سورت پڑھنا یا دونوں رکعتوں میں ایک سورت آدھی آدھی کر کے پڑھنا بہر صورت جائز ہے۔ نمازی مختار ہے کہ نماز میں مذکورہ سورتوں کے علاوہ جہاں سے چاہے قرآن پڑھے۔ پنجگانہ نمازوں میں بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں۔ نماز فجر کے پہلے دو۔ ظہر سے بیشتر چار اور بعد کو دو۔ مغرب کے بعد دو۔ عشار کے بعد دو۔ آنحضرت[۱۱] نے فرمایا کہ جو شخص یہ بارہ رکعتیں پڑھیگا اس کے لئے ہر روز جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ بہتر تو یہ ہے کہ نماز میں قرآن شریف کی سورتیں بترتیب پڑھیں لیکن اگر کوئی کبھی سورتوں میں تقدیم و تاخیر بھی کرے گا تو بھی نماز میں کچھ نقصان واقع نہ ہوگا

۱؎ ابن ماجہ مشکوٰۃ صـ۱۰۲ ۲؎ صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۰۳ ۳؎ صحیحین مشکوٰۃ صـ۷۹ ۴؎ نسائی مشکوٰۃ صـ۷۹ ۵؎ نسائی مشکوٰۃ صـ۷۹ ۶؎ ابو داؤد مشکوٰۃ صـ۸۱
۷؎ صحیحین مشکوٰۃ صـ۹۶ ۸؎ مسلم مشکوٰۃ صـ۷۸ ۹؎ صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۹۰ ۱۰؎ ابو داؤد مشکوٰۃ مترجم صـ۲۰۴ ۱۱؎ مسلم مشکوٰۃ صـ۹۵

ساتویں فصل امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بیان میں

حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی چنانچہ[1] ایک جگہ آنحضرت نے یوں فرمایا ہے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ یعنی جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اُس کی نماز نہیں ہوتی - ایک[2] جگہ یوں فرمایا کہ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثَلٰثًا غَیْرُ تَمَامٍ یعنی جو شخص کوئی سی نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص یعنی ادھوری ہے آپ نے تین دفعہ ایسی نماز کو ناقص فرمایا۔ صحابہ[3] رضی اللہ عنہم نماز فجر میں آنحضرت کے پیچھے قرآن پکار کر پڑھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں نماز میں پکار کے قرأت کیا کروں تو تم سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ جو شخص نماز میں الحمد نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اسی[4] بنا پر ایک دفعہ آنحضرت نے ابوہریرہ رضؓ کو حکم فرمایا کہ مدینہ کی گلیوں میں منادی کردو کہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھیں اور امام کی قرأت پر دھیان لگائے رکھیں۔ اگر امام سورۂ فاتحہ سنت کے خلاف جلد جلد پڑھے اور ہر آیت کے ختم پر مدنہ کرے یا سورۂ فاتحہ کے اخیر پر وقف نہ کرے تو مقتدی بلالحاظ کسی امر کے امام کے ساتھ ساتھ یا آگے پیچھے جہاں موقع پائے سورۂ فاتحہ تمام کریں کسی حالت میں ترک نہ کریں۔ **مسئلہ** مقتدی نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کی ابھی کچھ پڑھنی باقی تھی کہ امام نے رکوع کر دیا تو مقتدی کو چاہئے کہ سورہ فاتحہ جلدی سے ختم کر کے رکوع میں چلا جائے۔ اگر سورۂ فاتحہ زیادہ پڑھنی باقی ہو تو رکوع میں جا ملے اور یہ رکعت بعد کو پڑھ لے۔ **مسئلہ** اگر امام رکوع میں ہو اور ایک شخص پیچھے سے آکر شامل نماز ہو اور رکعت ہاتھ نہ لگی ہو تو اُسے بعد کو یہ رکعت ادا کرنی چاہیے کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جس قدر نماز امام کے ساتھ پاؤ اُسے ادا کرو اور جو نہ پاؤ اُسے پورا کرو۔ **مسئلہ** رکعت[5] ملنے کی حرص میں دوڑ کر جماعت میں ملنا منع ہے۔ **مسئلہ** جس رکعت میں کا کوئی سا بھی رکن فوت ہو جائے گا وہی رکعت از سر نو پڑھنی ہوگی۔

---

[1] مسلم مشکوۃ ص ۔ [2] مسلم مشکوۃ ص ۔ [3] ابوداؤد نسائی ترمذی مشکوۃ ص ۔ [4] جزء القرأت امام بخاری ص و فتح القدیر ج ۱ ص ۔
[5] صحیحین منتقی ص ۔ [6] منتقی الاخبار ص ۔

آٹھویں فصل نماز میں آمین کہنے کے بیان میں

مغرب[1] و عشاء اور صبح کی نماز میں جب امام اور مقتدی سورہ فاتحہ کی پچھلی آیت کو ختم کر چکیں تو پہلے امام پھر مقتدی پکار کر آمین کہیں۔ لیکن زیادہ شور نہ مچائیں۔ آنحضرت[2] صرف اس قدر آواز سے آمین کہتے کہ اول صف کے لوگ سُن لیتے مگر تمام صحابیوں کی آواز سے مسجد نبوی گونج اٹھتی تھی۔ آمین کی فضیلت میں بہت سی صحیح حدیثیں وارد ہیں۔ آنحضرت[3] نے فرمایا ہے کہ جب امام آمین کہے تو اُس کے ساتھ تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے مطابق پڑیگی اُس کے سارے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ **فائدہ** بعض ضعیف حدیث اور ضعیف آثار[4] میں آمین کا آہستہ کہنا بھی آیا ہے مگر اس کے اصلی معنیٰ سمجھنے میں ہمارے اکثر بھائیوں نے کسیقدر غلطی کی ہے اور اس لئے وہ آمین بالجہر کی حدیثوں کی مخالفت کر کے آمین کو آہستہ ہی کہنا جائز بتاتے ہیں۔ آہستہ آمین کہنے کے صحیح معنی اس مثال سے خوب ذہن نشین ہو سکتے ہیں کہ جب مدرسہ کے بچے بہت شور سے پڑھنے لگتے ہیں تو اُستاد انہیں کہتا ہے بچو آہستہ پڑھو چنانچہ وہ آہستہ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ پس آہستہ آمین کے یہ معنے ہیں کہ بہت شور نہ مچایا جائے نہ وہ معنیٰ جو ہمارے بھائی سمجھ گئے ہیں۔ اس معنی کی صحت پر آیہ[5] وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا یعنی نماز میں نہ تو بہت چلاؤ نہ چپکے ہی سے پڑھو بلکہ درمیانی آواز یعنی آہستہ سے پڑھو۔ پس آہستہ کے یہ معنے ہیں جو قرآنی آیت نے سمجھا دیئے اور یہی معنی بعض محقق حنفیہ نے بھی ہمیں بتائے ہیں چنانچہ امام ابن ہمام جو ایک عظیم الشان حنفی عالم گذرے ہیں اپنی کتاب فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ آہستہ[6] آمین کہنے کے یہ معنی ہیں کہ زیادہ شور سے آمین نہ کہی جائے۔ خلاصہ یہ کہ جب جناب پیغمبر آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں میں آمین کا پکار کے کہنا بالتصریح موجود ہے تو ہمیں ضرور ہے کہ اُن کے آگے سر تسلیم خم کر دیں اور تعصب و ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھیں۔ جب امام آمین کہہ چکے تو قدرے وقفہ کر کے قرأت شروع کرے اور اس وقفہ کو سکتہ کہتے ہیں۔

[1] ابن ماجہ صفحہ ۱۳۰ [2] ابن ماجہ صفحہ ۱۳۰ [3] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۷۰ [4] ترمذی صفحہ ۱۹ [5] پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل قریب الختم

نویں فصل رفع الیدین کے بیان میں

رفع یدین کہتے ہیں دونوں ہاتھ مونڈھوں یا کانوں تک اٹھانے کو آنحضرت[1] جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو رفع الیدین کیا کرتے ف حدیث کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع الیدین سنت مؤکدہ ہے کیونکہ اس بارہ میں بہت سی صحیح اور معتبر حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس بیان میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور رفع الیدین کی حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ امام بخاری کے علاوہ اکثر علمار امت نے اس کے سنت ہونے پر اجماع قائم کیا ہے اور آنحضرتؐ کا اخیر عمر شریف تک رفع یدین کرنا ثابت کر دیا ہے ہمارے محترم و مکرم بڑے بڑے علمار احناف[2] بھی رفع الیدین کے سنت ہونے اور اس کے منسوخ نہ ہونے کے قائل ہیں مگر بعض متاخرین احناف اسے سنت نہیں کہتے۔ منصف مزاج اگر حدیث کی کتابوں کو بنظر غور دیکھے گا تو صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا حضرت کی موکدہ سنت ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا سنت یا نفل سب میں رفع یدین کرنا مسنون ہے۔ ہاں اگر کسی مقام پر فساد اٹھ کھڑے ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں رفع یدین نہ کرنے سے گنہگار نہیں ہوتا۔ دیکھئے آنحضرت نے ابوذرؓ صحابی کو کفار کے خوف سے خفیہ نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ بلکہ خود آپ اور صدیق اکبر ایک عرصہ تک گھروں میں نمازیں پڑھتے رہے اور کفار مکہ کے خوف سے آزادانہ اسلام کے ارکان ظاہر نہ فرما سکے۔ سردی[3] کی وجہ سے کپڑے کے اندر سے ہاتھ باہر نکال کر رفع یدین کرنا اور پھر ہاتھ ڈھانک لینا حدیث سے ثابت ہے۔

دسویں فصل نماز سے فارغ ہو کر مسنون وظیفہ و دعا پڑھنے کے بیان میں

امام[4] جب نماز پڑھ کر سلام پھیرے تو کبھی داہنی طرف کے مقتدیوں اور کبھی بائیں جانب کے مقتدیوں

[1] ابوداود دارمی ترمذی ابن ماجہ مشکوۃ صفحہ ۶۵ [2] مالابد منہ مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی و تعلیق شرح موطا و امام محمد مؤلفہ مولوی عبدالحی لکھنوی
[3] مسلم مشکوۃ مترجم صفحہ ۴۸ [4] بخاری چھاپہ احمدی صفحہ ۱۱۱

کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ امام سلام پھیرتے ہی اول تین بار بلند آواز سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہے پھر ذیل کی دعاؤں میں سے جونسی دعا چاہے پڑھے ۵۰ پہلی دعا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ ترجمہ۔ خداوندا تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اے بزرگی وبخشش والے تو بڑا بابرکت ہے۔ دوسری دعا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ ترجمہ۔ خدا کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں وہ اکا اور اکیلا ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اُس کیلئے سلطنت اور اُسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے خداوندا جو چیز تو عطا کرے اُسے کوئی باز رکھنے والا نہیں اور جس چیز کو تو منع کرے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے قہر سے دولتمند کو اُس کی دولتمندی کبھی فائدہ نہیں دیتی تیسری دعا۔ ۵۱ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ ترجمہ۔ خداوندا میں تجھ سے نامردی سے پناہ مانگتا ہوں اور بخیلی سے پناہ مانگتا ہوں اور نکمی عمر کی طرف پھیرے جانے سے پناہ مانگتا ہوں اور دنیاوی فتنہ اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ چوتھی دعا۔ ۵۲ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ ترجمہ۔ الٰہی اپنے ذکر و شکر اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر میری مدد کر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل صحابیؓ کو وصیت کی تھی کہ معاذ! تم ہر فرض نماز کے پیچھے اس دعا کو ضرور پڑھا کرنا۔ پانچویں دعا۔ ۵۳ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ۔ ترجمہ۔ الٰہی میں تیری نعمت کے زوال سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری عافیت کے پھرنے اور تیرے عذاب کے یکایک آنے اور تیری تمام ناخوشیوں سے پناہ مانگتا ہوں ــــ آنحضرت ۵۴ نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے پیچھے آیۃ الکرسی پڑھے گا اُسے جنت میں داخل ہونے سے موت کے علاوہ اور کوئی چیز نہ روکے گی یعنی مرتے ہی سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔ یہی فضیلت قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنے والوں

۵۰ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۸ ۵۱ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۸ ۵۲ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۳ ۵۳ بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ ۵۴ بلوغ المرام باب الذکر والدعاء
۵۶ بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۸

کی ہے۔ آنحضرت[1] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے پیچھے تینتیس[33] دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اُسی قدر وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس[34] بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے گا پھر ایک دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہے گا تو اُس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ دریا کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں اور فرمایا[2] کہ جو شخص ہر روز سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے گا اُس کے اعمال نامہ میں ہر روز سو نیکیاں لکھی جاویں گی اور فرمایا[3] جو شخص صبح کی نماز کے بعد تین دفعہ یہ دعا پڑھے گا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضٰی نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمٰتِہٖ تو قیامت کے دن سب سے زیادہ درجے پائے گا۔ آنحضرت[4] صلے اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ترجمہ۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آنحضرت[5] نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز کے پیچھے سورج نکلنے تک اور نماز عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز کی جگہ بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہے گا اسے ہر روز حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ آپ[6] نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز جماعت سے پڑھے پھر وہیں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ زاں بعد دو رکعت نماز پڑھے تو اُسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ تین دفعہ آپ نے یوں ہی فرمایا۔ الغرض نماز کے بعد جو کچھ چاہیں خدا سے دعا مانگیں۔ آنحضرت[7] نے فرمایا ہے کہ فرضوں کے بعد دعا بہت قبول ہوتی ہے۔ آپ[8] نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تم خدا سے دعا مانگو تو اپنے ہاتھوں کے اندر والے رخ سے دعا مانگو اور انہیں[9] منہ پر پھیرو۔ اور فرمایا[10] کہ جب خدا کا بندہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو خدا کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی ہاتھ پھیرے۔ دعا مانگتے وقت ہاتھ اُٹھانے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں منہ کے سامنے کرنے اور دعا مانگ کر ہاتھ منہ پر ملنے مسنون[11] ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ دعا مانگتے وقت ہاتھوں کا اندر والا رخ منہ کے سامنے رہے اوپر کی جانب نہ رہے یعنی اُلٹے ہاتھ کر کے دعا نہ مانگیں۔ ہاں[12] استسقا کی دعا میں اُلٹے ہاتھ کر کے دعا مانگنی چاہیئے اور فرض[13] نماز

[1] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۸۸ [2] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳ [3] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳ [4] بخاری چھاپہ احمدی صفحہ ۹۴۵ [5] ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۸۹ [6] ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۸۹ [7] ابو داؤد مترجم صفحہ ۳۵۱ [8] ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۱ [9] ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۶ [10] ترمذی ابو داؤد بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۶ [11] ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۶ [12] مسلم چھاپہ نولکشور صفحہ ۲۹۳ [13] بحوالہ حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین دہلوی اور مولوی عبدالحی لکھنوی کے اس فتوی میں ہے جو جامع صغیر کے آخر میں ...

کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے۔ آنحضرت[1] نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے پیچھے التحیات ہے اور عاجزی و غریبی کا ظاہر کرنا ہے پھر دونوں ہاتھوں کا ہتھیلیوں کی طرف سے اُٹھانا ہے اُس وقت بندہ کو کہنا چاہیئے اے میرے رب اے میرے رب۔ جس نے ایسا نہ کیا اُس کی نماز ناقص اور نامکمل ہے۔ چونکہ یہ دلیلیں عام ہیں اس لئے ہر نماز کے پیچھے ہاتھ اٹھا کر جو چاہیں خدا سے مانگیں بالکل جائز اور درست ہے۔ آنحضرت[2] صلے اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اپنے ہاتھ یہاں تک اونچے کرتے تھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی پیچھے سے نظر آتی تھی۔ آنحضرت[3] نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعا نہیں مانگتا خدا اُس پر غصہ ہوتا ہے اور فرمایا[4] دعا کرنا عبادت ہے۔

گیارھویں فصل نماز میں فعل جائز اور ناجائز کے بیان میں

اگر نمازی[5] مکان کے اندر نماز پڑھتا ہو اور کوئی شخص ناواقفی سے اُسے پکارے تو مرد کو اسے سُبحَانَ اللہ کہہ کر اور عورت کو دستک دیکر اطلاع کر دینا جائز ہے۔ نماز[6] میں سجدہ کی جگہ سے ایک مرتبہ کنکر وغیرہ ہٹا دینے جائز ہیں اگر اُن سے کسی طرح کی ایذار پہنچے ورنہ منع ہے۔ فرض[7] نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا منع ہے ہاں اگر نفلی نماز میں ضرورت ہو تو کبھی کبھی دیکھنے کا مضائقہ نہیں۔ اگر نماز[8] میں جمائی آئے تو حتی المقدور منہ نہ کھولے اور جس طرح سے ہو سکے جمائی کو روکے منہ سے لفظ ہا نہ نکالے کیونکہ نماز میں جمائی لینے سے شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے اور ہنستا ہے۔ نماز[9] میں منہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی بند کرنی جائز ہے۔ اگر چھینکنے[10] والا نماز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی کہے تو کچھ مضائقہ نہیں اس سے نماز میں نقصان نہیں آتا بلکہ ثواب ملتا ہے۔ چھینکنے والا جب یہ دعا پڑھے تو نمازی کو اُس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللہ کہنا منع ہے۔ آنحضرت[11] ایک دفعہ مسجد میں صحابہؓ کو نماز پڑھا رہے تھے اور زینب کی بیٹی امامہ آپ کے کندھے پر سوار تھیں، آپ جب رکوع کرتے تو بچے کو زمین پر بٹھا دیتے اور سجدے سے کھڑے ہوتے وقت کندھے پر چڑھا لیتے۔ آپ[12] نے فرمایا کہ نماز کی حالت میں سانپ بچھو کو مار ڈالو۔ نماز[13] میں سجدے کی جگہ پر پھونکنا منع

[1] مظاہر حق ج۱ ص۲۴۳ [2] بیہقی مشکوٰۃ ص۱۸۶ [3] ترمذی مشکوٰۃ ص۱۸۶ [4] مسند امام احمد ترمذی ابوداود نسائی مشکوٰۃ ص۲۸۲ [5] صحیحین مشکوٰۃ ص۸۳
[6] صحیحین مشکوٰۃ ص۸۲ [7] ترمذی مشکوٰۃ ص۸۳ [8] صحیحین مشکوٰۃ ص۸۲ [9] ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۸۳ [10] ترمذی ابوداود نسائی مشکوٰۃ ص۸۳
[11] مشکوٰۃ ص۸۲ [12] مظاہر حق ص۲۶۵ [13] مسند امام احمد ترمذی نسائی مشکوٰۃ ص۸۴ [14] ترمذی مشکوٰۃ ص۸۳

ہے۔ دعا کے وقت نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا منع ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا ہمیشہ بندہ کی طرف منہ کئے رہتا ہے مگر جب بندہ فرض نماز میں ادھر اُدھر دیکھتا ہے تو خدا بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ جابرؓ صحابی آنحضرت کے ساتھ فرض ظہر پڑھا کرتے جب زمین گرم ہوتی تو ریت مٹھی میں ٹھنڈی کر کے سجدہ کی جگہ ڈالتے اور اُس پر سجدہ کیا کرتے۔ نمازی کو اگر کوئی سلام علیک کرے تو اُسے ہاتھ کے پنجوں سے زمین کی طرف اشارہ کر دینا جائز ہے۔ سلام کا جواب منہ سے دینا منع ہے کیونکہ وہ ایک قسم کا شغل ہے اور شغل نماز میں جائز نہیں۔ نمازی کو چاہیئے کہ اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر گڑائے رکھے۔ اگر کسی کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے اس سے فارغ ہو جائے نہیں تو نماز نہ ہوگی۔ نماز میں اگر ہوا سر جائے تو نیت توڑ کر وضو کرے اور از سر نو نماز پڑھے۔ اگر نماز کی حالت میں معلوم ہو جائے کہ موزے یا جوتے نجاست آلود ہیں تو حالت نماز ہی میں اُتار ڈالے آنحضرت نے فرمایا کہ تم یہودیوں کی مخالفت کرو وہ جوتوں اور موزوں سے نماز نہیں پڑھتے تم پڑھا کرو۔ جو شخص پاجامہ یا تہبند ٹخنوں پر لٹکا کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ خدا کے خوف سے اگر نماز میں روئے تو نماز میں کسی طرح کا نقصان نہیں آتا۔ نفلی نماز میں سامنے کا دروازہ کھول دینا جائز ہے۔

بارھویں فصل سجدہ سہو کے بیان میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَ الشَّيْطٰنُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ یعنی تم میں سے جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اُس کے پاس شیطان آ کر شبہ ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو جب کوئی شخص یہ بات پائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔ جسے نماز میں شک پڑ جائے کہ میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو وہ شک کو دور کرے اور جس قدر رکعتوں کا اُسے یقین ہے اسی پر بنا کر کے سلام پھیرنے سے پیشتر دو سجدے کر لے۔ آنحضرت

---

۱ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۸۲ ۲ مسند امام احمد ابو داؤد نسائی دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۸۳
۳ ابو داؤد نسائی مشکوٰۃ صفحہ ۸۵ ۴ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۸۲ ۵ بلوغ المرام صفحہ ۱۲ ۶ ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۸۵ ۷ ابو داؤد دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۵ ۸ ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۶۵ ۹ بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۸۳
۱۰ مسند امام احمد ابو داؤد ترمذی نسائی مشکوٰۃ صفحہ ۸۲ ۱۱ مظاہر حق صفحہ ۲۶۶ ۱۲ مسلم جلد اول صفحہ ۲۱۱ ۱۳ مسند امام احمد مشکوٰۃ صفحہ ۸۵

نے فرمایا جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان آ حاضر ہوتا ہے اور نمازی کو بھلاتا بہکاتا ہے پس وہ اور اور خیالات میں ڈوب جاتا ہے اور نہیں[1] جانتا کہ کس قدر رکعتیں پڑھی ہیں۔ سو تمہیں چاہیئے کہ کمی کا یقین کرو اگر دو تین میں شک ہو تو دو ہی سمجھو اور اگر تین چار میں شبہ پڑے تو تین ہی پر یقین کرو اور ایک رکعت پڑھ کر شک کو دور کرو پھر آخر کی التحیات اور درود شریف پڑھ کر سہو کے دو سجدے کر کے اسی وقت سلام پھیر دو۔ سلام[2] پھیرنے کے بعد بھی سجدہ سہو کرنے کی بہت سی صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں سلام[3] پھیرنے اور سجدہ سہو کرنے کے بعد التحیات پڑھنے کی بابت جو حدیث آئی ہے وہ کچھ ایسی قوی نہیں ہے اگر کوئی شخص اس پر بھی عمل کرے تو مضائقہ نہیں۔ نماز[4] میں خواہ اکیلا ہو خواہ امام اگر کوئی چیز بھول جائے گا تو سہو کے دو سجدے کرنے پڑیں گے۔ اگر امام[5] نماز میں بھول جائے تو سہو کے دو سجدے کرے اور مقتدی بھی امام کے ساتھ دو سجدے کریں بخلاف اس کے اگر مقتدی نماز میں سہو کریں گے تو ان پر سہو کے سجدے واجب نہ ہونگے۔ جب امام نماز میں بھول جائے تو کوئی مقتدی اُسے سُبحَانَ اللہ کہہ کر یاد دلادے۔ امام[6] اگر پہلے قعدہ میں نہ بیٹھے اور کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو جانا چاہیئے پھر اخیر رکعت میں سلام پھیرنے سے بیشتر امام بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے اور مقتدی بھی اس کے ساتھ ایسا ہی عمل میں لائیں آنحضرت کو کئی مرتبہ نماز میں سہو واقع ہوا ہے۔ ایک[7] دفعہ ظہر یا عصر کی نماز میں آپ نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ ایک صحابی کی یاد دہانی سے آپ نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے ادا کئے اور فرمایا[8] میں بھی تم ہی جیسا آدمی ہوں جیسا تم بھولتے ہو ویسا میں بھی بھول جاتا ہوں جب مجھے سہو ہوا کرے تم یاد دلایا کرو ایک[9] مرتبہ آپ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے بیچ کے قعدہ میں نہ بیٹھے آخر کے قعدہ میں التحیات اور درود پڑھ کر سلام پھیرا اور فرمایا[10] جب کوئی شخص دو رکعتیں پڑھ چکے اور بیچ کا قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے اگر سیدھا کھڑا ہونے سے بیشتر یاد آجائے فوراً بیٹھ جائے نہیں تو نہ بیٹھے اور نماز کے آخر میں سہو کے دو سجدے کرلے۔ ایک[11] دفعہ آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا بعد ازاں حجرہ شریف میں تشریف لے گئے ایک صحابی نے مکان پر جاکر آپ کو یاد دلایا۔ آپ اسی وقت مسجد میں

[1] مسلم مشکوٰۃ صہ ۔ [2] مسلم مشکوٰۃ صہ ۔ [3] ترمذی مشکوٰۃ صہ ۔ [4] بلوغ المرام باب سجود السہو [5] بلوغ المرام باب سجود السہو
[6] صحیحین مشکوٰۃ صہ ۔ [7] صحیحین مشکوٰۃ صہ ۔ [8] صحیحین مشکوٰۃ صہ ۔ [9] صحیحین مشکوٰۃ صہ ۔ [10] ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۔ [11] مسلم مشکوٰۃ صہ

تشریف لائے اور جماعتیوں سے تصدیق فرما کر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیرا اور دو سجدے کر کے اسی وقت نماز سے باہر آگئے۔ یہ ہیں تین طریقے سجدۂ سہو کے جو بالکل صحیح اور درست ہیں۔ آنحضرت[1] نے فرمایا کہ اگر کسی نے بھولے سے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو ان دونوں سجدوں کی ایک رکعت بن کر چھ رکعتیں ہو جائیں گی یعنی چار رکعت فرض اور دو نفل اور اگر اُس نے پوری چار رکعتیں پڑھی ہونگی تو یہ سجدے شیطان کی ذلت کے باعث ہونگے۔ جب نماز میں کسی طرح کا شک پڑ جائے تو آخر میں سہو کے دو سجدے کر لینے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ امام[2] اور مقتدی اگر نماز کی بھول کی بابت کچھ گفتگو کر لیں یا گھر چلے جائیں تو بھی نماز میں کچھ نقصان واقع نہیں ہوتا۔ مقتدی سے اگر نماز کا کوئی رکن چھوٹ جائے گا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ رکعت اسے دوبارہ پڑھنی پڑیگی کیونکہ سہو کے سجدے رکن کے نقصان کی تلافی نہیں کر سکتے۔ نمازی ایک یا دونوں سجدے بھول کر کھڑا ہو جائے جب یاد آئے فوراً وہ سجدے ادا کر لے اور بعد میں نماز کے آخر سہو کے دو سجدے کر لے۔ نماز خواہ فرض ہو یا سنت یا نفل سب میں سہو کی حالت میں دو سجدے کرنے چاہئیں کئی دفعہ کی بھول چوک کے واسطے صرف ایک ہی دفعہ نماز کے آخر میں سہو کے دو سجدے کر لینے کافی ہیں۔

تیرھویں[۱۳] فصل تلاوت قرآن کے سجدوں کے بیان میں

نماز[3] کے اندر یا باہر جب سجدۂ تلاوت کی کوئی آیت پڑھیں یا سُنیں تو ایک سجدہ کرنا سنت ہے۔ یہ سجدہ[4] وضو کے ساتھ کرنا بہتر ہے لیکن بے وضو بھی جائز اور درست ہے۔ تلاوت[5] قرآن کا سجدہ پندرہ جگہ سنت ہے۔ اعراف[6] میں آخر سورۃ پر۔ رعد[2] میں لفظ اٰصَال ۰ کے بعد۔ نحل[3] میں یُؤْمَرُوْنَ ۰ کے بعد۔ بنی اسرائیل میں خُشُوْعًا ۰ کے بعد۔ مریم میں[5] بُکِیًّا ۰ کے بعد۔ حج[7] میں ایک سجدہ یَشَاءُ کے بعد اور دوسرا تُفْلِحُوْنَ ۰ کے بعد۔ فرقان میں نُفُوْرًا ۰ کے بعد۔ نمل میں الْعَظِیْمِ ۰ کے بعد اور بقول بعض یُعْلِنُوْنَ کے بعد الم تنزیل میں[9] یَسْتَکْبِرُوْنَ کے پیچھے اور صٓ میں[11] مَاٰبٍ ۰ کے پیچھے سورۃ[12] فُصِّلَتْ میں یَسْئَمُوْنَ ۰

1 مسلم مشکوٰۃ صہ ۹۲ 2 مسلم مشکوٰۃ صہ ۸۵ 3 مظاہر حق صہ ۳۵۵ 4 مظاہر حق صہ ۳۵۸ 5 ابو داؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۸۵ 6 ابن ماجہ صہ ۱۲۶
7 ابو داؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۸۵ 8 ابن ماجہ صہ ۱۲۶ 9 ابو داؤد مشکوٰۃ صہ ۸۵ 10 ابن [illegible]

کے بعد اور بعض کے نزدیک تعبدون کے بعد۔ والنجم میں[1] اخیر سورہ پر اور[2] اذا السماء انشقت میں لا یسجدون کے بعد۔ سورۂ علق میں[3] اخیر سورہ پر۔ نماز کے اندر یا باہر جب ان آیتوں میں سے کوئی آیت پڑھے یا سُنے تکبیر کہہ کر سجدہ کرے۔ سواری کی[4] حالت میں اگر کوئی سجدہ کی آیت پڑھے یا سُنے تو زین پر دونوں ہاتھ رکھ کر سجدہ کرے اور جو لوگ پیدل ہوں زمین پر سجدہ کریں آنحضرت[5] صلے اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کی کوئی آیت شب کو پڑھتے تو سجدہ میں یہ دعاء پڑھا کرتے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ ترجمہ میرے منہ نے اُس کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے بنایا اور اپنی قوت و قدرت کے ساتھ اُس کے کان اور آنکھیں پیدا کیں۔ آنحضرت نے سجدوں کی آیات پر اکثر تو سجدہ کیا ہے مگر کبھی[6] نہیں بھی کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے کل سجدے مسنون ہیں فرض و واجب نہیں اور حکم تمام سجدوں کا یکساں ہے۔

چودھویں فصل سجدۂ شکر کے بیان میں

اگر کسی کو کوئی خوشی کا کام پیش آوے تو اُسے سجدہ شکر بجالانا اور سجدے[7] میں دیر تک پڑا رہنا چاہئے آنحضرت کو جب کوئی خوشی کی بات ظاہر ہوتی تو آپ خدا کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے۔ ایک[8] دن آپ نے نہایت لمبا سجدہ کیا اور سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ جبرئیل نے آکر مجھے خوشخبری دی۔ اور میں نے خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ کیا۔ آنحضرت نے ایک دفعہ حضرت علیؓ کو یمن کی طرف بھیجا جب حضرت علیؓ نے اہل یمن کے اسلام لانے کا حال آپ کو لکھا تو آپ نے یہ خوشخبری سنکر سجدۂ شکر ادا کیا۔ ایک دفعہ[10] آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی جانب سفر کیا۔ صحابہؓ ساتھ تھے آپ ایک مقام پر سواری سے اترے اور دونوں مبارک ہاتھ اٹھا کر امت کے لئے دعاء مغفرت فرمائی اور سجدۂ شکر ادا کر کے فرمایا میں نے جناب الٰہی میں اپنی امت کے گناہوں کی بخشش کی دعاء مانگی۔ خدا تعالے نے مجھے تہائی امت عطا فرمائی اس لئے میں سجدۂ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے پھر دعا فرمائی

[1] بخاری مشکوٰۃ ص۸۴ [2] مسلم مشکوٰۃ ص۸۴ [3] مسلم مشکوٰۃ ص۸۴ [4] ابوداؤد مشکوٰۃ ص۸۴ [5] ابوداؤد ترمذی نسائی مشکوٰۃ ص۸۴
[6] صحیحین مشکوٰۃ ص۸۴ [7] بلوغ المرام باب السہو وغیرہ [8] بلوغ المرام باب [9] بلوغ المرام [10] مسند امام احمد ابوداؤد مظاہر الحق ص۹۱۵

اور سجدہ کرکے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی امت کے لئے خدا کی رضا مندی اور مغفرت چاہی اور اس نے مجھے دوسری تہائی امت کی عطا فرمائی اس لئے میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ زاں بعد آپ نے پھر دعا کی اور سجدہ کرکے فرمایا میں نے اپنی امت کے لئے خدا سے معافی چاہی اور خدا نے مجھے باقی تہائی امت عنایت فرمائی اس لئے میں نے سجدۂ شکر ادا کیا[۱] حضرت کی یہ دعائے مغفرت صرف اُن ہی امتیوں کے لئے ہوئی ہے جو سچ مچ آپ کے امتی ہیں یعنی شرک و کفر اور جملہ بدعتوں سے بیزار، توحید پر مضبوط سنت پر جان نثار ہیں اور بمقتضائے بشریت اُن سے دنیا میں لغزشیں اور خطائیں سرزد ہوگئی ہیں لہٰذا آپ نے سچا امتی سمجھ کر ان کے حق میں دعا مغفرت فرمائی اور مغفرت کی خوشخبری پاکر جناب الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کیا۔ مشرک و بدعتی لوگ نہ تو امت محمدی ہونے کا حق رکھتے ہیں نہ آنحضرت کو اُن کے لئے دعا مغفرت کرنے کا اختیار حاصل ہے نہ خدا تعالیٰ نے ایسے جھوٹے منکرین رسالت امتیوں کی مغفرت کا وعدہ کیا ہے بلکہ اپنے مقدس کلام میں ایسے لوگوں کو جو زبان سے صرف امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں صاف طور پر ظالم و کافر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے[۱] كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی خدا ایسے لوگوں کو کیوں کر ہدایت کرے جو مسلمان ہونے کے پیچھے منکر ہوگئے اور انہوں نے گواہی دی کہ پیغمبر (محمد) سچا رسول ہے اور آئیں ان کے پاس روشن دلیلیں اور خدا تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔ پس جب خدا تعالیٰ ایسے امتیوں کو کافر و ظالم فرمائے تو پھر بھلا ان کے لئے کیسی شفاعت اور کیسی مغفرت ہونے لگی۔

فصل تیرھویں امامت کے بیان میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[۲] اِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ رواہ مسلم یعنی تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک شخص امام بنے اور امامت کے قابل اور حقدار وہ شخص ہے جو سب سے اچھا قرآن پڑھتا ہو۔ مسلم کی دوسری روایت میں ہے[۳] کہ آنحضرت

[۱] سورۂ آل عمران رکوع ۹۔ [۲] مسلم مطبوعہ نولکشور ص ۲۳۶ [۳] مسلم ص ۲۳۶

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا امام وہ شخص ہو جو سب میں قرآن اچھا پڑھتا ہو اور اگر قرآن کے پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امام بنے جو سنت سے زیادہ واقف ہو۔ اور اگر قرآن و سنت میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امام بننے کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ان تمام باتوں میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امام بنے جو سب سے عمر میں بڑا ہو۔[۱] جماعت کیلئے دو آدمیوں کا ہونا بھی کافی ہے یعنی اگر ایک امام اور دوسرا مقتدی ہوگا تو بھی جماعت ہو جائیگی[۲] نابینا آدمی کو امام بنانا اور اُس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے حضرت نے عبداللہ بن ام مکتوم کو خود اپنے پیچھے امام مقرر کیا حالانکہ وہ نابینا تھے۔[۳] دوسری مسجد میں وہاں کے امام کی اجازت بغیر امامت نہ کرنا چاہیے۔[۴] آنحضرت نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ شخص جو کسی قوم کا امام ہو اور وہ اُس سے ناراض ہوں۔ دوسری وہ عورت جس سے اس کا خاوند ناراض ہو۔ تیسرے وہ دو مسلمان بھائی جو باہم رنجش رکھتے ہوں اور تین روز سے زیادہ سلام وغیرہ ترک کر دیا ہو۔[۵] امام نے جس جگہ فرض پڑھے ہوں وہاں سنتیں وغیرہ نہ پڑھے بلکہ جگہ بدل کر اور جگہ پڑھے۔[۶] جوان اور بڑی عمر والے لوگوں کے ہوتے نابالغ لڑکا امام بنے تو جائز ہے بشرطیکہ سب سے بہتر قرآن پڑھنا جانتا ہو۔[۷] آنحضرت نے فرمایا کہ لوگو! تم اپنے سے بہتر آدمی کو امام بناؤ کیونکہ امام تمہارے اور خدا کے درمیان وکیل ہوتا ہے۔[۸] جو شخص کعبہ معظمہ کی طرف تھوکے اسے امام بنانا نہ چاہیے۔[۹] ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنے کے جواز میں جو حدیث آئی ہے وہ ضعیف ہے اور قابل استدلال نہیں۔[۱۰] اگر نماز کا وقت باقی ہو تو مقتدیوں کو امام کا انتظار کرنا ضرور ہے۔[۱۱] سلام پھیرنے کے بعد امام کو کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف پھر کر بیٹھنا چاہیے ایک ہی طرف منہ کر کے ہمیشہ بیٹھنے میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے۔ بدعتی اور منکر حدیث اور فرقہ امامیہ[ع] کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہاں جس مسلمان کا عقیدہ و طریقہ نا معلوم ہو اُس کے پیچھے نماز درست ہو جاتی ہے صرف بدگمانی سے کسی مسلمان کی امامت سے انکار کرنا نہ چاہیے۔[۱۲] امام کو چاہیے کہ قرأت وغیرہ میں اختصار کرے اور ہلکی نماز پڑھے کیونکہ جماعت میں چھوٹے بڑے ضعیف و کمزور اور بیمار و حاجتمند سب قسم کے لوگ

ع روافض و شیعہ

۱ ابن ماجہ صفحہ ۱۵۳ ۲ ابوداؤد چھاپہ اول دہلی صفحہ ۸۶ ۳ مسلم صفحہ ۲۳۶ ۴ ابن ماجہ صفحہ ۱۵۱ ۵ ابوداؤد صفحہ ۹ چھاپہ اول دہلی ۶ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۹۳
۷ ابن ماجہ صفحہ ۱۵۱ ۸ ابوداؤد صفحہ ۱۶۰ ۹ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۹۲ ۱۰ ترمذی صفحہ ۷ ۱۱ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۹۳

ہوتے ہیں البتہ اگر تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے۔ جب[۱] امام کے کان میں اس بچہ کے رونے کی آواز پہنچے جس کی ماں جماعت میں شریک ہو تو اسے قرأت میں تخفیف کرنا اور جلدی سے نماز ختم کر دینا چاہیئے۔ مرد[۲] صرف عورتوں کی بھی امامت کر سکتا ہے۔ اور عورت[۳] عورتوں کی امامت کر سکتی ہے۔ حضرت[۴] عائشہؓ نے عورتوں کی امامت کی، اور صف کے بیچ میں کھڑی ہوئیں اسی[۵] طرح ام سلمہؓ نے عورتوں کی امامت کی اور ان کے بیچ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ افضل[۶] امام کے ہوتے کم رتبہ والے کو امام بنانا بہتر نہیں مگر ایسی صورت میں نماز صحیح و درست ہو جاتی ہے اور کسی طرح کا خلل نہیں پڑتا۔ کم[۷] رتبے کا آدمی اگر امامت کر رہا ہو اور کوئی بڑے درجہ کا آدمی آجائے تو اسے جائز ہے کہ خود مقتدی بن جائے اور اسے امام بنائے۔ نماز[۸] میں امام کو بتانا جائز ہے ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ قرأت کرتے وقت کچھ آیتیں چھوڑ گئے۔ نماز کے بعد عرض کیا گیا کہ حضرت اثنائے قرأت میں آپ فلاں فلاں آیت چھوڑ گئے۔ فرمایا تو نے مجھے یاد دلائی ہوتی۔ عرض کیا گیا کہ میں سمجھا تھا کہ شاید ان کا پڑھنا منسوخ ہو گیا۔ نفل[۹] نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنا درست ہے اسی طرح فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔ امام[۱۰] کا اونچی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھانا اور مقتدیوں کا نیچے کھڑا ہونا اچھا نہیں اگرچہ[۱۱] آنحضرت سے یہ فعل ثابت ہو چکا ہے مگر تو بھی اسکا ترک اولیٰ ہے کیونکہ آنحضرت[۱۲] صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر موقعوں پر اس سے منع فرمایا ہے۔ اگر امام جلد باز ہو اور سنت کے مطابق نماز نہ پڑھاتا ہو تو اول اسے تنبیہ کی جائے، اس پر بھی اگر باز نہ آئے تو اسے موقوف کر دیا جائے۔ اگر امام[۱۳] کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیئے۔ جب امام دیر کر کے آئے تو دوسرے کو امام بنا دینا جائز ہے۔ رکوع[۱۴] سجدے قیام وغیرہ میں امام سے سبقت کرنا ناجائز اور بہت برا ہے۔ جو[۱۵] شخص امام سے پیشتر سر اٹھاتا ہے قیامت کے دن اس کا سر گدھے کا سا ہو گا۔ اگر امام مقتدیوں کی رعایت نہ کرے اور نماز میں کوئی بڑی سورت شروع کر دے تو حاجتمند اور تھکے ہارے کو جائز ہے کہ نیت توڑ کر علیحدہ نماز پڑھ لے۔ اگر امام[۱۶] نماز میں کوئی رکن ادا کرنا بھول جائے تو مقتدی مرد کو

۱؎ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۹۳ ۲؎ بلوغ المرام صفحہ ۳۰ ۳؎ روضۃ الندیہ صفحہ ۳۰ ۴؎ ابو داؤد ابن خزیمہ بلوغ المرام صفحہ ۱۵ ۵؎ عینی شرح ہدایہ نولکشوری صفحہ ۳۲۳ ۶؎ نیل الاوطار جز ۳ صفحہ ۱۱ ۷؎ بخاری صفحہ ۹۳ ۸؎ ابو داؤد چھاپہ اول دہلی صفحہ ۱۳۰ ۹؎ مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ ۱۰؎ ابو داؤد صفحہ ۸۸ ۱۱؎ منتقی صفحہ ۹۰
۱۲؎ ابو داؤد صفحہ ۸۸ ۱۳؎ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۹۳ ۱۴؎ مسلم ابو انصاری ... ۱۵؎ ... ۱۶؎ ...

سبحان اللہ کہہ کر اور عورت کو تالی بجا کر امام کو خبردار کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی[1] شخص نماز پڑھ رہا ہو اور ایک شخص پیچھے سے آکر نماز میں شریک ہونا چاہتا ہو تو اُس کے دائیں بازو کے مقابل کھڑا ہو جائے اور اگر کوئی اور بھی آجائے تو دونوں شخص امام سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوں اگر خود نہ ہٹیں تو امام کو چاہیئے کہ انہیں پیچھے ہٹا دے لیکن جب پیچھے جگہ نہ ہو تو امام خود آگے بڑھ جائے اور اگر آگے پیچھے کہیں بھی جگہ نہ ہو تو سب برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ جماعت[2] بندی میں مردوں کی صف آگے اور عورتوں کی صف پیچھے ہونا چاہیئے۔ جماعت[3] میں مونڈھے سے مونڈھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑا ہونا سنت ہے امام[4] کو ٹھیک بیچ میں رکھنا اور صف کے شگافوں کا بند کرنا سنت ہے۔ جب کوئی شخص جہری نماز کو آہستہ قرأت سے پڑھ رہا ہو اور کوئی مقتدی اس کے پیچھے آکھڑا ہو تو وہیں سے پکار کر پڑھنا شروع کر دے اور جو پڑھ چکا ہے اُس کا دوہرانا ضرور نہیں۔ عورت[5] اگر گھر کے تمام لوگوں سے قرآن اچھا پڑھنا جانتی ہو تو وہ امام بن کر جماعت کرا سکتی ہے گو اس کے پیچھے لڑکے اور غلام بھی مقتدی ہوں آنحضرت[6] صلے اللہ علیہ وسلم نے حجرے کے اندر نماز پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حجرہ کے باہر سے اقتدار کی۔

فصل چودھویں[14] نماز جماعت کی فضیلت اور تارکان جماعت کی مذمت اور نماز کی صفوں کے برابر کرنیکے بیان میں

قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَارْکَعُوا مَعَ[7] الرَّاکِعِیْنَ ○ یعنی مسلمانو! جماعت سے نماز پڑھو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[8] صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً یعنی جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس درجہ بزرگی رکھتی ہے۔ آنحضرت[9] نے یہ بھی فرمایا کہ نمازی جس وقت سے نماز جماعت کا قصد کرتا اور جماعت کے انتظار میں بیٹھتا ہے وہ نماز ہی میں رہتا ہے۔ جب تکبیر ہو جائے تو جماعت میں شریک ہونے کے لئے دوڑ کر آنا نہ چاہیئے بلکہ اطمینان و تسلی سے آنا چاہیئے پھر جس قدر

[1] مظاہر حق ص۳۱۳ [2] مشکوٰۃ باب الموقف [3] بخاری ص۱۰۰ [4] ابوداؤد ص۹۹ [5] ابوداؤد ج۱ ص۱۵۹ [6] ابوداؤد م ص۲۶۵
[7] پارہ الم سورۃ بقر [8] صحیحین مشکوٰۃ ص۹۵ [9] مسلم ص۲۲۱

پائے اسے جماعت سے ادا کرے اور جو باقی رہے امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے پورا کرے جوشخص[۱] پاک صاف ہو کر اور اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے ارادہ سے نکلتا ہے خدا تعالیٰ اُس کے ہر ہر قدم کے رکھنے اور اُٹھانے کے عوض ایک ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک ایک بُرائی دفع کرتا ہے۔ عبداللہ[۲] بن مسعود سے روایت ہے کہ جسے قیامت کے دن خدا تعالیٰ سے حالت اسلام میں ملاقات کرنا بھلا معلوم ہوتا ہو اسے ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے ہیں۔ اور نماز جماعت بھی ان ہی طریقوں میں سے ہے اگر تم نمازیں گھر میں تنہا پڑھو جیسا کہ فلاں تارک جماعت پڑھتا ہے تو اس میں ذرا شک نہیں کہ تم نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا اور جب تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا تو تم یقینی طور پر گمراہ ہو گئے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ہم سب لوگ جماعت میں شریک ہوتے تھے لیکن مریض اور جو کھلا منافق ہوتا تھا وہ جماعت سے غیر حاضر ہوتا تھا۔ مریض اور معذور آدمی حتے الامکان دو آدمیوں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلتا اور صف میں کھڑا کیا جاتا تھا۔ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت کا بہت اہتمام تھا حتیٰ کہ عبداللہ[۳] بن ام مکتوم جو نابینا صحابی تھے اور کوئی ہاتھ پکڑنیوالا نہ رکھتے تھے آپ نے انہیں بھی جماعت میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا اور ارشاد[۴] کیا کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہوتی ہے لیکن اگر انہیں ان نمازوں کی خوبی معلوم ہوتی تو گھٹنوں کے بل چل کر حاضر جماعت ہوتے۔ آنحضرت[۵] صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تندرست اور فارغ آدمی اگر بغیر عذر جماعت میں شریک نہ ہو تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ جس[۶] رات کو زیادہ سردی پڑتی یا بارش ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موذن سے ندا کرا دیتے کہ اپنے اپنے گھروں میں نمازیں پڑھ لو۔ اگر دشمن[۷] یا مخالف کا ڈر ہو یا بیمار ہو یا کوئی اور معقول عذر رکھتا ہو تو جماعت کے ترک کرنے کا مضائقہ نہیں۔ اگر پیشاب[۸] یا پاخانہ کی حاجت ہو یا کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو اور بھوک کی وجہ سے بیتاب ہو تو اسے جائز ہے کہ ان سب کاموں سے فارغ ہو کر اطمینان کے ساتھ شریک جماعت اور نماز ہو۔ فرضوں[۹] کی تکبیر ہو جانے کے بعد کوئی سی نماز درست نہیں۔ اگر کوئی شخص فرض نماز یا نفل وغیرہ پڑھ رہا ہو اور جماعت

[۱] مسلم مشکوٰۃ ص۹۶ [۲] مسلم مشکوٰۃ ص۹۵ [۳] مسلم مشکوٰۃ ص۹۵ [۴] ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ ص۹۶ [۵] ابوداؤد دارقطنی مشکوٰۃ ص۹۶
[۶] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۹۶ [۷] دارقطنی مشکوٰۃ ص۹۹ [۸] صحیحین مشکوٰۃ ص۹۵ [۹] مسلم مشکوٰۃ ص۹۵

کی تکبیر ہو جائے تو نیت توڑ کر شریک جماعت ہو جائے ورنہ گنہگار ہو گا۔ اذان[۱] ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا درست نہیں تاوقتیکہ جماعت سے نماز نہ پڑھ لے۔ ہاں اگر یہ شخص دوسری مسجد کا امام ہو یا اس مسجد کا امام بدعتی اور منکر حدیث ہو یا اس مسجد میں کوئی بدعت کا کام ہو رہا ہو تو اس عذر کی وجہ سے مسجد سے چلا جانا جائز ہے۔ حضرت[۲] نے ابوذر صحابی کی ران پر ہاتھ مبارک مار کر فرمایا کہ تو ایسے لوگوں میں رہیگا جو نمازیں وقت سے دیر کرکے پڑھیں گے اگر ایسا ہو تو تو کیا کرے گا۔ عرض کیا حضرت آپ ہی ارشاد کیجئے کہ میں اُس وقت کیا کروں؟ فرمایا تم وقت پر نمازیں پڑھنا اور اپنے کام لگنا اگر نماز کی تکبیر ہو جائے اور تم مسجد میں موجود ہو تو لوگوں کے ساتھ بھی نماز پڑھ لینا۔ یہ نماز نفل ہو جائے گی اور تمھیں جماعت کا ثواب ملے گا۔ آنحضرت[۳] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو اس نے آدھی رات عبادتِ الٰہی میں گذاری اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے تمام رات عبادتِ الٰہی میں بسر کی **ف** سُبحان اللہ سوئے بھی آرام بھی پایا اور ڈیڑھ رات کی عبادت کا ثواب بھی حاصل کیا۔ ایک[۴] صحابی تھے جن کا مکان مسجد نبوی سے بہت دُور تھا اور باوجود اس کے کوئی جماعت کی نماز اُن سے فوت نہیں ہوتی تھی بلکہ ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے۔ دوسرے صحابہ کو اُن پر ترس آیا اور اس بناء پر اُن سے کہا کہ تم ایک گدھا خرید لو جو تمھیں گرمی اور راستہ کے کیڑے مکوڑوں سے بچائے۔ اس پر اُن صحابی نے کہا سنو بھائی خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ملا ہوا ہو۔ اُن کا یہ کہنا اصحاب کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور آنحضرت کو خبر دی گئی۔ آپ نے اُن کو بلا کر دریافت کیا۔ انہوں نے آنحضرت کے سامنے بھی وہی بات بیان کی اور عرض کیا کہ حضرت میں اپنے قدموں کا ثواب خدا سے چاہتا ہوں آنحضرت نے فرمایا کہ بیشک تمھیں وہ ثواب ملے گا جس کی تم امید رکھتے ہو۔ عتبان[۵] بن مالک ایک صحابی نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اے رسول خدا میری آنکھیں جاتی رہی ہیں اور ایک قوم کی امامت میرے سپرد ہے۔ جب مینہ برستا ہے تو میرے اور مسجد کے درمیان نالہ بہتا ہے۔ ایسی صورت میں میں امامت کرانے نہیں جا سکتا ہوں۔ اے رسول خدا میری آرزو ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور

۱ احمد مشکوٰۃ ص۹۵ ۲ مسلم ج ص۲۳۰ ۳ مسلم ج ص۲۳۲ ۴ مسلم ج ص۲۳۵ ۵ مسلم ج ص۲۳۳

میرے لئے نماز کی جگہ تجویز کردیں۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کروں گا چنانچہ آپ صبح کو عتبان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ عتبان کے مکان پر پہنچکر فرمایا کہ تم کس جگہ نماز پڑھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے مکان کا ایک گوشہ بتادیا۔ آپ نے تکبیر کہہ کر دو رکعت نماز نفل جماعت سے ادا فرمائی۔ سب گھر کے لوگوں نے آپ کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھی۔ اور اس خوشی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا طیار کیا گیا۔ الغرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معذور آدمی کو جماعت سے غیر حاضر رہنا معاف ہے۔

صفوں کے سیدھا کرنے کی تاکید میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ مختصراً یہ کہ آنحضرت[۱] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو اور سب مل کر نزدیک کھڑے ہو جاؤ میں تمھیں پیٹھ پیچھے سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا آگے سے۔ اور فرمایا[۲] خدا کے بندو! صفیں برابر کرو ورنہ خدا تمھارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔ اور فرمایا[۳] نماز جب ہی پوری ہوگی کہ تم لوگ صفیں سیدھی کروگے۔ امام[۴] کے نزدیک سمجھدار لوگوں کو کھڑا ہونا چاہئیے پہلی صف والوں کو چاہئیے کہ امام کو دیکھ کر نماز پڑھیں اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی اقتدار کریں۔ جو[۵] لوگ ہمیشہ پچھلی صف میں رہتے اور اگلی صف میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کرتے وہ خدا کی رحمت سے پیچھے رہیں گے۔ آنحضرت[۶] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی بہتر صف پہلی صف اور بُری پچھلی صف ہے اور عورتوں کی بہتر صف پچھلی صف اور بدتر صف پہلی صف ہے۔ کیونکہ عورتیں جس قدر مردوں سے دور رہیں گی اُتنا ہی اُن کے حق میں بہتر ہوگا۔ یہ بھی فرمایا[۷] کہ صفوں کو پاس پاس قائم کرو اور سب برابر کھڑے رہو بیچ میں ذرا سا بھی فاصلہ نہ چھوڑو خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صف کے شگافوں میں بکری کے سیاہ بچہ کی طرح داخل ہوتا ہے۔ مقتدیوں[۸] کو چاہئے کہ پہلے سب سے اول صف کو پورا کریں۔ پھر دوسری تیسری کو اسی طرح آخر تک پورا کرتے چلے جائیں۔ حضرت[۹] نے فرمایا کہ خدا اور اُس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور خدا تعالیٰ اُس شخص کو بہت عزیز رکھتا ہے جو صف میں قدم ملا کر کھڑا ہوتا ہے۔ اسی[۱۰] طرح پہلی صف میں سے اول اُن لوگوں پر رحمتِ خدا

۱ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۹۰ ۲ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۹۰ ۳ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۹۰ ۴ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۹۰ ۵ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۹۰ ۶ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۹۰ ۷ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۹۰ ۸ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۹۰ ۹ احمد مشکوٰۃ صفحہ ۹۱ ۱۰ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۹۱ احمد مشکوٰۃ صفحہ ۹۱

نازل ہوتی ہے جو دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ جب صفیں درست ہو چکتیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہتے۔ اول آپ داہنی طرف مڑ کر فرماتے کہ صفیں سیدھی کرو پھر بائیں طرف مڑ کر یوں ہی فرماتے صف سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھنی درست نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو صف سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھ رہا تھا فرمایا کہ پھر سے نماز پڑھ۔ صفوں میں ترتیب یوں ہونی چاہئے کہ پہلے مردوں کی صفیں ہوں نراں بعد لڑکوں کی پھر مخنثوں کی اور ان کے پیچھے عورتوں کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ پہلی صف میں کتنا کچھ ثواب ہوتا ہے تو اس کام کے لئے قرعہ ڈالتے۔ اور فرمایا کہ جو شخص صف اول میں کھڑے ہونے کی کوشش اور پرواہ نہ کرے اور ہمیشہ پیچھے رہا کرے اُسے دوزخ کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ جب نمازی تھوڑے ہوں تو لڑکوں کو مردوں کی صف میں کھڑا ہونا درست ہے۔

فصل پندرھویں قرآنی آیات کے جواب

جب کوئی شخص فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پڑھے تو سننے والے کو پکار کر یوں جواب دینا چاہیے لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ وَلَكَ الْحَمْدُ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ قیامۃ کی آخری آیت خواہ نماز کے اندر یا نماز کے باہر پڑھے تو اُسے لفظ بَلٰی کہنا چاہیے۔ اور جو سورہ مرسلات کی آخری آیت پڑھے نماز کے اندر یا نماز کے باہر اُسے اٰمَنَّا بِاللّٰہِ کہنا چاہیے۔ اسی طرح جو شخص سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھے اُسے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى کہنا چاہیے۔ سورہ والتین کی آخری آیت پڑھنے والے کو چاہیے کہ بَلٰی وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ کہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ان آیات کا جواب پکار کر دے کیونکہ سنت سے ایسا ہی ثابت ہوا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص آہستہ سے بھی جواب دے دیگا تو بھی جائز ہو جائیگا

سولھویں فصل نماز تہجد اور تراویح کے ذکر میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰهَ فِیْهَا

ابوداؤد مشکوۃ ... ابوداؤد مشکوۃ ... بخاری ابوداؤد احمد ... ابوداؤد ... مسلم مشکوۃ ... ترمذی ابوداؤد احمد مشکوۃ صفحہ ۹۱
ترمذی المؤطا مسند ... سنن ترمذی مشکوۃ ... ترمذی ... ترمذی مشکوۃ صفحہ ۳۲ ... سنن ترمذی مشکوۃ صفحہ ۳۲

خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ یعنی رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر مسلمان شخص کے موافق پڑ جائے تو اس میں دین و دنیا کی جو بھلائی بھی خدا سے مانگے گا خدا اُسے عطا فرمائے گا اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔ حقیقت میں تو تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کو کہتے ہیں لیکن فرق اعتباری کے لحاظ سے **تہجد** رات کی اس نماز کو کہتے ہیں جو سو کر اُٹھنے کے پیچھے پڑھی جاتی ہے۔ اور رمضان شریف میں نماز عشار کے بعد اور سونے سے پیشتر جو نماز پڑھی جاتی ہے اُسے **تراویح** کہتے ہیں۔ رات کی نماز کو حدیث میں وتر بھی کہا گیا ہے اور اُسی کو قیام رمضان اور قیام لیل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ابو سلمہ[1] نے حضرت عائشہ رضؓ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کا حال دریافت کیا کہ آپ رمضان شریف میں شب کو کس قدر رکعتیں پڑھا کرتے تھے حضرت عائشہ رضؓ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے رمضان میں نہ غیر رمضان میں تو اول آٹھ رکعتیں لمبی پڑھتے پھر تین رکعتیں وتر ادا کرتے۔ زید بن ثابت[2] رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نے رمضان کے مہینے میں مسجد میں بوریئے کا حجرہ بنایا اور چند راتیں اُس میں نماز پڑھی یہاں تک کہ بہت سے صحابہ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ لوگوں کی بھیڑ اور کثرت دیکھ کر آپ رات کو مسجد میں تشریف نہیں لائے۔ صحابہ کو خیال ہوا کہ شاید حضرت سو گئے ہیں یہ خیال کر کے حضرت کو پکارنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا خدا تمہارا ذوق شوق برقرار رکھے۔ میں اِس خوف کی وجہ سے آج نماز پڑھنے نہیں نکلا کہ مبادا تم پر نماز تراویح فرض ہو جائے۔ اور اگر فرض ہو جائے گی تو تم سے ادا نہ ہو سکے گی، اب تم اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ آدمی کی بہتر نماز (فرض نماز کے علاوہ) وہی ہے جو گھر میں ادا کی جاتی ہے۔ حضرت[3] نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر شب کو آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے جب کہ تہائی رات باقی رہتی ہے اور فرماتا ہے کوئی مجھے پکارنے والا ہے کہ اس کی پکار قبول کروں کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اُسے دوں۔ کوئی طالب بخشش ہے کہ میں اسے بخش دوں۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ دعا کی مقبولیت کا وقت پچھلی رات ہے۔ حضرت[4] رمضان شریف میں صحابہ کو تراویح پڑھنے کی رغبت دلاتے اور فرماتے کہ جو شخص

ف۔ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۹ [1] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ [2] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ [3] مسلم مشکوٰۃ صفحہ [4]

ایمان کے درست کرنے اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے نماز پڑھتا ہے اُس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر آخرت قبول کیا تو آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانہ میں تو یہی طریقہ جاری رہا اور حضرت عمرؓ کی شروع شروع خلافت میں بھی صحابہ کا اسی پر تعامل رہا مگر بعد کو نماز تراویح جماعت سے پڑھنے لگے۔ اور یہ یوں ہوا کہ حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک رات مسجد نبوی کیطرف آنکلے لوگوں کو دیکھا کہ نماز تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھ رہے ہیں اور بعض صحابی جماعت سے بھی پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر سب لوگ مل کر ایک ساتھ جماعت سے تراویح پڑھیں تو بہت مناسب ہے چنانچہ آپ نے تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا اور ابی بن کعب کو سب کا امام مقرر کیا۔ اس کے بعد آپ پھر دوسری رات گشت لگانے نکلے دیکھتے ہیں کہ سب لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر فرمایا کہ یہ طریقہ بہت ہی اچھا ہے حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھایا کریں، آنحضرت سے نماز تراویح کئی طرح پڑھنا ثابت ہوا ہے کبھی تو آپ چھ رکعت تراویح اور ایک یا تین رکعت اور کبھی پانچ رکعت وتر پڑھا کرتے کبھی آٹھ رکعت تراویح اور ایک رکعت کبھی تین کبھی پانچ رکعت وتر پڑھتے کبھی تراویح کی دس رکعتیں پانچ سلاموں سے پڑھتے اور ان کے ساتھ ایک رکعت وتر یا تین رکعت ادا کرتے۔ گاہے بارہ رکعت نماز تراویح اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ کبھی نو رکعتیں ایک نیت سے پڑھتے اس طرح کہ آٹھویں رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھتے پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھتے اور سلام پھیر دیتے کبھی آپ رات کو دس رکعتیں پانچ سلاموں سے ادا کرتے ہر رکعت میں دو دو سورتیں پڑھتے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے۔ زاں بعد دو رکعتیں سنت فجر کے ساتھ ملا کر تیرہ رکعتیں پوری کرتے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔ جب صبح ہونے لگے تو ایک رکعت پڑھ لیں ساری نماز وتر ہو جائے گی۔ تہجد اور تراویح کی نماز آخر شب کو اپنے اپنے گھروں میں پڑھنا بہت افضل ہے۔ تراویح میں جس قدر قرآن شریف پڑھیں بہتر ہے لیکن ایک رات میں سارا قرآن ختم کرنا بدعت اور گناہ ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص تین دن سے کم میں قرآن ختم کرتا ہے

ل مسلم مشکوٰۃ ص[illegible] ؎ بخاری مشکوٰۃ ص[illegible] ؎ موطا امام مالک مشکوٰۃ ص[illegible] ؎ صحیحین مشکوٰۃ ص[illegible] ؎ مسلم مشکوٰۃ ص[illegible] ؎ ترمذی ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ ص[illegible]

وہ کچھ نہیں سمجھتا۔ حضرت[1] نے فرمایا کہ سات روز میں قرآن ختم کیا کرو۔ جس شخص[2] کو قرآن مجید خوب یاد ہوگا وہ لوح محفوظ کے بزرگ فرشتوں کے ساتھ درجہ پائے گا اور جو شخص[3] قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اُسے اوروں سے دوگنا ثواب ملتا ہے۔ تراویح[4] میں اگر زیادہ قرآن پڑھنا چاہیں اور کھڑے ہونے سے تکلیف ہو تو امام بیٹھ کر قرآن پڑھے اور ختم ہونے کے قریب کھڑے ہوکر رکوع کرے۔ حضرت نے فرمایا جب تک طبیعت درست ہو نماز میں مصروف رہے اور جب سُستی و ضعف غالب ہو بیٹھ جائے مقتدی[5] بھی اگر بیٹھ کر قرآن سُنیں اور رکوع کرنے کے وقت کھڑے ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں فرض نماز کے بعد تہجد سے بہتر و افضل کوئی نماز نہیں ہے۔ اگر خدا توفیق دے تو یہ نماز بھی ضرور پڑھا کرے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سات رکعت سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ کبھی نماز تہجد یا تراویح نہیں پڑھی سنت فجر اور وتر بھی ان میں شامل ہیں۔ تراویح کی صرف بیس[6] ہی رکعتیں خصوصیت کے ساتھ کسی صحیح اور معتبر روایت میں نہیں آئیں۔ ہاں اِس بات کا پتہ ضرور چلتا ہے کہ خلفاء راشدین کے بعد بعض صحابیوں اور تابعیوں سے تیرہ رکعت سے زیادہ پڑھنا پایۂ ثبوت کو پہنچا ہے اس لئے اگر کوئی شخص کبھی تیرہ رکعت سے زیادہ چالیس رکعت کے قریب تک پڑھ لے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں البتہ بیس یا تئیس رکعت کی تعداد معین اور خاص کرنا اچھا نہیں کیونکہ اس عمل کے بدعت ہو جانے کا خوف ہے۔ نماز تہجد میں قرأت خواہ پکار کر پڑھیں یا آہستہ دونوں طرح جائز ہے۔

فصل سترھویں نماز وتر اور قنوت کے ذکر میں

علماء اہل حدیث کے نزدیک وتر سنت ہے واجب نہیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں لَيْسَ الْوِتْرُ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلٰكِنْ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ وَالتِّرْمِذِىُّ وَحَسَّنَهٗ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ یعنی وتر فرض کی صورت پر واجب نہیں کیا گیا بلکہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ جن حدیثوں سے لوگوں نے وتر کا وجوب ثابت کیا ہے وہ

[1] صحیحین مشکوۃ جلد دوم ص۱۰۱ [2] مسلم مشکوۃ ص۱۰۱ [3] ابو داؤد م ص۱۰۴ [4] مسلم م ص۱۰۲ [5] مسلم مشکوۃ ص۱۰۴ [6] بلوغ المرام باب صلوۃ التطوع

دراصل قابلِ تمسک نہیں کیونکہ بعض کی سند ضعیف ہے اور بعض اور وجہ سے مخدوش و مجروح ہیں جس شخص کو خوف ہو کہ پچھلی رات کو اُٹھ نہ سکیگا وہ سونے سے پیشتر وتر پڑھ لے۔ حضرت ابوہریرہ[۱] کہتے ہیں کہ مجھے میرے دوست نے تین بات کی وصیت فرمائی۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ میں سونے سے پیشتر وتر پڑھ لیا کروں۔ لیکن پچھلی رات کو وتر پڑھنا افضل ہے کیونکہ آنحضرت سے اکثر ایسا ہی ثابت ہوا ہے گو کبھی آپ رات کے اول حصہ میں اور کبھی درمیانی حصہ میں بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ آنحضرت[۲] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو دوست رکھتا ہے تو اے قرآن والو! تم وتر پڑھا کرو۔ یہ بھی[۳] فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری ایک ایسی نماز کے ساتھ مدد کی ہے جو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے۔ اُس کا وقت عشاء سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک ہے۔ اور فرمایا[۴] کہ جو سو جائے یا وتر پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جب صبح ہو پڑھ لے۔ وتر کی تعداد رکعت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعیین ثابت نہیں ہوئی بلکہ اکثر تو آپ نے ایک رکعت پڑھی ہے۔ اور کبھی تین رکعتیں کبھی پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ اس لئے نمازی مختار ہے چاہے ایک رکعت پڑھے چاہے تین چاہے پانچ۔ ابن عمر[۵] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔ اور جب کوئی شخص صبح ہو جانے سے ڈرے تو وہ صرف ایک رکعت پڑھ لے یہ اُس کے لئے وتر ہو جائے گی۔ ابن عباس کی روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت[۶] صلے اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز کا حکم فرمایا اور اس کے بارے میں بہت ہی رغبت دلائی یہاں تک کہ آپ نے فرمایا لوگو! تمھیں نماز شب پڑھنا چاہئے اگرچہ ایک ہی رکعت سہی۔ حضرت علی[۷] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعتیں پڑھتے تھے اور اُن میں مفصل میں سے نو سورتیں یعنی ہر رکعت میں تین تین سورتیں اس طرح پڑھتے کہ آخر میں سورہ اخلاص ہوتی۔ حضرت عائشہ[۸] فرماتی ہیں کہ آنحضرت[۹] صلے اللہ علیہ وسلم شب کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے جن میں پانچ رکعتیں وتر ہوتیں لیکن تشہد کے لئے بجز آخر رکعت کے اور کسی میں نہ بیٹھتے۔ الغرض نماز وتر خواہ ایک رکعت پڑھیں خواہ تین خواہ پانچ خواہ سات بیچ میں کوئی قعدہ نہ کریں بلکہ آخر رکعت میں بیٹھیں اور صرف ایک تشہد سے وتر

۱ مشکوٰۃ باب الوتر فصل اول صـ۱۰۱ ۲ ترمذی ابوداؤد صـ۱۰۱ ۳ ترمذی ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ صـ۱۰۱ ۴ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صـ۱۰۱ ۵ صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۰۱ ۶ یہ حدیث مجلے شرح موطا باب الوتر میں موجود ہے ۷ ترمذی چھاپہ احمدی دہلی صـ۸۵ ۸،۹ صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۰۳

پڑھ کر سلام پھیریں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وتر میں بیچ کا تشہد ثابت نہیں ہوا ہے بلکہ بیچ کے تشہد کرنے میں نماز مغرب سے مشابہت ہو جاتی ہے اس لئے جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ صحیح ابن حبان میں ایک باین مضمون موجود ہے[1] لَا تُوتِرُوْا بِثَلَاثٍ اَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ اَوْ بِسَبْعٍ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ یعنی نماز وتر تین رکعتیں نہ پڑھو بلکہ پانچ یا سات رکعتیں پڑھو اور اسے نماز مغرب کے ساتھ مشابہ نہ کرو۔ آنحضرت[2] صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ ۝ اور تیسری میں قُلْ ھُوَ اللہ پڑھتے تھے۔ اور کبھی قُلْ ھُوَ اللہ کے ساتھ سورۂ فلق اور سورۂ الناس بھی ملا لیا کرتے تھے۔ اگر کسی نے صبح ہو جانے کے خوف سے وتر پڑھ لیا پھر معلوم ہوا کہ ابھی رات باقی ہے یا کسی نے اول رات وتر پڑھ لئے تھے پھر رات کو تراویح یا تہجد پڑھنا چاہے تو پڑھ لے وتر کو دُہرائے نہیں کیونکہ ایک رات میں دو مرتبہ وتر پڑھنے درست نہیں۔ نماز وتر[3] کے بعد تین دفعہ یہ تسبیح پڑھنا سنت ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ لیکن تیسری دفعہ میں اَلْقُدُّوْس کے لفظ کو کھینچ کر کہے۔ آنحضرت[4] صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کے بعد کبھی کبھی دو رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ آنحضرت[5] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہے۔ اس کے بعد عبد اللہ بن عمر رضہ نے آنحضرت کو دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ عرض کیا یارسول اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔ فرمایا مسئلہ تو اسی طرح ہے لیکن میں تمھارے مانند نہیں ہوں **ف** یہ آنحضرت کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی پورا ثواب ملتا تھا۔ امتیوں کو بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے لیکن اگر عذر سے بیٹھ کر پڑھیں گے تو انہیں بھی پورا ثواب ملے گا۔ آنحضرت[6] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کے اول حصہ میں نماز وتر کے بعد دو رکعت پڑھے اور آخر شب کو تہجد کے لئے اُٹھے اور نماز پڑھے تو بہتر ہے۔ ورنہ اگر آخر رات کو نہیں بھی اٹھے گا تو یہی دو رکعت نماز تہجد کی نماز کے عوض کافی ہو جائیں گی۔

وتر میں دعاء قنوت پڑھنے کے بارے میں کئی حدیثیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں تو یوں آیا ہے

[1] یہ حدیث ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل میں موجود ہے [2] ترمذی ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ صفحہ [3] ترمذی ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ [4] ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ [5] مسلم مشکوٰۃ صفحہ [6] دارمی مشکوٰۃ صفحہ

حسن بن علی کہتے ہیں مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قنوت وتر میں پڑھنے کے لیے یہ دعا تعلیم فرمائی[1]
اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا
اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا
یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یعنی خداوندا مجھے اُن لوگوں کے زمرہ میں داخل ہونے کی
ہدایت کر جنھیں تونے ہدایت دی اور مجھے دنیاوی واُخروی آفتوں سے عافیت میں رکھ اُن لوگوں کے
زمرہ میں جنھیں تونے عافیت دی اور اُن لوگوں کے زمرہ میں میری کارسازی کر جن کی تونے مدد کی،
اور جو تونے مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت دے اور مجھے اس چیز کی بُرائی سے بچالے جو تونے میرے
مقدر میں لکھی ہے کیونکہ تیرا حکم سب پر چلتا ہے اور تجھ پر کسیکا حکم نہیں چلتا جس کا تو نگہبان ہوا وہ کبھی
ذلیل نہیں ہوسکتا اور جسے تونے دشمن رکھا وہ ہرگز عزت نہیں پاسکتا۔ دوسری حدیث میں یہہ دعا
آئی ہے[2] اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ
قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّكَ وَعَدُوِّھِمْ اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِیْنَ
یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِكَ وَیُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَآءَكَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ كَلِمَتِھِمْ
وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَاَنْزِلْ بِھِمْ بَاْسَكَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ
مَنْ یَّفْجُرُكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ
وَنَخْشٰی عَذَابَكَ الْجِدَّ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ یعنی خداوندا ہمیں اور تمام
مسلمان مرد عورتوں کو اور مومن مرد عورتوں کو بخش دے اور اُن کے دلوں میں الفت ڈال اور اُنکے
دینی امور اور دنیاوی حالتیں درست کر اور انہیں اپنے اور ان کے دشمنوں پر مدد دے۔ خداوندا
اُن کافروں کو اپنی رحمت سے دور کردے جو لوگوں کو تیری راہ سے روکتے اور تیرے پیغمبروں
کو جھٹلاتے اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں۔ الٰہی اُن کی باتوں میں تفرقہ واختلاف ڈال دے کہ
ان کا ایکا ٹوٹ جائے اور اُن کے قدموں کو ڈگمگا دے۔ اُن پر اپنا وہ عذاب نازل کر جسے تو کفار کی

[1] احمد. ابوداود. ترمذی. نسائی. ابن ماجہ. مشکوٰۃ جلد۱ وبلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ [2] حصن حصین باب دعاء الوتر

اقوام سے نہیں روکا کرتا۔ میں بخشش کرنے والے خدا اور مہربان کارساز کے نام سے شروع کرتا ہوں الٰہی ہم تجھ سے مدد مانگتے اور بخشش کی درخواست کرتے ہیں تیری بھلائی کے ساتھ تعریف کرتے اور نعمت کی ناشکری نہیں کرتے ہم اُس سے بیزار ہوتے اور الگ ہوتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔ ہم خدائے رحمان ورحیم کے نام سے شروع کرتے ہیں خداوندا ہم تجھی کو عبادت کرتے اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ ہم تیری عبادت کی طرف کوشش کرتے اور تیری خدمت میں دوڑتے ہیں اور تیرے یقینی و برحق عذاب سے ڈرتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کے امیدوار اور عذاب سے خائف وترساں ہیں بیشک تیرا عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے۔

اس حدیث کو اگرچہ ابوداؤد نے بھی اپنے مراسیل میں ذکر کیا ہے لیکن حضرت کے کسی قول وفعل سے اس کی سند ثابت نہیں ہوتی۔ تیسری دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اس دعا کا ثبوت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پایا نہیں گیا لہٰذا وتر میں وہی قنوت پڑھنی صحیح اور ثابت ہے جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی روایت سے سابق میں گذر چکی یعنی اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ الخ

فصل اٹھارھویں صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھنے کے بیان میں

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سُئِلَ ھَلْ قَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَقَالَ نَعَمْ فَقِیْلَ لَہٗ قَبْلَ الرُّکُوْعِ اَوْ بَعْدَ الرُّکُوْعِ قَالَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت کیا ہے کہا ہاں۔ دریافت کیا گیا کہ رکوع سے پیشتر یا بعد۔ کہا رکوع کے بعد۔ براءؓ بن عازب کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مغرب اور صبح دونوں نمازوں میں قنوت کیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں پر کوئی حادثہ نازل ہو

لہ غایۃ الاوطار شرح در مختار مطبوعہ دہلی ۔۔۔ کہ ابوداؤد چھاپہ اول دہلی ۔۔۔ کہ مسلم ۔۔۔
کہ صحیحین مشکوۃ ۔۔۔ ابوداؤد ۔۔۔ ترمذی ۔۔۔

تو تمام نمازوں میں قنوت پڑھنا مستحب ہے اور صبح کی نماز میں ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے۔ قنوت کے پڑھنے کا محل اخیر رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک دعائے قنوت پکار کر پڑھنا مستحب ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک قنوت کیا۔ آپ رکوع کے بعد دعا ر قنوت پڑھا کرتے اور قبائل عرب میں سے چند قبیلوں کے حق میں بددعا کیا کرتے تھے زاں بعد آپ نے ترک کر دیا اور تا دم وفات صبح کی قنوت کو نہیں چھوڑا

فصل انیسویں نماز میں فعل ناجائز اور جائز کے ذکر میں

اثنائے نماز میں اگر سانپ بچھو کو مار ڈالے یا بچہ کو گود میں لیکر نماز پڑھے تو اس سے نماز فاسد و مکروہ نہیں ہوتی ایک دفعہ آنحضرت مسجد میں صحابہ کو جماعت سے نماز پڑھا رہے تھے اور زینب کی بیٹی امامہ کو گود میں لئے ہوئے تھے جب آپ سجدہ کرتے تو بچی کو زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اُسے گود میں اٹھا لیتے۔ حضرت نے فرمایا کہ نماز کی حالت میں سانپ بچھو کو مار ڈالو۔ نماز کے اندر سجدہ کی جگہ پھونکنا منع ہے۔ ہاں اگر کنکر وغیرہ ایذا دیں تو صرف ایک دفعہ ہاتھ سے ہٹا دیں اور اگر اُن سے تکلیف نہ پہنچے تو ہٹانا منع ہے۔ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔ فرض نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا نماز میں دعا کرتے وقت آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا منع ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ ہمیشہ نمازی کی طرف منہ کئے رہتا ہے لیکن جب وہ فرض نماز میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ نفل نماز میں اگر ضرورت کے وقت کبھی دیکھ لے تو مضائقہ نہیں۔ حضرت جابر آنحضرت کے ساتھ ظہر کے فرض پڑھا کرتے زمین گرم ہوتی تو ریت کو مٹھی میں ٹھنڈا کر کے سجدہ کی جگہ ڈال لیتے اور اس پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص مکان کے اندر نماز پڑھ رہا ہو اور دوسرا شخص ناواقفی کی وجہ سے باہر سے آواز دے تو نمازی کو سُبحان اللہ کہہ کر اسے مطلع کرنا جائز ہے اور اگر عورت کو پکارے تو وہ تالی بجا دے۔ تاریک مکان میں نماز پڑھنا درست ہے۔ حالت نماز میں جہاں تک بن پڑے جمائی کو روکے اور منہ سے ہا کا لفظ نہ نکالے

۱ بلوغ المرام باب صفة الصلوٰة ۲ صحیحین مشکوٰۃ [illegible] ۳ بلوغ المرام باب صفة الصلوٰة ۴ صحیحین مشکوٰۃ [illegible] ۵ احمد ابوداود ترمذی نسائی مشکوٰۃ [illegible]
۶ ترمذی مشکوٰۃ [illegible] ۷ صحیحین مشکوٰۃ [illegible] ۸ صحیحین مشکوٰۃ [illegible] ۹ ابوداود نسائی دارمی مشکوٰۃ [illegible] ۱۰ ابوداود نسائی مشکوٰۃ [illegible]

کیونکہ اس وقت شیطان منہ میں داخل ہوتا اور ہنستا ہے۔ نمازی[1] چھینکنے کے بعد اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کہے تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا بلکہ اس تسبیح پر بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ کوئی شخص نمازی کو سلام کرے تو ہاتھ کے پنجوں سے زمین کی طرف اشارہ کر دینا درست ہے۔ منہ سے سلام کا جواب دینا درست نہیں۔ حالت نماز میں سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھنا چاہیئے۔

فصل بیسویں قضا اور فوت شدہ نمازوں کے بیان میں

اگر کوئی شخص دیدہ دانستہ نمازیں چھوڑ دے اور پھر اُن کی قضا کرنا چاہے تو اس قسم کی نمازوں کی قضا حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ ایسے آدمی کے لئے توبہ و استغفار ہے گذشتہ گناہوں پر توبہ کرے اور از سر نو نماز پڑھنا شروع کرے آیندہ ترک نہ کرنے پر عہد کرے۔ ہاں[2] جو نمازیں کسی معقول عذر کی وجہ سے ترک ہو گئی ہیں۔ انہیں بالترتیب ادا کرنا چاہیئے مثلاً اول صبح کی پھر ظہر کی قضا نماز ادا کرے جنگ[3] خندق میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے غلبہ سے چار نمازیں نہیں پڑھ سکے تو آپ نے رات کو چاروں نمازیں بالترتیب جماعت سے پڑھیں۔ اگر مسجد[4] یا کسی اور مقام پر جماعت ہو رہی ہو تو جماعت میں شریک ہو کر پہلے وقتیہ نماز ادا کر لینی چاہیئے فوت شدہ نمازیں بعد کو ترتیب کے ساتھ پڑھیں اگر کوئی شخص جان کے خوف یا کوئی سخت صدمہ پہنچنے کی حالت میں مضطر و بیقرار ہو اور تیمم اور اشاروں سے بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور نماز کا وقت جاتا رہا ہو تو حالت امن میں وہ نماز پڑھ لے۔ خدا سے امید ہے کہ اس پر اُس کی پکڑ نہ ہو گی۔

فصل اکیسویں[21] بھولنے اور سو جانیوالوں کی نماز کے بیان میں

جو[5] شخص کسی نماز کو اتفاقاً بھول جاوے یا غافل ہو کر سو جائے تو جب نماز یاد آئے یا نیند سے بیدار ہو فوراً پڑھ لے اُس نماز کا وہی وقت ہے۔ قضا کرنے کے علاوہ اور کوئی مواخذہ اس پر نہ ہو گا۔ نبی[6] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سو جانے میں آدمی کا کوئی قصور نہیں۔ قصور تو جاگنے کی حالت میں نماز کا قضا کر دینا ہے

[1] ترمذی ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ صـ۹۳ [2] نیل الاوطار مصری صـ۳۲۹ [3] صحیحین منتقی مطبوعہ فاروقی دہلی صـ۷۷ [4] صحیحین منتقی صـ۴۸
[5] صحیحین منتقی صـ۱۴۷ [6] نسائی ترمذی منتقے صـ۷۷

توجب کوئی شخص نماز بھول جائے یا غافل ہو کر سو جائے تو جس وقت یاد آجائے یا سو کر اُٹھے نماز پڑھ لے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی میرے یاد کرنے کے وقت نماز پڑھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ علی تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ ایک نماز جب اُس کا وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ کہ جس وقت تیار ہو جائے فوراً اُس کی نماز پڑھنی چاہئے۔ تیسرے جب کوئی عورت بیوہ ہو جائے اور قابل نکاح ہو تو جس وقت اُس کا جوڑا ملے فوراً نکاح کر دینا چاہیئے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز بھی سو جانے کی وجہ سے فوت ہو گئی تھی۔ اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ آپ خیبر سے واپس تشریف لے آئے تھے جب آپ بیدار ہوئے تو جماعت سے نماز کو ادا فرمایا۔ جو نمازیں اس طرح سے فوت ہو جائیں اُن کے لئے بجز اول نماز کے اور کے لئے اذان کہنے کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ صرف تکبیر کہنا کافی ہے۔ اس قسم کی نماز کو فوت شدہ نماز کی نیت سے ادا نہ کرنا چاہیے بلکہ ادا کی نیت سے پڑھنا چاہیئے۔

فصل بائیسویں عورتوں کی نماز کے ذکر میں

شریعت محمدی میں مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں بلکہ جس طرح مرد نماز پڑھتا ہے اسی طرح عورت کو بھی پڑھنا چاہیئے۔ ہاں بالغہ عورتوں کو اپنا سارا جسم چھپا کر نماز ادا کرنا چاہیئے۔ منہ اور ہاتھوں کے پہنچوں کے علاوہ سارا جسم کپڑے سے ڈھانکنا ضرور ہے۔ اگر اُن کے علاوہ کوئی اور موضع کھلا رہیگا تو نماز نہ ہوگی۔ سر کے بال کھلنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر ایسا باریک کپڑا پہن کر نماز پڑھے جس سے بدن نظر آئے تو بھی نماز نہ ہوگی۔ عورتوں کی نماز صرف کرتے اور اوڑھنی سے بھی ہو سکتی ہے جب کہ سر اور ٹخنے چھپے ہوئے ہوں۔ نمازی عورتیں بھی قیامت کے دن بہشت کی نعمتوں سے محظوظ ہونگی اور انھیں بھی خدا تعالیٰ بڑے درجے عنایت فرمائے گا بلکہ بعض نیک عورتیں بعض نیک مردوں سے بڑھ کر جنت کی نعمتوں کا حصہ لیں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز ادا کرتی رمضان المبارک کے روزے رکھتی اپنی شرمگاہ کی حفاظت رکھتی خاوند

لے ترمذی مشکوٰۃ صہ۵۳ کلے امام احمد منتقی صہ۱۴۱ کلے مسلم ابوداؤد احمد منتقی صہ۱۴۲ کلے بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ منتقی صہ۱۵۱
ھے احمد ابوداؤد منتقی صہ۵ لے ابوداؤد منتقی صہ۱۶ شہ طبرانی ترغیب صہ۵

کی اطاعت و فرمانبرداری کرتی ہے وہ جنت میں جس دروازہ سے چاہے گی داخل ہوگی۔ عورتیں[1] اگر مسجدوں میں شریک جماعت ہوکر نماز پڑھنے کی اجازت خاوندوں سے مانگیں تو انھیں منع نہ کرنا چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر عورتیں مسجدوں میں نماز پڑھنے کی درخواست کریں تو انھیں روکنا نہ چاہیے۔ لیکن[2] ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتیں صبح کی نماز پڑھ کر ایسے وقت اپنے گھروں کو واپس چلی جاتی تھیں کہ پہچانی نہ پڑتی تھیں۔ آنحضرت[3] صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن عورتوں کے حق میں وعید فرمائی ہے جو خوشبو لگا کر مسجدوں میں جاتی ہیں لیکن اُس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے عورتوں کو پردہ کا نہایت تاکیدی حکم فرمایا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ الخ یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ اپنی بیبیوں بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنے اوپر برقعے اور چادریں ڈال لیں اس سے اُن کی پہچان نہ ہوگی (کہ بی بی ہیں یا لونڈی) اور فرمایا[4] وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ الخ یعنی اے نبی کی بی بیو تم اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔ ابو حمید[5] ساعدی جو ایک نہایت جلیل القدر صحابی تھے اُن کی بی بی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنا دوست رکھتی ہوں حضرت نے فرمایا یہ تو میں جانتا ہوں پر تیرا کوٹھڑی کے اندر نماز پڑھنا دالان میں پڑھنے سے بہتر ہے اور دالان میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں پڑھنے سے بہتر اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے گھر کے صحن میں بہتر اور میری مسجد میں پڑھنے سے محلہ کی مسجد میں بہت بہتر ہے۔ زاں بعد حضرت کے ارشاد سے اُن کے گھر کے ایک مخفی کونے میں مسجد بنائی گئی اور وہ انتقال کے وقت تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔ ایک[6] حدیث میں یوں بھی آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس عورت کی نماز بہت پسند اور محبوب ہے جو اپنے گھر کی اُس کوٹھری میں پڑھتی ہے جو سب سے زیادہ اندھیری ہو۔ یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی رضامندی اسی میں ہے کہ عورت اپنے گھر کی اندھیری کوٹھڑی میں نماز پڑھے۔

[1] مسلم مشکوٰۃ ص۹۶ [2] فتح الباری پارہ ۴ ص۲۴ [3] بخاری مع فتح الباری پارہ ۴ ص۱۶ [4] پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۸ [5] پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۴ [6] ترغیب ص۷۶

فائدہ مذکورہ بالا حدیثوں کے لحاظ سے علماء فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں عورتوں کو ان حدیثوں پر عمل کرنا مناسب ہے جن میں گھر سے باہر نکلنے کی نہی وارد ہوئی ہے یا یوں کیا جائے کہ مُسن اور ضعیف عورتوں کو اجازت دی جائے کہ شریک جماعت ہو کر نماز پڑھیں اور جوان عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکا جائے۔ہاں عشاء اور صبح کی نماز کے لئے اگر اندھیرے اندھیرے میں جائیں اور چلی آئیں تو انہیں مسجدوں میں جانے سے منع کرنا مناسب نہیں۔ عورتوں[1] کو اپنے خاوندوں کی اجازت بغیر نفلی روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتیں بغیر اجازت اپنے خاوندوں کے نفلی روزہ نہ رکھیں۔

فصل عورتوں کیساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرنیکے بیان میں

قَالَ اللّٰہُ[2] تَعَالٰی وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی عورتوں کے ساتھ اچھے طور پر گذران کرو۔ وَقَالَ[3] رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں زیادہ بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورت کے ساتھ زیادہ نیکوکار ہے اور میں تم سے زیادہ اپنی اہل کے ساتھ بھلائی کرنے والا ہوں۔ آنحضرت[4] نے فرمایا کہ لوگو! عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو وہ یہ کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور عمدہ برتاؤ رکھو کیونکہ عورتیں پسلی سے پیدا ہوئی ہیں جو بہت ٹیڑھی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو تو سیدھا تو کیا کرسکو گے اُلٹا توڑ ڈالو گے۔ اور اگر یوں ہی چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی کبھی سیدھی نہ ہوگی پس اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو یوں ہی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ حضرت[5] نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل کی قوم نہ ہوتی تو گوشت کبھی نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی۔ اور فرمایا[6] کامل مسلمان وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو اور بہتر ایماندار وہ ہے جو اپنی بی بی کے حق میں اچھا برتاؤ کرے۔ اور فرمایا[7] خاوند کے ذمے بیوی کا حق یہ ہے جیسا خود کھائے پہنے ویسا ہی اُسے بھی کھلائے پہنائے اور اُس کے منہ پر نہ مارے نہ کوسے نہ اس سے علیحدگی اختیار کرے۔

[1] ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۰ [2] پارہ ۴ سورہ نساء [3] ترمذی دارمی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۱ [4] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۰ [5] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۰
[6] ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۰ [7] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۰

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے پڑوس کی لڑکیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلا کرتی تھی جب حضرت گھر میں تشریف لاتے تو لڑکیاں مارے شرم کے چھپ جاتیں مگر آنحضرت انہیں میرے پاس کھیلنے کے لئے بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ اکثر اوقات کھیلا کرتیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حبشی لوگ مسجد کے صحن میں برچھیوں سے کھیل رہے تھے اور آنحضرت پردہ کئے ہوئے مجھے تماشا دکھا رہے تھے جب بہت دیر ہوگئی اور میرا جی اُکتا گیا تو میں خود وہاں سے ہٹ گئی اور میں اُس وقت نابالغ تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان اپنی مسلمان بیوی سے ناخوش نہ ہو کیونکہ اگر اُسکی ایک بُری عادت سے ناراض ہوگا تو دوسری نیک عادت سے راضی ہو جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میاں بیوی میں تفرقہ ڈلوائے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے اور فرمایاؐ کہ جب خاوند اپنی بیوی کو بچھونے پر بلائے اور وہ انکار کر بیٹھے اور خاوند غصہ میں رات بسر کرے تو فرشتے اُس عورت پر رات بھر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ حضرتؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو بلائے تو اُسے فوراً حاضر ہونا چاہئیے اگرچہ چولھے چکی اور نہایت ضروری کام میں لگی ہوئی ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب عورت دُنیا میں اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے تو جنت کی حور جو انجام کار اُس کی بیوی ہوگی۔ کہتی ہے کہ خدا تجھے غارت کرے اس شخص کو ایذا مت دے یہ چند روز کے لئے تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے اور فرمایاؐ جو عورت اس حال میں مرے کہ اُس کا خاوند اُس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے

بابُ الجمعۃ

پہلی فصل روز جمعہ کی فضیلت کے بیان میں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ

له صحیحین مشکوۃ صـ۲۷۲ ۲ صحیحین مشکوۃ صـ۲۷۳ ۳ مسلم مشکوۃ صـ۲۷۳ ۴ ابوداود مشکوۃ صـ۲۷۲ ۵ صحیحین مشکوۃ صـ۲۷۲ ۶ ترمذی مشکوۃ صـ۲۷۳ ۷ ترمذی ابن ماجہ مشکوۃ صـ۲۷۳ ۸ ترمذی مشکوۃ صـ۲۸۳ ۹ ترمذی مشکوۃ صـ۲۸۳ ۱۰ مسلم مشکوۃ صـ۱۱۹

الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ
یعنی سب میں بہتر اور افضل دن جمعہ کا دن ہے اسی میں حضرت آدم پیدا ہوئے اور اسی میں بہشت کے اندر داخل ہوئے اسی میں وہاں سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ اور فرمایا[۲] لوگو! جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ تمہارے درود (فرشتوں کی وساطت سے) مجھ تک پہنچتے ہیں۔ اور فرمایا[۳] کہ گو ہم پیدائش میں سب سے پیچھے ہیں لیکن رتبہ میں قیامت کے دن سب سے آگے ہو جانے والے ہیں اور ہم ہی سب سے بیشتر جنت میں داخل ہونگے اگرچہ اور لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب ملی ہے۔ انھوں نے ایک سچی بات یعنی جمعہ کے دن میں اختلاف کیا پھر خدا تعالیٰ نے ہمیں اُس کی طرف راہ دیدی تو ہماری عید یعنی جمعہ پہلے ہے اور یہود و نصاریٰ کی عید اُس کے بعد ہے یعنی ہفتہ اور اتوار۔ اور فرمایا[۴] جمعہ کے دن ایک ایسی مقبول ساعت ہے کہ اس میں مسلمان بندہ جو بھی دعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے۔ **فائدہ** اس مقبول ساعت میں علماء کا اختلاف ہے اگرچہ اکثر علماء بعض حدیث کے مطابق اس طرف گئے ہیں کہ اس سے جمعہ کے دن کی آخر ساعت مراد ہے یعنی عصر[۵] سے مغرب تک لیکن صحیح حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ساعت[۶] امام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ حضرت[۷] نے یہ بھی فرمایا کہ چونکہ جمعہ کے روز قیامت قائم ہوگی اس لئے ہر جمعہ کے دن صبح سے لیکر شام تک مقرب فرشتے اور آسمان و زمین۔ ہوا۔ پہاڑ۔ دریا تمام جانور کانپتے تھراتے رہتے ہیں کہ کہیں آج ہی قیامت نہ ٹوٹ پڑے۔ اور فرمایا[۸] کہ جو مسلمان جمعہ کی رات یا دن کو مرے گا خدا تعالیٰ اُس کو قبر کے فتنہ سے بچالے گا۔

فصل دوسری جمعہ کے دن غسل کرنیکے ذکر میں

جمعہ کے دن نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔ آنحضرت[۸] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَقٌّ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ یعنی ہر ایک مسلمان پر خدا کا حق ہے کہ ہر سات دن میں اپنا سر اور بدن دھوئے۔ آنحضرت[۹] صلی اللہ علیہ وسلم نے

[۱] ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲ [۲] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۹ [۳] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۹ [۴] ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲ [۵] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲ [۶] ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲
[۷] احمد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۳ [۸] مسلم صفحہ ۲۸۰ [۹] مسلم صفحہ ۲۸۰

منبر پر کھڑے ہو کر یہ بھی فرمایا کہ جو تم میں سے جمعہ میں آئے اول نہا لے۔ ایک[1] دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ذرا دیر کر کے تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا کہ یہ کیا آنے کا وقت ہے یعنی پیشتر آنا چاہیئے تھا حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں ایک ضروری کام کو گیا ہوا تھا گھر میں بھی نہیں گیا۔ اذان سُنی تو کچھ بھی نہ ہو سکا صرف وضو کر کے چلا آیا۔ حضرت فاروقؓ نے فرمایا اور کیا صرف وضو ہی؟ حالانکہ تمھیں معلوم ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے غسل کا حکم فرمایا ہے۔ آنحضرت[2] نے یہ بھی فرمایا کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کو غسل کرنا اور خوشبو لگانا چاہیئے۔ اگر خوشبو میسر نہ ہو تو اُنہیں غسل کا پانی ہی کفایت کرتا ہے۔ اگر مقدور[3] ہو تو جمعہ کے لئے علیحدہ کپڑے بنا رکھنے سنت ہیں۔ غسل[4] کرتے ہوئے باتیں کرنا درست ہیں۔

فصل تیسری نماز جمعہ کے وقت کے ذکر میں

جمعہ[5] کی نماز کا وقت زوال سے شروع ہو جاتا ہے۔ زوال کے بعد جب کسی قدر سایہ ڈھل چکے تو نماز جمعہ ادا کریں اور یہ نماز جمعہ کا اول وقت ہے۔ آنحضرت[6] صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے روز جب تک نماز جمعہ سے فارغ نہ ہو لیتے نہ تو دوپہر کو سوتے نہ کھانا کھاتے۔ جب[7] سردی زیادہ پڑنے لگتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلدی نماز پڑھا کرتے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو آپ کسی قدر توقف فرماتے اور ذرا دیر کر کے نماز پڑھتے۔ صحابہ[8] رضی اللہ عنہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نماز جمعہ پڑھ کر گھروں کو واپس جاتے تو دیواروں کا سایہ اس قدر نہ ہوتا تھا کہ وہ اُس میں چل سکیں۔

فصل چوتھی جمعہ پڑھنے والوں کے ثواب اور نماز کی کیفیت و احکام میں

آنحضرت[9] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ اِلَّا

[1] مسلم صفحہ ۲۸۰ [2] احمد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۵ [3] بخاری باب ادب المفرد [4] بلوغ المرام صفحہ ۳۳ [5] مسلم صفحہ ۲۸۳ [6] مسلم صفحہ ۲۸۳
[7] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰ [8] مسلم صفحہ ۲۸۳ [9] دارقطنی مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱

مَرِیْضٌ اَوْمُسَافِرٌ اَوِامْرَاَةٌ اَوْصَبِیٌّ اَوْمَمْلُوْکٌ یعنی جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے روز جمعہ فرض ہے مگر مریض پر اور مسافر پر اور عورت پر اور لڑکے پر اور غلام پر فرض نہیں۔ جمعہ کی نماز ہر شہر اور گاؤں والوں پر فرض ہے۔ امام کے علاوہ اگر دو آدمی بھی ہوں تو بھی جمعہ قائم کرنا چاہئے۔ جمعہ کے دن نماز سے پیشتر امام منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اس کے بعد دو رکعت بہ نیت فرض اونچی قرأت سے ادا کرے۔ فرضوں کے بعد وہاں سے ذرا ہٹ کر دو رکعت یا چار رکعت سنت کی نیت سے ادا کرے۔ بعض صحابیوں سے فرضوں کے بعد چھ رکعتیں بھی ثابت ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازہ پر آکر کھڑے ہو جاتے اور آنے والوں کو لکھنے لگتے ہیں جو شخص سب سے پہلے آتا ہے اُسے اس قدر ثواب ملتا ہے گویا اُس نے ایک اونٹ مکہ معظمہ میں قربان کیا اور جو اس کے بعد آتے ہیں انھیں گائے کی قربانی کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اُن کے بعد کے آنے والوں کو دنبہ کی قربانی کا ثواب ہے اور جو ان کے پیچھے آتے ہیں انہیں مرغی اور انڈوں کے قربانی اور خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر بیٹھتا ہے تو فرشتے اعمال نامہ کے دفتر لپیٹ لیتے اور خطبہ سُننے کی غرض سے مسجد میں چلے آتے ہیں۔ جمعہ اُن لوگوں پر واجب ہوتا ہے جن کے کانوں میں اذان کے الفاظ پہنچتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پاک صاف ہو کر جمعہ پڑھنے کی غرض سے مسجد میں جاتا اور لوگوں کو اُن کی جگہ سے نہیں ہٹاتا نمازیوں کی گردنیں نہیں پھلانگتا پھر جس قدر ہو سکتا ہے نفل نماز پڑھتا اور امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت نہایت خاموشی کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے اس کے وہ تمام گناہ بخشے جاتے ہیں جو اگلے جمعہ سے اس جمعہ تک ہوئے ہیں بلکہ تین دن زیادہ کے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص پا پیادہ سوار ذرا سویرے اول وقت مسجد میں جائے اور امام کے پاس بیٹھ کر خطبہ سُنے اور کوئی بات نہ کرے اسے ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اور سال بھر کی پوری شب کی عبادت کرنے کا۔ اور فرمایا کہ جس نے جماعت کی ایک رکعت بھی پالی اُس نے جمعہ پالیا۔ اور جو شخص

ابو داؤد ۔ بخاری صفحہ ۔ بخاری باب اثنان فما فوقہما جماعۃ ۔ ترمذی صفحہ ۔ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۔ ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۔ ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ
ترمذی ابو داؤد نسائی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۔ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۔ دار قطنی مشکوٰۃ صفحہ

کہ ایک رکعت بھی نہ پا سکے بلکہ اخیر تشہد میں ملے اسے فرض ظہر کی چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ اگر چند آدمی امام کے سلام پھیر دینے کے بعد آئیں تو ظہر کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔ دوبارہ نماز جمعہ جماعت سے پڑھنا یا ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا حدیث سے ثابت نہیں۔

فصل پانچویں نماز جمعہ چھوڑنے والونکی مذمت میں

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔[1] یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جمعوں کے ترک کرنے سے باز رہیں ورنہ خدا اُن کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ غفلت میں پڑ جائیں گے۔ یہ بھی فرمایا[2] کہ جو شخص بے پروائی سے جمعہ ترک کر دیتا ہے خدا اُس سے بے پروائی کرتا ہے۔ نماز[3] جمعہ میں حاضر نہ ہونے والوں کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا جی یوں چاہتا ہے کہ اُنکے گھر جلا دوں۔ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص بغیر عذر تین جمعے ترک کر دیتا ہے وہ منافقوں کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے اور فرمایا[4] کہ جو شخص بغیر عذر ایک جمعہ ترک کر دے اُسے ایک دینار خیرات کرنا چاہئے۔ اگر ایک دینار میسر نہ ہو تو آدھا ضرور ہی چاہئے۔ جس[5] دن بارش ہو اور جمعہ میں نہ جا سکیں تو ظہر کی نماز اپنے گھروں میں پڑھ لیں۔

فصل چھٹی خطبہ اذان اور قرأت جمعہ کے بیان میں

عَنْ[6] جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا۔ آنجناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز دو خطبے کھڑے ہو کر پڑھتے اور دونوں کے بیچ میں تھوڑی دیر بیٹھ جاتے جیسا کہ اس زمانہ میں معمول ہے۔ آپ دونوں خطبوں میں عموماً قرآن مجید کی آیتیں پڑھا کرتے اور[7] اکثر ایسا ہوتا کہ سورہ قٓ پڑھتے اور حاضرین کو موثر پیرایہ میں نصیحت فرماتے۔ بیٹھ[8] کر خطبہ پڑھنا آنحضرت سے ثابت نہیں ہوا اس کا مدعی جھوٹا مفتری ہے

[1] مسلم مشکوٰۃ صـ۱۲۱ [2] دار قطنی مشکوٰۃ صـ۱۲۱ [3] مسلم مشکوٰۃ صـ۱۲۱ [4] احمد ابو داؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صـ۱۲۱ [5] مسلم صـ۲۲۵ [6] مسلم مشکوٰۃ صـ۱۲۱ [7] مسلم مشکوٰۃ صـ۱۱۵ [8] مسلم مشکوٰۃ صـ۱۱۶ [9] مسلم مشکوٰۃ صـ۱۱۵

ایک صحابی نے ایک شخص عبد الرحمن بن ام الحکم کو بیٹھ کر خطبہ پڑھتے دیکھا فرمایا دیکھو یہ خبیث بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہے۔ خطبہ پڑھتے وقت آنحضرت کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں آواز بھاری پڑ جاتی غصہ بڑھ جاتا گویا آپ ایک ایسے خونخوار لشکر سے خوف دلا رہے ہیں جو صبح شام آپڑنے والا ہے۔ آپ کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملا کر فرماتے کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک ساتھ ہیں اسی طرح میں اور قیامت ایک ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ زاں بعد خدا کی حمد و ثنا کر کے فرماتے کہ جان لو سب سے بہتر کتاب اللہ ہے اور تمام طریقوں میں بہتر طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے۔ سب رسموں میں بری رسم وہ ہے جو نئی نکالی گئی اور سب نئی رسمیں گمراہی میں ڈالنے والی ہیں۔ خطبہ کی اذان سے مسلمانوں پر خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے۔ امام کو چاہیئے کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے منبر پر بیٹھے اور مقتدی امام کے سامنے اسکے قریب بیٹھنے کی کوشش کریں۔ جب امام منبر پر آبیٹھے تو اس کے سامنے صحن مسجد میں پکار کر اذان دی جائے قرآن مجید کی آیت اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ الخ میں اسی اذان کا ذکر ہے۔ آنحضرت کے عہد مبارک میں ایک ہی اذان تھی۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں یہی اذان تھی لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوا اور آپ نے لوگوں کی کثرت دیکھی تو آپ نے خطبہ کی اذان سے پہلے ایک اور اذان صحابہ کرام کی موجودگی میں جاری کی اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا اور جب یہ ہے تو اذان مذکور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خلفاء راشدین کی سنت میں داخل ہے۔ جو لوگ اس اذان کو بدعت بتاتے ہیں یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔ جب خطبہ کی اذان ہو چکے تو امام منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے۔ اثنائے خطبہ میں جو لوگ آئیں انہیں خفیف سی دو رکعتیں بیٹھنے سے پیشتر پڑھ لینی مناسب ہیں۔ حاضرین جمعہ نہایت خاموشی کے ساتھ خطبہ سنیں اور جہاں جگہ پائیں بیٹھ جائیں۔ خطبہ کے وقت بولنے والے کو حضرت نے گدھا فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ جمعہ کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ جمعہ کیلئے اچھے کپڑے بنا رکھنے سنت سے ثابت ہیں۔ خطبہ کے وقت اگر کسی کو اونگھ آئے تو جگہ بدل کر بیٹھے۔ خطبہ کے وقت اگر امام سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو فوراً جواب دے یا معقول بات کہے۔ اثنائے خطبہ

۱؎ مسلم مشکوٰۃ ص۱۲۱ ۲؎ مسلم مشکوٰۃ ص۱۲۱ ۳؎ مسلم مشکوٰۃ ص۱۲۲ ۴؎ پارہ ۲۸ سورہ جمعہ ۵؎ ترمذی مشکوٰۃ ص۱۲۶ ۹؎ بلاغ ص۴۳
۶؎ بخاری مشکوٰۃ ص۱۲۱ ۷؎ مسلم مشکوٰۃ ص۱۲۱ ۸؎ مسلم مشکوٰۃ ص۱۲۱ ۱۰؎ بخاری مشکوٰۃ ص۱۲۲ ۱۱؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۱۲۲ ۱۲؎ امام احمد مشکوٰۃ ص۱۲۱

ہیں جب کوئی شخص مسلمان ہونے کی درخواست کرے تو خطبہ چھوڑ کر پہلے اُسے اسلام کی تلقین کرنی چاہیے
اگر مقتدیوں کی کوئی کارروائی خلاف معلوم ہو تو امام کو اس پر تنبیہ اور تہدید و نصیحت کرنی ضرور ہے
امام کو چاہیئے کہ مسلمانوں کو اچھی طرح نصیحت کرے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کر کے خوب سمجھائے۔
خدا کے خوف اور قبر و قیامت کے ہول سے ڈرائے۔ امام کو چاہیئے کہ خطبوں کو مختصر اور نماز کو
کسیقدر لمبی کرے یہ اُس کی عقلمندی میں داخل ہے۔ نماز جمعہ بدوں خطبہ جائز نہیں اسی طرح
اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو بھی جائز نہیں۔ بعض شہروں میں جمعہ اور عید کے روز الصلوٰۃ
پکاری جاتی ہے یہ بدعت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے مسجد میں کسی نے الصلوٰۃ پکاری
فرمایا اس بدعتی کو مسجد سے نکال باہر کرو۔ خطبہ کے وقت امام اور مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی
بدعت ہے۔ امام اگر لاٹھی ہاتھ میں لیکر خطبہ پڑھے تو سنت ہے خطبہ کے وقت دونوں گھٹنے
کھڑے کر کے چوتڑوں پر بیٹھنا منع ہے۔ آنحضرت[۱] صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور نماز متوسط درجہ کی ہوتی
تھی۔ خطبہ کے وقت نہ آنے والے سلام کریں نہ بیٹھے ہوئے جواب دیں۔ اگر عید کے روز
جمعہ پڑ جائے تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقتوں پر پڑھیں اس صورت میں اگر جمعہ[۲] نہ پڑھیں تو بھی
جائز ہے آنحضرت نے اجازت دے دی ہے۔ آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں الآ سَبِّحِ
اسْمَ رَبِّكَ اور سورہ غاشیہ پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورہ جمعہ اور منافقون بھی پڑھا کرتے تھے
مگر جمعہ کے روز فجر کی نماز میں سورہ الم السجدہ اور سورہ دہر ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ اثنائے خطبہ میں
اگر دل ہی دل میں دعا کریں جائز ہے لیکن ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت ہے۔ بغیر عذر[۳] تارک جمعہ کو
ایک دینار یعنی ساڑھے تین روپیہ رائج الوقت کفارہ کے محتاجوں کو دینے چاہئیں اگر یہ نہ ہو سکے
تو نصف دینار یعنی ایک روپیہ بارہ آنہ دے ڈالے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو ایک صاع یعنی ڈھائی سیر
ڈھائی چھٹانک گیہوں خیرات کرے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آدھا صاع ہی دیدے۔ بعض حدیثوں میں
ایک مد غلہ بھی آتا ہے اور آدھا مد بھی (مد میں سیر بھر اناج آتا ہے) یہ بھی ممکن ہے کہ صرف ایک درم یعنی
سوا پانچ آنے یا نصف درم خیرات کرے اور خدا سے توبہ و استغفار بہت کرے۔

لہ مسلم مشکوٰۃ صلا ۱۲ مسلم صلا ۲۲ بلوغ المرام صلا ۲۴ احمد ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۱۱۳

خطبہ جمعہ از تالیف شاہ اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الذَّاتِ عَظِيْمِ الصِّفَاتِ سَنِيِّ السِّمَاتِ
كَبِيْرِ الشَّانِ ○ جَلِيْلِ الْقَدْرِ رَفِيْعِ الذِّكْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِيِّ الْبُرْهَانِ ○ فَخِيْمِ الْاِسْمِ عَزِيْزِ
الْعِلْمِ وَسِيْعِ الْحِلْمِ كَثِيْرِ الْغُفْرَانِ ○ جَمِيْلِ الثَّنَاءِ جَزِيْلِ الْعَطَاءِ مُجِيْبِ الدُّعَاءِ عَمِيْمِ
الْاِحْسَانِ ○ سَرِيْعِ الْحِسَابِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ اَلِيْمِ الْعَذَابِ عَزِيْزِ السُّلْطٰنِ ○ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِي الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ ○ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ ○ اَلْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّكْرِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ ○

ترجمہ۔ سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو عالی ذات والا، بڑی صفتوں والا، بلند نشان والا بڑی شان والا، بزرگ مرتبے والا، بلند ذکر والا، حکم مانا ہوا کھلی دلیل والا، بڑے نام والا، بہت علم والا، وسیع حلم والا، بہت بخشنے والا، اچھی تعریف والا، بہت عطا کرنے والا، دعاؤں کا قبول کرنے والا عام احسان کرنے والا، جلدی حساب کرنے والا، سخت سزا دینے والا، دکھ کی مار دینے والا، غالب بادشاہت والا ہے۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے پیدا کرنے اور حکم میں اس کا کوئی ساجھی نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک ہمارے سردار اور ہمارے صاحب حضرت محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم اس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں جو کالے اور گورے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور جو سینہ کے کھول دینے اور ذکر کے بلند ہونے کے ساتھ تعریف کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے اصحابوں پر رحمت نازل فرمائے جو خاص اہل عرب کا خلاصہ اور پیغمبروں کے بعد تمام مخلوقات سے بہترین انسان ہیں **ف** ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کالے اور گورے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی رسالت ایسی عام ہے کہ آپ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے راہ حق دکھانے کے

واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نہ صرف دنیا بھر کے انسان اور بنی آدم کی ہدایت اور رہنمائی کا منصب آپ کو عطا فرمایا ہے بلکہ ابن آدم کے علاوہ ابن الجان یعنی جنوں کی طرف بھی آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اسی واسطے آپ کی رسالت کے بعد جو شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا خواہ وہ کسی دین اور مذہب کا پیرو ہو اور خواہ وہ کیسا ہی موحد اور کتنا ہی صالح اور نیک دل اور عابد زاہد کیوں نہ ہو جب تک وہ آپ کی رسالت پر ایمان نہ لائے گا اس کی نجات ہرگز نہیں ہوگی ؎ خلاف پیمبر کسے راہ گزید ؛ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین ڈھونڈھتا ہے تو وہ دین اس کا ہرگز مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والے لوگوں میں سے ہوگا کہ اُس کے تمام اعمال ضائع، برباد اور اکارت ہو جائیں گے اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا اور وہ اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے دنیا میں نیک کام کرتا رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوگا اور سینہ کے کھول دینے اور ذکر کے بلند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ الم نشرح میں آپ کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ الآیۃ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کمالات انسانی ملکات فاضلہ صفات حسنہ خصائل حمیدہ اور مکارم اخلاق اور علوم روحانی کی وہ نعمت اور دولت عطا فرمائی تھی کہ مجموعی طور پر وہ کسی مخلوق کو عطا نہیں ہوئی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[1] اور بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ میں مکارم اخلاق کو درجہ کمال تک پہنچا دوں آپ کی شان میں ہے اور آپ کا ذکر اس طرح بلند کر دیا ہے کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کلمۂ توحید اور کلمۂ شہادت میں اور پھر پانچ وقت اذان میں ذکر کیا جاتا ہے اور نیز اہل ایمان آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں اور اس میں آپ کا نام مذکور ہوتا ہے اما بعد فَيَا اَيُّهَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ وَعَلَيْكُمْ

[1] بے شک آپ بڑے خلق کے ساتھ موصوف ہیں ۱۲۔

بِالسُّنَّةِ فَاِنَّ السُّنَّةَ تَهْدِیْ اِلَی الْاِطَاعَۃِ وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰی ۔ ٥
وَاِیَّاکُمْ وَالْبِدْعَۃَ فَاِنَّ الْبِدْعَۃَ تَهْدِیْ اِلَی الْمَعْصِیَۃِ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ وَ
غَوٰی ٥ وَعَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یُنْجِیْ وَالْکِذْبَ یُهْلِكُ ترجمہ حمد و صلوٰۃ کے بعد اے لوگو!
اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھو بیشک توحید (اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنا) ہی تمام عبادتوں کا سر ہے اور اللہ تعالیٰ کی
نافرمانی سے بچو کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا ہی تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ اور سنت کو لازم پکڑ لو کیونکہ
سنت بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت (فرمانبرداری) کی طرف راہ نمائی کرتی ہے اور
جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے بیشک وہ نیکی اور سیدھی
راہ پالیتا ہے اور بدعت سے پرہیز کرو کیونکہ بدعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی
نافرمانی کے راستہ پر چلاتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ بیشک گمراہ ہو جاتا اور راہ حق سے بہک جاتا ہے اور سچائی کو لازم پکڑ لو
بیشک سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ توحید تمام عبادت کا سر
ہے۔ جس طرح سر کے بغیر بدن کا باقی حصہ بے جان اور بے کار ہے اسی طرح توحید کے عقیدہ کے
بغیر تمام عبادتیں فرض اور نفل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بیکار ہیں۔ غرض کہ مشرک کا کوئی نیک عمل
بھی مقبول نہیں ہوتا وہ تمام اعمال جن کو مشرکانہ عقائد والے لوگ اپنے خیال میں حق تعالےٰ کی
رضامندی اور اُس کے قرب اور نزدیکی کو حاصل کرنے کے واسطے کرتے ہیں ان اعمال سے ان کو
ذرہ بھر بھی فائدہ نہ ہوگا ان کے تمام اعمال ضائع اور اکارت ہو جائیں گے اور اسوقت وہ ہاتھ ملیں گے
اور افسوس کرینگے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ اُن کا ٹھکانا ہے۔ حق تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں اُن کی
نسبت اس طرح فرمایا ہے کَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ
النَّارِ ٥ یعنی اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو اس طرح دکھلائے گا کہ وہ ان پر حسرت کریں گے اور
وہ دوزخ سے باہر آنے والے نہیں کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرے گا
اور جو شخص موحدانہ صحیح عقیدہ رکھتا ہے اُس کے اعمال میں اگرچہ قصور بھی ہوگا تو آخر اُس کے لئے

نجات ہے۔ مسلمانو! توحید کو سمجھو اور اس پر قائم ہو جاؤ اور شرک سے بچو۔ افسوس کہ آج کل بہت سے کلمہ توحید پڑھنے والے اور زبان سے توحید کا اقرار کرنے والے مشرکانہ عقائد میں مبتلا ہیں[1]۔ اور تقویٰ اختیار کرو یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو کہ تقویٰ تمام نیکیوں کی جڑ ہے تمام نیکیاں اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ متقی اور پرہیزگار انسان ہر ایک قسم کی برائی اور خرابی سے محفوظ رہتا ہے اور سنت کو لازم پکڑو کہ سنت کی پیروی کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے اور بدعت سے پرہیز کرو کہ بدعت اس کی نافرمانی میں مبتلا کر دیتی ہے اور سچائی کو لازم پکڑو کہ سچائی نجات کا ذریعہ ہے وَعَلَيْكُمْ بِالْإِحْسَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ٥ وَلَا تُحِبُّ الدُّنْيَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ اَلَا وَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَتَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ٥ وَادْعُوْهُ فَاِنَّ رَبَّكُمْ مُجِيْبُ الدَّاعِيْنَ وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ ٥ اور نیکی کرنے کو لازم پکڑو کہ بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ کہ بے شک وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور دنیا کو محبوب نہ بناؤ ورنہ خسارہ اور نقصان پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ سن لو کہ بیشک کوئی شخص ہرگز فوت نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی روزی پوری کر لیتا ہے پس تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو۔ اور روزی تلاش کرنے میں نیک راہ اختیار کرو اور اُس خداوند پر بھروسہ رکھو بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اپنی حاجتوں کے لئے اس سے دعا کرو بیشک تمہارا پروردگار دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول کرنے والا ہے اور اپنے گناہوں کے لئے اس سے معافی مانگو وہ مال اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے گا۔ خلاصہ یہ کہ مسلمان و مخلوق کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے اور حق تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہرگز نہ ہونا چاہیئے اور دنیا سے دل نہ لگائیے کہ یہ چند روزہ زندگی کا مقام ہے اور جہاں ہمیشہ زندہ رہنا ہے اس مقام کی فکر کرے اور حلال طریق سے روزی کمائے اور اپنے ہر ایک کام میں حق تعالیٰ پر توکل رکھے اور اپنی حاجتوں

[1] اس کے بارہ میں حضرت شہید رحمہ اللہ نے تقویۃ الایمان تصنیف فرمایا ہے۔ توحید کا متلاشی اس کو ضرور دیکھے ۱۲۔

کے لئے اسی سے سوال کرے اور اپنے گناہوں کے لئے اسی سے معافی مانگتا رہے۔ استغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتیں مال اور اولاد وغیرہ بھی عطا فرماتا اور ان میں برکت ڈالتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ میں شیطان مردود سے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور فرمایا تمہارے پروردگار نے تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہونگے۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو قرآن عظیم کے پڑھنے اور سننے میں برکت عطا فرمائے ہم کو اور تم کو آیات اور ذکر عظیم کے ساتھ نفع دے میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔ پس تم بھی اس سے معافی مانگو بیشک وہ بڑا غفور اور نہایت مہربان ہے۔

دوسرا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَوْثَقَ الْعُرٰى كَلِمَةُ التَّقْوٰى وَخَيْرَ الْمِلَلِ مِلَّةُ اِبْرَاهِيْمَ وَخَيْرَ السُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَشْرَفَ الْحَدِيْثِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْقَصَصِ هٰذَا الْقُرْاٰنُ وَخَيْرَ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُهَا وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَاَشْرَفَ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ وَاَعْمَى الْعَمٰى الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدٰى وَخَيْرَ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ وَخَيْرَ الْهُدٰى

مَا اتُّبِعَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَا يَاْتِي الصَّلٰوةَ اِلَّا دُبُرًا وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ اِلَّا هَجْرًا وَاَعْظَمُ الْخَطَايَا اللِّسَانُ الْكَذُوْبُ وَخَيْرُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى وَخَيْرُ مَا وُقِرَ فِي الْقُلُوْبِ الْيَقِيْنُ وَالْاِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْغُلُوْلُ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ وَالْكَنْزُ كَيٌّ مِنَ النَّارِ وَالشِّعْرُ مِنْ مَزَامِيْرِ اِبْلِيْسَ وَالْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَآءُ حِبَالَةُ الشَّيْطٰنِ وَالشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِنَ الْجُنُوْنِ وَشَرُّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرِّبٰوا وَشَرُّ الْمَاٰكِلِ اَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَاِنَّمَا يَصِيْرُ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَوْضِعِ اَرْبَعَةِ اَذْرُعٍ وَمِلَاكُ الْعَمَلِ خَوَاتِمُهٗ وَسِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ وَّاَكْلُ لَحْمِهٖ مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَحُرْمَةُ مَالِهٖ كَحُرْمَةِ دَمِهٖ وَمَنْ يَّتَاَلَّ عَلَى اللّٰهِ يُكَذِّبْهُ وَشَرُّ الرَّوَايَا رَوَايَا الْكَذِبِ وَمَنْ يَّكْظِمِ الْغَيْظَ يَاْجُرْهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّصْبِرْ عَلَى الرَّزِيَّةِ يُعَوِّضْهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَغْفِرْ لَهٗ وَمَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد پس بیشک سب سے زیادہ سچا کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے زیادہ مضبوط کڑا اور نجات کا وسیلہ پرہیزگاری کی بات ہے اور سب مذہبوں سے زیادہ اچھا مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور سب طریقوں سے زیادہ اچھا طریقہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب باتوں سے زیادہ افضل بات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور تمام بیانات سے بہترین بیان یہ قرآن حکیم ہے اور سب سے بہتر کام فرائض ہیں اور سب سے بُرے کام بدعات ہیں اور بہترین موت شہیدوں کا مقتول ہونا ہے اور سب سے زیادہ اندھاپن ہدایت کے بعد گمراہ ہوجانا ہے اور بہترین علم وہ ہے جو نفع دے اور نیکی کا بہتر طریقہ وہ ہے جس کی پیروی کی جائے اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو نماز کو بے وقت ہی پڑھتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بے ادبی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور سب سے بڑا گنہگار جھوٹی زبان والا ہے اور بہترین دولتمندی نفس کی دولتمندی ہے اور بہترین توشہ پرہیزگاری ہے اور جو چیزیں دلوں میں ٹھیرتی ہیں ان سب سے بہتر یقین ہے اور دین کے بارہ میں شک رکھنا کفر ہے اور بین کرکے رونا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیعہ لوگ

جو مرثیے پڑھتے ہیں تو یہ کفر کے طریقہ کی پیروی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی مجلس میں بیٹھ کر مرثیے سُننا ہرگز جائز نہیں [1]۔ اور غنیمت کے مال میں سے چوری کرنا دوزخ کے پتھر نگلنا ہے اور خزانہ جمع کرنا اپنے لئے دوزخ کی آگ سے داغ کا سامان کرنا ہے اور بُرے شعر شیطان کے باجے ہیں اور شراب گناہوں کو جمع کرنے والی ہے اور عورتیں شیطان کے پھندے ہیں کہ اِن کے ذریعہ سے آدمی کو گمراہ کرتا ہے اور جوانی ایک قسم کا جنون ہے اور سب کمائیوں سے زیادہ بُری کمائی سود کی کمائی ہے اور سب کھانوں سے زیادہ برا کھانا یتیم کا مال ہے اور نیک بخت وہ ہے جس کو دوسرے سے نصیحت حاصل ہو کہ دوسرے کے خراب حال کو دیکھ کر عبرت پکڑے اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت لکھا گیا ہے۔ اے مسلمانو! تم میں سے ہر ایک شخص کا ٹھکانا وہی صرف چار گز زمین یعنی قبر ہے پس اس کو یاد رکھو اور دنیا میں دل نہ لگاؤ۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؂

چہ بندی دل درین دنیا کہ روزے چند مہمانی ؛ چو ناگاہ مرگ پیش آید خوری آن دم پشیمانی

اور تمام اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے۔ اور مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اُس کو ناحق قتل کرنا کفر ہے اور اُس کے گوشت کو کھانا یعنی اس کی غیبت کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور ناحق اُس کا مال کھانا ویسا ہی حرام ہے جیسا ناحق اس کا خون گرانا حرام ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر قسم کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو جھٹلاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دینے پر قسم کھانا تاکہ وہ جو کچھ کرے مجھ کو منظور ہے اور اس کے متعلق اپنی طرف سے کوئی تدبیر نہ کرنا یہ بہت بڑی بھاری بات ہے اس کا نباہنا بہت مشکل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اس کام کو بندے کی مرضی کے مطابق بالفرض پورا نہ کیا تو اس وقت خوف ہے کہ کہیں بندہ گھبرا کر خدا تعالیٰ سے منکر نہ ہو جائے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی نسبت حُسن ظن کا باقی رہنا دشوار ہے اور تمام روایتوں سے بُری روایتیں جھوٹی روایتیں ہیں اور جو شخص غصے کو پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا اور جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عوض عطا فرماتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جو شخص

[1] اس مسئلہ کے بارہ میں ہم نے ایک مستقل رسالہ بنام "اسلامی توحید" لکھا ہے جس میں تعزیہ داری نوحہ گریہ زاری و ماتم و مرثیہ وغیرہ کی مفصل تردید ہے ۱۲ عبدالسلام بستوی غفرلہ

زنا سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو بچا لیتا ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَحْيَاهُمْ عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ وَسَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَسَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَسَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِيْ غَرَضًا مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَخَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَالسُّلْطٰنُ ظِلُّ اللّٰهِ مَنْ اَكْرَمَهٗ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَهَانَهٗ اَهَانَهُ اللّٰهُ **ترجمہ** حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کام میں ان سے زیادہ مضبوط عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان سب سے زیادہ حیادار عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور ان سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل جنت کے جوانوں کے دو سردار حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ہیں اور اہل جنت کی عورتوں کی سردار فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور شہیدوں کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اے اللہ تو عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کو ظاہر اور باطن میں ایسی مغفرت عطا فرمادے کہ کوئی گناہ باقی نہ رہنے دے۔ اے مسلمانو! میرے اصحاب کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ میرے بعد اُن کو نشانہ نہ بنا لینا مطلب یہ ہے کہ ان پر طعن نہ کرنا اور اُن کی بُرائی اور عیب جوئی نہ کرنا جو شخص میرے اصحاب سے محبت کرے گا تو وہ میری محبت کی وجہ سے ان کو دوست رکھے گا اور جو شخص ان سے دشمنی رکھے گا تو وہ میری دشمنی کی وجہ سے ان کو بھی دشمن رکھے گا مطلب یہ ہے کہ جو ان کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جو ان کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ اور سب زمانوں سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد ان لوگوں کا زمانہ بہتر ہے جو زمانے میں صحابہ کے زمانے سے متصل ہونگے پھر ان کا زمانہ بہتر ہے جو زمانہ کے

لحاظ سے ان لوگوں کے ساتھ متصل ہونگے مطلب یہ ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ بہتر زمانہ ہے کہ ان کے زمانوں میں دین پھیلے گا اور اچھے لوگ زیادہ ہونگے اور بادشاہ اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے جو شخص اس کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو عزت بخشتا ہے اور جو شخص بادشاہ کو ذلیل سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل کر دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ مسلمان دین دار بادشاہ کی اطاعت ضروری ہے اور اس کی مخالفت اور بغاوت جائز نہیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۝ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ ترجمہ اے اللہ ہم کو اور ہمارے اُن بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے اور اہل ایمان کی نسبت ہمارے دلوں میں کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے پروردگار بے شک تو بہت شفقت کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ اے اللہ تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں اور تمام مسلمان مردوں اور تمام مسلمان عورتوں کو ان میں سے جو زندے ہیں اور جو مر چکے ہیں سب کو بخش دے۔ اے اللہ تو اُس شخص کی مدد کر جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دین کی مدد کرتا ہے اور اُس شخص کو خوار کر دے جو حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دین سے الگ رہتا ہے۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ، اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ

باب عید الفطر اور عید الضحٰے کے بیان میں

پہلی فصل عیدین کے فضائل اور ان میں عمدہ لباس پہننے اور خوشی و مسرّت کے بیان میں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَ ھٰذَا عِیْدُنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے[1] کہ بقرہ عید کے ایام میں میرے پاس انصار کی دو چھوکریاں دف بجا بجا کر وہ اشعار گاتی تھیں جنہیں انصار نے جنگ بعاث میں نظم کئے تھے۔ اس وقت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک کپڑے سے لپیٹے ہوئے لیٹے تھے اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور چھوکریوں کو ڈانٹنا شروع کیا۔ حضرت نے چہرہ مبارک کھول کر فرمایا ابوبکر انہیں رہنے دو کیونکہ یہ دن عید کے ہیں ان میں خوشی منانی چاہیے۔ اور فرمایا ہر قوم کے ہاں عید ہوتی ہے ہماری عید یہ ہے۔ حضرت انس[2] رضؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے باشندوں کے لئے خوشی کے دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے اور خوشیاں منایا کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دو دن جن میں یہاں کے مسلمان کھیلتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیسے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا یہ وہ دن ہیں جن میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیلتے اور خوشیاں منایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دنوں سے بہتر دو دن مقرر کئے ہیں۔ ایک قربانی کا دن دوسرا عید الفطر کا دن فائدہ یہ دو دن اچھے کھانا کھانے عمدہ اور فاخر لباس پہننے اور خوشی منانے کے ہیں بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہوں۔ حضرت عائشہ[3] رضؓ فرماتی ہیں کہ عید کے روز چند حبشی آکر مسجد نبوی میں ہتھیاروں سے کھیلنے لگے حضرت نے مجھے حجرہ کے دروازہ پر بلایا۔ میں آپ کے کندھے شریف پر اپنا سر رکھ کر انکا تماشا دیکھنے لگی۔ حضرت نے اپنی چادر سے میرا سارا جسم چھپالیا اور میں بہت دیر تک کھڑی رہی حضرت

[1] صحیحین مشکوٰۃ صہ۱۸۱ [2] ابوداؤد مشکوٰۃ صہ۱۸۱ [3] مسلم مشکوٰۃ صہ۲۷۶

برابر فرما رہے تھے کہ اے بنی ناحدہ اپنے کھیل میں مشغول رہو اور بے کھٹکے کھیلے جاؤ۔ جب میں کھڑے کھڑے تھک گئی اور طبیعت بھی اُکتا گئی تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تمھیں اس قدر دیکھنا کافی ہے اور اب دیکھنا نہیں چاہتیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اچھا گھر میں چلی جاؤ۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ دیکھتے ہیں کہ حبشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے نیزوں سے کھیل رہے ہیں دیکھ کر آپ زمین سے پتھر اُٹھانے کے لئے جھکے تاکہ انہیں مار بھگائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ عمر! انہیں کھیلنے دو اور منع نہ کرو۔ عیدؔ کے روز نابالغ بچے دف بجائیں اور لڑکیاں ایسی غزلیں اور اشعار گائیں جن کا مضمون شرع کے خلاف نہ ہو تو جائز ہے بشرطیکہ وہ لڑکیاں مشتاق گانے والیاں نہ ہوں۔ علیٰ ہٰذا القیاس اُس دن اگر بالغ مرد بھی لکڑی سے کھیلیں اور کثرت کریں اور لوگ ان کا تماشا دیکھیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کے روز سرخ چادر زیب جسم فرمایا کرتے تھے ف سفر السعادت میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عید کے روز اچھا کپڑا پہنتے تھے اور ایک چادر جو نہایت عمدہ اور قیمتی ہوتی ہے عیدین اور جمعہ کے روز اوڑھا کرتے تھے اور کبھی سبز یا سرخ دھاریدار چادر بھی اوڑھا کرتے تھے۔ امام شوکانی کہتے ہیں کہ عید کے روز اچھا لباس پہننا اور آراستہ ہونا مستحب ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ ایک جبہ آپ کے پاس لائے اور عرض کیا اے رسول خدا اسے خرید لیجئے اور عید کے روز زیب بدن فرمایا کیجئے۔ فرمایا عمر! یہ لباس اس شخص کا ہے جس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ اصل میں یہ جبہ ریشمی تھا۔ اگر سوتی یا اونی جبہ ہو یا اس میں تھوڑا ریشم اور بہت سوت ملا ہوا ہو یا جبہ میں تین چار انگشت سنجاب لگی ہوئی ہو تو اس کے پہننے کا مضائقہ نہیں۔ مردوں کو ریشمی رومال تک رکھنا حرام ہے اور عورتوں کو تمام ریشمی لباس جائز ہے

دوسری فصل عیدین کی نماز کے وقت کے بیان میں

عیدینؔ کی نماز کا وقت سورج بلند ہونے سے شروع ہوتا ہے جس وقت کہ اشراق کی نماز پڑھی جاتی

ا۔ مسلم ۲۔ بخاری ۳۲۵ ۳۔ بخاری م صا۳۲۱ ۴۔ بخاری ۶۶ ۵۔ نیل الاوطار مصری جلد ۳ صا۲۶۶

ہے اور دوپہر تک رہتا ہے۔ ایک[1] حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید الضحیٰ کی نماز ذرا سویرے پڑھا کرو اور عید الفطر کی کسیقدر دیر کر کے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ ایک[2] صحابی کا بیان ہے کہ ہم اشراق کے وقت عید کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔

تیسری فصل احکام عیدین اور نماز کی کیفیت تکبیرات کے ذکر میں

عَنْ[3] اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَّبْدَأُ بِہِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِہِمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الضحیٰ کے روز سب سے پہلے جو کام کرتے تھے وہ نماز ہوتی تھی یعنی عیدگاہ میں نہ تو اذان ہی ہوتی تھی نہ نماز نفل ہی پڑھی جاتی تھی نہ تکبیر ہی ہوتی تھی۔ آپ سب سے بیشتر دو رکعت نماز بہ نیت فرض صحابہ کے ساتھ ادا کرتے تھے اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ صحابہؓ اُسی طرح صفیں باندھے ہوئے اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو وعظ و نصیحت اور وصیت فرماتے تھے۔ واضح[4] ہو کہ عیدین کی دو رکعت نماز مسلمانوں پر فرض ہے کیونکہ حدیث کے ظاہر لفظوں سے ان کی فرضیت و وجوب صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ صحیحین[5] میں ام عطیہ سے مروی ہے کہ حضرت نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ جوان اور کنواری لڑکیوں اور پردہ نشین عورتوں کو عید الفطر اور عید الضحیٰ دونوں میں ہم عیدگاہ میں اپنے ساتھ لے جایا کریں اور حکم دیا کہ حیض[6] والیاں مسلمانوں کی نماز کی جگہ سے ذرا فاصلے پر رہیں اور نماز نہ پڑھیں ہاں تکبیر کہتی رہیں اور مسلمانوں کی دعا میں شامل رہیں۔ جناب[7] رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس چادر نہ ہو وہ اپنی پڑوسن سے مستعار لیکر اوڑھ جائے۔ خود[8] جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین عیدین کی نماز خطبوں سے بیشتر پڑھتے تھے اور ان[9] نمازوں کے لئے نہ تو اذان ہی ہوتی تھی نہ تکبیر ہی۔ حضرت نے اسلام کے شروع زمانہ سے لیکر زمانہ وفات تک کبھی عیدین کی نمازیں ترک نہیں کیں۔ کسی حدیث

۱؎ نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ و مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۶ ۲؎ ابوداؤد صفحہ ۲۰۰ ۳؎ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۰ ۴؎ مسند امام احمد صفحہ ... ۵؎ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۵
۶؎ بخاری مترجم صفحہ ۲۳۳ ۷؎ مسلم صفحہ ... ۸؎ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۵ ۹؎ عرف الجادی صفحہ ...

سے ان نمازوں کا کسی حال میں ترک ہونا ثابت نہیں ہوا۔ علی ہذا القیاس آپ کے بعد خلفاء اربعہ اور تابعین اور تبع تابعین سے بھی اس کا ترک ثابت نہیں ہوا بلکہ جمعہ[1] کے روز اگر کوئی عید آپڑتی تو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ نماز عید تو ادا فرماتے اور نماز جمعہ کی رخصت دیتے کہ چاہیں پڑھیں چاہیں نہ پڑھیں مگر خود[2] جمعہ بھی ترک نہیں کرتے۔ چونکہ عید کی نماز کی وجہ سے آپ نے جمعہ کی نماز نہ پڑھنے کی بھی اجازت دی تھی اس لئے محققین علماء فرماتے ہیں کہ عیدین کی نمازیں مسلمانوں پر فرض ہیں۔ آنحضرت[3] عیدگاہ میں صرف دو رکعتیں پڑھے۔ ان دو رکعتوں کے علاوہ نہ تو پہلے ہی کچھ پڑھتے نہ بعد ہی ہاں ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب[4] آپ عیدگاہ سے واپس تشریف لاتے تو مکان پر دو رکعت نماز پڑھتے۔ دونوں عیدوں کی نمازیں ایک ہی طرح پڑھی جاتی ہیں یعنی صرف دو رکعتیں اور وہ بھی خطبوں سے پہلے۔ امام نماز پڑھانے کھڑا ہو تو نیت کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہتا ہوا دونوں ہاتھ مونڈھوں یا کانوں تک اٹھا کر باندھے اور وہ دعاء جو سب نمازوں میں تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جاتی ہے یہاں بھی پڑھے۔ امام اور مقتدی دونوں آہستہ پڑھیں۔ ازاں بعد سات دفعہ بلند آواز کے ساتھ اللہ اکبر کہیں۔ ہر تکبیر[5] کے ساتھ ہاتھ اٹھانا بھی اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوا ہے۔ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے ٹھیر ٹھیر کر سات دفعہ تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوں تو قرأت سے پہلے پانچ دفعہ تکبیریں کہیں آہستہ آہستہ اور پکار پکار کر۔ غرض کہ دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں ہوئیں تکبیر اولیٰ اور تکبیر قیام کے علاوہ۔ آنحضرت عیدین کی نمازوں میں ہمیشہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ق اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ قمر بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے اور کبھی دوسری رکعت میں ہل اتاک بھی۔ جمعہ اور عید ایک دن میں آپڑے تو سبح اسم اور ہل اتاک دونوں نمازوں میں پڑھتے۔ اگر چاند کے اختلاف کی وجہ سے عید کے دن نماز نہ ہوسکے یعنی مسلمان نماز کے لئے عیدگاہ میں آسانی سے جمع نہ ہوسکیں اور نماز کا وقت تنگ ہو جائے یا شدت بارش کی وجہ سے عیدگاہ تک نہ پہنچ سکیں یا دوپہر کے بعد چاند کی خبر ملے تو ان سب صورتوں میں دوسرے روز صبح کو نماز ادا کریں۔ اگر عید[6] کے روز امام کوئی بدعت اور

[1] بلوغ المرام صـ ۲۹ [2] سرور الاہلہ صـ ۲۰ [3] بلوغ المرام صـ ۲۹ [4] ابن ماجہ صـ ۳۱ [5] مشکوٰۃ صـ ۱۰ [6] مسلم مظاہر حق صـ ۲۰

نیا کام ایجاد کرے یا کوئی بات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے برخلاف عمل میں لائے تو اسکے پیچھے نماز نہ پڑھیں چند آدمی مِل کر الگ جماعت سے نماز عید ادا کریں۔ اگر کوئی شخص نماز عید کی ایک رکعت بھی پالے گا تو اُسے عید کی فضیلت اور نماز کا ثواب مِل جائے گا۔ یہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد دوسری رکعت پڑھ لے۔ جسے نماز عید نہ ملے وہ اکیلا بھی دو رکعت ادا کر سکتا ہے۔ اگر دو تین یا زیادہ جمع ہوں مرد ہوں یا عورتیں انہیں جماعت سے دو رکعتیں ادا کر لینی درست ہیں اس صورت میں خطبہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ عید الفطر کے روز نماز سے پیشتر ایک یا تین یا پانچ کھجوریں کھا لینی سنت ہیں لیکن عید الضحیٰ کے دن مسنون طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد کھائیں اور اگر میسر ہو تو اپنی قربانی کے جانور کا گوشت کھائیں یہ اور بھی بہتر ہے۔ عید گاہ کو جانا ایک راستہ سے اور واپس آنا دوسرے راستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ عید گاہ کو جاتے وقت اسی طرح وہاں سے آتے وقت اور عید گاہ پہنچنے کے وقت بلند آواز سے تکبیر کہنا مسنون ہے۔ جو لڑکے نابالغ ہوں انہیں بھی عید گاہ میں لے جانا مناسب ہے۔ عید گاہ میں پیدل جانا مناسب ہے۔ بارش کی وجہ سے اگر عید گاہ نہ جائیں اور مسجدوں میں نماز پڑھ لیں تو بھی جائز ہے۔ جو لوگ شہروں سے دور گاؤں میں رہتے ہیں اگر وہ نماز عید کے لئے عید گاہ میں آئیں بہتر ورنہ وہیں لوگوں کو جمع کر کے شہر والوں کی طرح نماز خطبہ عید کی تکبیریں ادا کریں خواہ ایک ہی گھر کے مرد عورتیں اور بچے ہوں خواہ اور بھی شریک ہو جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید قربانی کے دس دنوں میں جو عبادت کی جاتی ہے وہ تمام عبادتوں سے بہتر و افضل ہوا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان دس دنوں میں کا نیک عمل خدا کو بہت پسند آتا ہے اس لئے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ان دنوں میں تسبیح و تہلیل کا زیادہ وِرد رکھا کرو اور خدا کی حمد و ثنا بہت کیا کرو۔ عید قربانی کے دسویں دن اور گیارہویں بارہویں بلکہ بقول بعض تیرہویں تاریخ تک فرض اور نفل نمازوں کے بعد جس قدر چاہیں اور جب چاہیں تسبیح و تکبیر کہا کریں لیکن نویں تاریخ یعنی عرفہ کی صبح کی نماز سے شروع کر کے تیرہویں تاریخ عصر تک صرف فرض نمازوں کے بعد کی قید لگا کر تکبیریں کہنا بعض علماء نے بدعت کہا ہے۔ صحیح حدیثوں سے یہی ثابت ہوا ہے کہ

لہ صحیحین مظاہر حق ص۲۸۲ ۲ بخاری ص۳۳۵ ۳ بخاری ص۳۳۵ ۴ بلوغ المرام ص۳۰ و بخاری مشکوۃ ص۱۱۶ ۵ بخاری مشکوۃ ص۱۱۶
۶ بخاری ص۳۳ ۷ بخاری ص۳۳۱ ۸ بلوغ المرام ص۳۱ ۹ ابو داؤد ابن ماجہ مشکوۃ ص۱۱۹ ۱۰ بخاری ص۳۳۵ ۱۱ بخاری مظاہر حق

ذی الحجہ کے مہینے کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک بلکہ دسویں تاریخ سے اوپر بارھویں تاریخ کی مغرب تک جس قدر ہو سکے تکبیریں کہا کرے۔

چوتھی فصل عیدین کے خطبہ کے ذکر میں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَّبْدَءُ بِہِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِھِمْ[1] امام کو سلام پھیرتے ہی خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہونا چاہئے۔ عیدگاہ میں منبر بنانا کسی حدیث سے ثابت نہیں البتہ بعد کو مروان نے یہ بدعت ایجاد کی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین کے زمانہ خلافت میں اس کا وجود نہ تھا بلکہ کسی اونچے مقام یا ٹیلے پر کھڑے ہو کر آنحضرت اور خلفاء راشدین خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ امام[2] کو مناسب ہے کہ اپنا خطبہ خدا کی حمد و ثناء کے ساتھ شروع کرے زاں بعد مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کرے اور تاکیدی احکام فرمائے کبھی لوگوں کو عذاب الٰہی سے خوف دلائے اور گاہے اس کی نعمتوں کی خوشی سُنائے۔ جب امام نماز سے فارغ ہو تو مقتدی صفیں نہ توڑیں بلکہ امام کی طرف منہ کئے ہوئے جہاں تہاں بیٹھے رہیں۔ اور توجہ تام کے ساتھ خطبہ سُنیں۔ امام[3] کو خطبہ پڑھتے وقت ہاتھ میں لاٹھی یا نیزہ لینا یا کسی آدمی کے کندھے پر سہارا دے کر کھڑا ہو جانا سنت ہے۔ جب[4] خطبہ تمام ہو جائے تو امام اور مقتدی مرد عورتیں بچے سب اپنی نماز کی جگہ بیٹھ کر دعاء مانگیں اور حائضہ عورتیں اس دعا میں شریک ہوں۔ جس[5] طرح امام جمعہ کے دن دو خطبے پڑھتا ہے اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی دو خطبے پڑھے اور حاضرین کو عیدین کے مسائل سے واقف کرائے۔ اگر[6] عیدگاہ میں عورتیں جمع ہوں تو امام کے لئے سنت ہے کہ اُن کے پاس جا کر وعظ و نصیحت کرے صدقہ اور خیرات پر ابھارے اُکسائے عید کا خطبہ سنت ہے اور سنت بھی مؤکدہ۔

۱؎ مسلم مشکوۃ ص۱۱۹ ۲؎ نسائی مشکوۃ ص۱۱۶ ۳؎ مسند امام شافعی مشکوۃ ص۱۱۶ ۴؎ مسلم ص۲۹۶ ۵؎ مظاہر حق ص۹۳ ۶؎ صحیحین مشکوۃ ص۱۱۷

پانچویں فصل عید الفطر کے صدقہ کے بیان میں

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِیًا فِیْ فِجَاجِ مَکَّۃَ اَلَا اِنَّ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ ہر مسلمان پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے اور اس کا وجوب نص قطعی اور اجماع صحابہ سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ حدیث[1] کے موافق مرد، عورت، بچہ اور غلام اور آزاد بڑے اور چھوٹے سب پر صدقہ فطر واجب ہے۔ فطر کا صدقہ اپنے غریب رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں اور مصیبت زدوں کو دیں۔ مسلمانوں کو ضرور ہے کہ فطر کا صدقہ نماز سے پیشتر اپنے ہی شہر اور اپنے ہی بستی کے محتاجوں کو تقسیم کر کے نماز کو جائیں۔ اس[2] طرح کے صدقہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقبول صدقہ فرمایا ہے۔ اگر[3] کوئی شخص صدقہ نماز کے بعد ادا کرے تو وہ معمولی نفلی صدقوں کے مانند ہے اس سے صدقہ فطر ادا نہیں ہوتا۔ اگر عید[4] الفطر کا چاند دیکھ کر رات ہی کو صدقہ فطر کا غلہ تقسیم کر دیں تو بھی جائز ہے یہ صحابہ کی سنت ہے۔ بلکہ دو[5] ایک روز پہلے بھی دیدیں تو بھی درست ہے۔ حضرت[6] ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ایک صاع چھوارے یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع خشک انگور صدقہ فطر دیا کرتے تھے فائدہ صحیح حدیثوں کی رو سے آدمی پیچھے ایک صاع یعنی ڈھائی سیر ڈھائی چھٹانک انگریزی تول سے گیہوں یا جو یا کھجور یا پنیر صدقہ فطر میں دینا واجب ہے۔ اگر کسی سے اس قدر نہ ہو سکے تو سوا سیر سوا چھٹانک گھی یا گیہوں صدقہ دے جس کے پاس ایک روز کی خوراک سے فاضل غلہ ہو اُسے بھی صدقہ فطر نکالنا مناسب ہے لیکن جن کے پاس ایک دن کی خوراک سے فاضل غلہ نہ ہو تو اُس پر صدقہ فطر معاف ہے۔ رمضان[8] کے روزوں میں جو کسی قسم کا قصور بیہودہ کلام اور کھیل وغیرہ میں مشغول رہنے سے ہو گیا ہو۔ صدقہ فطر ان تمام نقصانوں کو رفع دفع کر دیتا ہے۔

۱ ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۵۲ ۲ صحیحین مشکوٰۃ ص ۱۵۲ ۳ بلوغ ص ۳۹ و مظاہر حق ص ۴۹۹ ۴ بلوغ المرام ص ۳۹ ۵ بسعد الاہلۃ ص ۱۱۴
۶ بخاری مصری ص ۱۶۲ ۷ صحیحین مشکوٰۃ ص ۱۵۲ ۸ مشکوٰۃ ص ۱۱۶

پانچویں فصل احکامِ قربانی کے ذکر میں

مقدور[1] والے مسلمانوں کو اختیار ہے کہ عید الضحیٰ میں اپنے اور اپنے ہر ایک گھر والے کی طرف سے صرف خدا کے واسطے بہ نیت ثواب علیحدہ علیحدہ قربانی کریں اور ایک[2] قربانی بھی سارے خاندان کی طرف سے جائز ہے خواہ خاندان میں سو آدمی ہی کیوں نہ ہوں۔ بہتر[3] ہے کہ امام قربانی کرے تو سب لوگ قربانی کریں حضرت[4] پورے دس سال تک مدینہ میں ٹھیرے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ حدیث سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت نے کبھی قربانی ترک کی ہو۔ علمار کا اختلاف ہے کہ قربانی واجب ہے یا سنت مؤکدہ۔ بہت سے علمار قربانی کو واجب بتاتے ہیں اور اس کے وجوب پر آیہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ[5] وَانْحَرْ ہ سے استدلال کرتے ہیں لیکن جمہور علمار سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں۔ لیکن جانبین کی دلیلوں پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ وجوب کے قائل ہیں اُنکے دلائل مستحکم اور مضبوط ہیں بدور الاہلہ میں طرفین کے دلائل کی خوب تحقیق کی گئی ہے۔ انصاف[6] کی بات یہ ہے کہ جسے قربانی کا اس قدر مقدور ہو کہ ایک بکرا یا مینڈھا یا بھیڑ خواہ نر ہو یا مادہ خرید سکتا ہو تو اُسے قربانی کرنا واجب ہے۔ چاہئے کہ اپنے اور اپنے سب خاندان کی طرف سے بہ نیت تقرب ایک جانور خرید کر قربانی کردے اور زیادہ[7] مقدور ہو تو ہر شخص کی طرف سے ایک ایک جانور قربانی کردے۔ ہاں اگر ایک بھیڑ بکرا بھی خریدنے کا مقدور نہ ہو تو اُس پر قربانی واجب نہیں۔ قرض[8] لے کر قربانی کرے تو سنت ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی ملے گا اور کوئی پکڑ بھی نہ ہو گی لیکن سودی روپیہ قرض لے کر یا نمود وریا اور فخر کے طور پر قربانی کرے گا تو قبول نہ ہو گی اور عذاب الٰہی میں پکڑا جائے گا۔ شوہر[9] اپنی بی بی کی طرف سے قربانی کرسکتا ہے۔ عورتیں اپنی قربانی بلکہ دوسرے کے لئے بھی قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرے۔ قربانی[10] کا گوشت مساکین و محتاجوں اور ہمسایوں اور احباب و دوستوں اور رشتے داروں کو تقسیم کردینا چاہئے۔ اس میں سے تھوڑا خود بھی کھائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلائیں غیر اقوام

۱؎ بلوغ المرام ص۹۸ ۲؎ مشکوٰۃ م ص۵۰۵ ۳؎ مسلم م ص۱۵۴ ۴؎ ترمذی مشکوٰۃ ص۱۲۸ ۵؎ سورہ کوثر ع ۱ ۶؎ مسلم م ص۱۵۴
۷؎ تعجیل بلوغ المرام ص۹۵ ۸؎ موطا ص۹۵ ۹؎ مسلم م ص۳۴۲ ۱۰؎ بلوغ المرام ص۹۸

کے پڑوسی اگر محتاج ہوں تو اُنھیں بھی دینا جائز ہے ۔ قربانی کا گوشت یا چمڑا قصاب کی مزدوری میں دینا ناجائز اور نادرست ہے بلکہ ذبح کی اُجرت اپنے پاس سے دینی چاہیئے ۔ اگر قصاب محتاج ہو تو مزدوری کے علاوہ اُسے کچھ گوشت بھی بہ نیت صدقہ دینے کا مضائقہ نہیں ۔ قربانی کا چمڑا بیچنا اور بیچ کر اس کی قیمت اپنے صرف میں لانا منع ہے ہاں اگر چمڑا اپنے کام میں لے آئے تو جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ خیرات کردے کسی مسجد کے متولی کو یا مدرسہ کے منتظم کو دیدے ۔ متولی کو اختیار ہے کہ چمڑا فروخت کرکے قیمت جس کام میں چاہے صرف کرے ۔ قربانی ذبح کرنے کو تیار ہوں تو یہ آیت پڑھیں[۱] اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ یعنی میں نے اپنا رُخ اُس کی طرف کر دیا جس نے آسمان و زمین پیدا کئے موحد ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں ۔ زاں بعد یہ آیت پڑھیں[۲] اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ یعنی میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا خدا کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے اُس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں اور مجھے اُس کا یہی حکم ہوا ہے اور میں سب مسلمانوں کا ایک پہلا مسلمان ہوں ۔ پھر[۳] بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر گلے کے پاس سے ذبح کریں ۔ چھری پھیرتے وقت کہیں اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ لیکن دوسرے کی طرف سے قربانی کریں تو[۴] اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ کہیں اور فلاں کے لفظ کی جگہ اُس شخص کا نام زبان سے لیں یا دل میں نیت کریں ۔ جب[۵] کوئی شخص صرف ایک بھیڑ بکرا اپنی طرف سے کرے تو ذبح کرتے وقت خواہ عربی زبان میں خواہ اپنی زبان میں کہے خداوندا اس قربانی کو میری طرف سے قبول فرما اور خداوندا میرے سب گھر والوں کی طرف سے بھی قبول فرما ۔ جناب[۶] نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی اپنے دست مبارک سے ذبح کی اور ذبح سے بیشتر وہی مذکورہ بالا آیتیں پڑھیں اور فرمایا خداوندا اُسے میری اور میری اُس امت کی طرف[۷] سے قبول فرما جنھوں نے قربانی نہیں کی پھر بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے دو دنبے ذبح کئے ۔ میت[۸] کی جانب سے بھی قربانی کرنا ثابت ہے بشرطیکہ وہ وصیت کرگیا ہو ۔ جناب[۹] رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی

[۱] واذا سمعوا پارہ ۷ [۲] ولو اننا پارہ ۸ [۳] مسلم مشکوٰۃ ص [۴] مسلم مشکوٰۃ ص [۵] مسلم مشکوٰۃ ص [۶] سنن مشکوٰۃ ص [۷] مشکوٰۃ ص [۸] مشکوٰۃ ص [۹] مشکوٰۃ ص

وفات کے بعد حضرت علیؓ نے آپ کی طرف سے قربانی کی۔ حضرت اکثر اوقات عیدگاہ ہی میں قربانی کیا کرتے تھے آپ اکثر دو دنبے یا دو سینگ دار مینڈھے اور کبھی ایک دنبہ قربانی کیا کرتے تھے آپ ایسے فربہ اور موٹے مینڈھے کو پسند فرماتے تھے جس کے ہاتھ پیر بالکل سیاہ یا چت کبرے ہوتے تھے اور چھری کے تیز کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اونٹ بیل اور گائے بھینس کی قربانی میں سات سات آدمی شرکت کر سکتے ہیں بلکہ ایک اونٹ میں دس آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت عائشہؓ کی طرف سے ایک گائے قربانی کی ہے حضرت نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو خیرات بھی کرو اور جب تک چاہو رکھ بھی چھوڑو۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت بھنوا کر سفر میں لے جایا کرتے تھے اور مدینہ تک نوش فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ایک بھیڑ اپنی طرف سے اور ایک بھیڑ اپنی امت کے لوگوں کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قربانی میں بہتر قربانی سینگدار مینڈھا ہے۔

چھٹی فصل قربانی کے صحیح وقت کے ذکر میں

جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عید الضحٰے کے دن فرمایا کہ آج ہمارا سب سے پہلا کام نماز ہے نماز سے فارغ ہو کر ہم گھر کو لوٹیں اور قربانیاں کریں تو جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت پر عامل ہوا اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی وہ قربانی مقبول اور صحیح نہیں ہے بلکہ معمولی گوشت ہے جو کھانے کے لئے روزمرہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا جو نماز سے بیشتر قربانی کر لیگا وہ اہل سنت والجماعت کے گروہ میں داخل نہ ہوگا اور جو نماز کے بعد قربانی کرے وہ اہل سنت والجماعت میں تحقیق طور پر داخل ہے۔ ذیحجہ کی بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی درست ہے لیکن اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ دسویں تاریخ کی جائے کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی تاریخ کو قربانی کرنا ثابت ہوا ہے اگرچہ بارہویں کی شام تک صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

ساتویں فصل قربانی کی فضیلت کے بیان میں

عن[۱] ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیھا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر یعنی آنحضرت[۲] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک ذیحجہ کے دہے میں عبادت کرنے سے زیادہ کوئی دن پسندیدہ اور محبوب نہیں ہے اس کا ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر اور ایک رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہوتا ہے اور فرمایا[۳] کہ عید الضحیٰ کے اول دہے خاص کر قربانی کے دنوں میں بنی آدم کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ محبوب ومقبول نہیں ہے قیامت کے روز قربانی کا جانور اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون جناب الٰہی میں زمین پر گرنے سے پیشتر قبول ہوتا ہے تو تمہارے دل اُس سے خوش ہوں۔ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا کہ قربانی کرنے والوں کو جانور کے بالوں کی گنتی کے برابر ثواب ملے گا۔ اور فرمایا[۴] خدا تعالیٰ نے میری امت کے لئے عید قرباں کے دن عید ٹھیرایا ہے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا کہ حضرت! اگر مجھے قربانی کا جانور نصیب نہ ہو تو اپنی دودھیلی اونٹنی قربانی کردوں۔ فرمایا ایسا نہ کر بلکہ اپنے بال ناخن کتر ڈال لبیں لیلے زیر ناف کے بال دور کر اگر ایسا کرے گا تو قربانی کا پورا ثواب پائے گا۔ عید[۵] کے روز اول نماز پڑھیں پھر قربانی ذبح کریں زاں بعد حجامت کرائیں۔ اگر کوئی شخص سہواً نماز کے بعد قربانی سے پیشتر حجامت کرلے تو بھی درست ہے۔

آٹھویں فصل اِس بیان میں کہ کس قسم اور کتنی عمر کا جانور قربانی کرنا چاہیے اور کون کون جانور قربانی کے قابل نہیں ہیں

جب[۶] بکرا یا بکری گائے یا بیل ۲ دو برس کا پورا ہو کر تیسرے سال میں لگے یعنی ۲ دو دانت ہو چکے

۱ ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۸ ۲ ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۸ ۳ ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۸ ۴ مظاہر حق صفحہ ۵۱۲
۵ مسلم مظاہر حق صفحہ ۵۰۸ ۶ مسلم م صفحہ ۷

تو یہ جانور قربانی کے قابل ہوتا ہے اور اس جانور کو مُثنیٰ[1] کہتے ہیں حدیث میں جو مسنّہ[2] اور مُثنیٰ کا لفظ وارد ہوا ہے اُس سے یہی مراد ہے اور یہ لفظ اونٹ اور بکری اور گائے سب کو شامل ہیں جذع اُس اونٹ کو کہتے ہیں جو پورا چار سال کا ہو۔ اور گائے بکریوں پر جذع کا اطلاق اُس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ سال بھر کے ہو جائیں۔ مینڈھا اور بھیڑ[3] جب پورے ایک سال کے ہو جائیں تو وہ قابل قربانی ہو جاتے ہیں اور اس عمر کے بھیڑ مینڈھے جذع کہلائے جاتے ہیں۔ دُنبہ[4] جب ایک سال پورا کر کے دوسرے سال میں قدم رکھتا ہے تو وہ قربانی کے لائق ہو سکتا ہے۔ اُونٹ[5] کی اُس وقت قربانی ہو سکتی ہے جب چھٹے سال میں لگ جائے۔ اونٹوں کی یہ عمر مُثنیٰ کہلاتی ہے۔ گائے بکری اونٹوں کا جذع قربانی کے لائق نہیں ہے۔ البتہ اس عمر کا مینڈھا دنبہ بھیڑا قربانی ہو سکتا ہے۔ جو جانور[6] لنگڑا یا کانا یا بیمار یا اس قدر ضعیف و لاغر ہو کہ ہڈی میں گودا نہ رہا ہو یا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اور یہ عیوب بخوبی ظاہر ہوں یا کان کٹے ہوئے ہوں یا اوپر نیچے سے چرے ہوئے ہوں یا بالکل اندھا ہو یا کم نظر آتا ہو اس قسم کے جانور قربانی کے لائق نہیں ہیں۔

نویں فصل استسقا یعنی بارش طلب کرنے کی نماز کے بیان میں

جب[7] بارش نہ ہوتی اور قحط کے آثار نمودار ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مقرر کر کے عیدگاہ تشریف لے جاتے نہایت میلے کچیلے کپڑے پہن کر گھر سے برآمد ہوتے اور عاجزی کرتے ہوئے نکلتے۔ عیدگاہ میں صحابی جمع ہوتے اور دو رکعت نماز بلند قرأت سے ادا کرتے۔ خطبہ کبھی قبل از نماز گاہے بعد از نماز پڑھتے۔ جب[8] سورج افق سے طلوع کرتا تو آپ نماز شروع کرتے اور کعبہ معظمہ کی طرف رُخ کئے ہوئے دونوں ہاتھ زیادہ اونچے اٹھائے ہوئے نہایت عجز و انکسار سے دعا کرتے ہاتھوں کی ہتھیلی زمین کی طرف اور پشت آسمان کی جانب بلند کرتے اور چادر مبارک کو لوٹاتے نماز استسقا کی دعا میں جس قدر ہاتھ بلند کرتے اس قدر کسی اور دعا میں نہ کرتے۔ اور جب[9] مینہ برستا دیکھتے فرماتے اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا یعنی خداوندا نفع بخش پانی برسا۔ آپ اکثر یہ خطبہ پڑھا کرتے تھے

[1] صراح ص۶۶۰ [2] صراح ص۲۸۸ و قاموس ص۱۲۶ [3] مسلم ص۲۰ [4] صراح نولکشوری ص۱۶۸ [5] امام مالک احمد ترمذی نسائی ابوداود ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۱۲ [6] عرف الجادی ایضاً ترمذی ابوداود نسائی مشکوٰۃ ص۱۲۳ [7] ابوداود ترمذی نسائی مشکوٰۃ ص۱۳۲ [8] بخاری مشکوٰۃ ص۱۳۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ۝ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَیْنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ ۝ یعنی سب تعریف خدا کو ہے جو سارے جہان کی پرورش کرنے والا ہے نہایت مہربان، بہت رحم والا مالک انصاف کے روز کا۔ خدا کے سوا کوئی قابل بندگی نہیں وہ جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے۔ بار خدایا تُو ہی خداوند ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تُو بے پروا اور بے نیاز ہے اور ہم فقیر و محتاج تو ہم پر مینہ برسا اور جس قدر برسائے اُس سے ہمیں قوت دے اور ایک مدت تک فائدہ پہنچا۔ زاں[ل] بعد یہ دعائیں پڑھتے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا مَّرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَآرٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ یعنی الٰہی ہمیں مینہ کا پانی پلا کہ وہ ہماری فریاد رسی کرے اور بلحاظ انجام اچھا ہو غلہ سستا کرے اور نفع پہنچائے نقصان نہ دے جلدی برسے تاخیر نہ کرے۔[ع] اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَھَآئِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْیِ بَلَدَكَ الْمَیِّتَ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا یعنی خداوندا اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی وسیع رحمت کو چاروں طرف پھیلا اور اپنے مردہ شہر کو زندگی عنایت کر یعنی زمین کو تری و سرسبزی دے۔ بار خدایا ہمیں پانی پلا۔ اس کو تین دفعہ نہایت گڑگڑا گڑگڑا کر کہتے۔ زاں[س] بعد منبر سے اُتر کر دو رکعت نماز انتہا درجہ کے خشوع و خضوع سے پڑھتے۔ خدا تعالیٰ موسلا دھار پانی برسانے والا ابر بھیجتا اور دھواں دھار پانی پڑتا۔ ایک[ک] دفعہ لوگوں نے پانی نہ برسنے کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے حکم فرمایا کہ عیدگاہ میں منبر رکھا جائے۔ صبح کو عیدگاہ تشریف لیگئے جب سورج کا کنارہ نکل آیا تو آپ نے خدا کی حمد و ثنار کی اور منبر پر کھڑے ہو کر تکبیر و تہلیل کے ساتھ خطبہ پڑھ کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور بڑی دیر تک نہایت عجز سے دعار کرتے رہے۔ زاں بعد اپنی چادر مبارک لوٹائی اور لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے پھر منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی خدا تعالیٰ نے آپ کی دُعار قبول فرمائی اور اس قدر پانی برسا کہ صحابہ آنحضرت پانی سے بچنے کیلئے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اس پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خوب ہنسے اور خدا تعالیٰ کی عظمت و بڑائی باآواز بلند

ل ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۳۲ ع مالک ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۳۲ س ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۳۲ ک ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۳۲

بیان کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ اور اَور صحابہ آنحضرت کے چچا حضرت عباس کے وسیلے سے خدا سے پانی مانگا کرتے تھے۔ بارش رکنے کی غالباً یہ وجہ ہوتی ہے، کہ مشرک اور بدعتیوں پر غضب الٰہی نازل ہوتا ہے مناسب ہے کہ ایسے گمراہوں اور سرکشوں کو نماز اور دعاء میں شریک نہ کریں۔

دسویں فصل سورج اور چاند گہن کی نماز کے بیان میں

سورج یا چاند گہن لگے تو ایک شخص بھیج کر لوگوں کو جمع کریں اور جب وہ مسجد میں حاضر ہوں تو دو رکعت نماز جماعت سے ادا کریں۔ امام کو چاہیئے کہ قرأت بلند آواز سے پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ عنکبوت اور دوسری رکعت میں سورہ روم پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گہن پڑا تو آپ نے جماعت سے نماز پڑھی بہت طول طویل قیام کیا اور سورہ بقرہ کے مقدار قرآن شریف پڑھا۔ زاں بعد رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے کھڑے ہو کر قیام کیا مگر یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا پھر دوبارہ رکوع کیا اور اس رکوع میں پہلے رکوع کی نسبت کم ٹھیرے پھر کھڑے ہوئے اور یکے بعد دیگرے دو سجدے کئے۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھی جس میں دو قیام تھے دو قرأتیں تھیں دو رکوع دو سجدے تھے جو پہلی رکعت کے قیام و رکوع سے کسیقدر کم تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر دیکھا تو سورج بالکل صاف ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے جمعہ کی طرح دو خطبے پڑھے جن میں فرمایا کہ سورج اور چاند خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں تو وہ دونوں کسی کے مرنے یا کسی کے پیدا ہونے پر نہیں گہنتے۔ جب تم دیکھو کہ انہیں گہن لگا ہے تو خدا کو یاد کرو اور اس سے دعاء مانگو اور تکبیر کہو نماز پڑھو خیرات کرو۔ زاں بعد فرمایا امت محمد! خدا تعالیٰ انتہاء درجہ کا غیور ہے اُس سے بڑھ کر کوئی غیرتمند نہیں۔ خدا کی قسم اگر تم بھی وہ باتیں جان جاؤ جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور رؤو بہت۔ جب کبھی گہن پڑتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ف۔ بخاری مشکوٰۃ جلد ۱۲۷

ڈر جاتے کہ کہیں آج ہی قیامت نہ ہو پڑے۔ آپ گھبرا کر مسجد کی طرف چلے جاتے اور نماز پڑھنی شروع کر دیتے اور فرماتے کہ خدا اپنے بندوں کو ان نشانیوں سے ڈراتا ہے۔ کبھی آپ دو رکعت میں دو رکوع کرتے کبھی تین کبھی چار کبھی پانچ اور ہر رکوع کے بعد قرأت پڑھتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آپ ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کرتے۔ جب تک سورج یا چاند گہن سے صاف نہ ہو لیتا آپ نماز اور خطبہ اور استغفار میں مشغول رہتے۔ عورتوں کا بھی ان نمازوں میں شامل ہونا اور نماز پڑھنا ثابت ہے۔ ان نمازوں کا وقت وہی ہے جب سورج یا چاند گہن لگتا معلوم ہو۔ لیکن جن اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے مثلاً سورج کے نکلتے یا چھپتے وقت گہن لگتا معلوم ہو تو اُس وقت نماز نہ پڑھیں بلکہ صرف تسبیح و تکبیر اور خدا کی حمد و ثنا میں مصروف رہیں گناہوں سے توبہ کریں شرمندگی و ندامت اٹھائیں اور صدقہ و خیرات میں مشغول ہوں۔ جب یہ اوقات گذر جائیں اور ہنوز گہن باقی ہو تو نماز ادا کریں خطبہ پڑھیں مگر جمعہ[۱] کے روز عین زوال کے وقت اور کعبہ شریف میں ہر وقت یہ نماز پڑھنا درست ہے۔ سورج گرہن اور چاند گہن دونوں کو کسوف و خسوف کہتے ہیں لیکن اکثر استعمال میں سورج گہن کو کسوف اور چاند گہن کو خسوف کہتے ہیں۔

فصل گیارھویں حالتِ سفر میں نمازوں کی کیفیت

آنحضرت[۲] صلے اللہ علیہ وسلم نے مسافرت میں ہمیشہ چار رکعت والی نماز فرض کو دو رکعت پڑھا ہے کسی سفر میں یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے پوری چار رکعتیں نماز پڑھی ہوں۔ اور جب یہ بات کبھی ثابت نہیں ہوئی تو قصر کا وجوب ثابت ہو گیا۔ ہجرت[۳] سے پیشتر تک نماز مغرب کے علاوہ تمام نمازیں دو دو رکعتیں فرض تھیں۔ ہجرت کے بعد بجز فجر کی نماز کے جس نماز کی دو رکعتیں فرض تھیں چار فرض ہو گئیں۔ سفر کی حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف اُن نمازوں میں دو رکعتیں تخفیف کر دیں جن کی چار رکعتیں تھیں۔ قصر[۴] نماز دشمنوں کے خوف ہی کے وقت نہیں ہوتی بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود امن و امان اور کثرت آدمیوں کے

[۱] مسلم صنا۱
[۲] مظاہر حق صلا۲۸
[۳] صحیحین مشکوۃ صلا۱۱
[۴] صحیحین مشکوۃ صلا۱۱

موضع منا میں قصر کرکے جماعت سے نماز پڑھائی ہے۔ جب تک مسافر اپنی شہر وبستی میں ہو نماز قصر نہ کرے البتہ جب شہر سے باہر نکلے اور کسی نماز کا وقت آجائے تو فوراً قصر کر لے اس لئے کہ آنحضرت[۱] صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں ظہر کی چار رکعت نماز پڑھی اور مقام ذوالحلیفہ میں پہنچ کر عصر کی نماز قصر کی یعنی صرف دو رکعت نماز ادا فرمائی اور ارشاد[۲] کیا کہ قصر خدا کا احسان ہے مسلمانوں کو اُس کا احسان قبول کرنا لازم ہے۔ حضرت[۳] کے انتقال کے وقت خلیفہ اوّل اور خلیفہ دوم کے زمانے میں بالکل ویسا ہی عمل رہا جیسا کہ آنحضرت کے عہد مبارک میں تھا اب رہی یہ بات کہ مسافرت کی حالت میں سنتیں پڑھیں یا نہیں اگرچہ[۴] صحابہ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ سفر میں سنتیں پڑھنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ بات ہے کہ مسافر کو اختیار ہے اگر ترک کر دینے کا موقع ہو نہ پڑھے۔ پڑھنے کا موقع ہو پڑھ بھی لے مگر فجر کی سنتوں کی چونکہ مزید تاکید ہے اس لئے وہ اور سنتوں سے مستثنیٰ ہیں یعنی انہیں پڑھنا ہی چاہیئے۔ نبی[۵] صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت سفر میں سنتیں اور وتر اونٹ پر پڑھے ہیں۔ حضرت[۶] عبد اللہ بن عمر سفر کی حالت میں سنتیں پڑھنا ناجائز رکھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ سفر میں تھے صحابہ کو نماز پڑھائی اور ڈیرے میں تشریف لیگئے وہاں دیکھا کہ کئی صحابی سنتیں پڑھ رہے ہیں آپ نے ایک تند اور تیز لہجہ میں فرمایا کہ اگر میں سفر میں سنتیں پڑھنا جائز رکھتا تو فرضوں میں کیوں قصر کرتا۔ میں نے آنحضرت[۷] اور اُن کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی بہت صحبت اٹھائی ہے مگر میں نے تو ان میں سے کسی کو دیکھا نہیں کہ سفر میں پوری نماز ادا کی ہو یہاں تک کہ تینوں صاحب دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے حق میں رسول کا طریقہ بہت اچھا ہے اگرچہ[۸] حضرت عائشہؓ کا حالت سفر میں پوری چار رکعتیں بھی پڑھنا ثابت ہے مگر چونکہ یہ ان کی ذاتی رائے ہے اس لئے حدیث مرفوعہ کے مقابل میں حجت نہیں ہو سکتی۔ اور حضرت[۸] عثمانؓ سے جو یہ ثابت ہے کہ آپ نے منیٰ میں پوری نماز پڑھی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے مکہ معظمہ میں مقیم ہونے کی نیت کر لی تھی کیونکہ بجز منیٰ کے اور کوئی ایسا سفر حضرت عثمانؓ کا نہیں ہوا جس میں آپ نے نماز قصر نہ کی ہو۔ آنحضرت[۹] نماز تہجد اور وتر سواری پر

[۱] صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۱۸ [۲] مسلم مشکوٰۃ صـ۱۱۸ [۳] بدور الاہلہ صـ۷۶ [۴] بخاری م صـ۲۷۶ [۵] ابوداؤد مشکوٰۃ صـ۱۱۸ [۱۰] صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۲۰
[۶] صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۱۸ [۷] مسلم صـ۲۴۲ [۹] ابوداؤد مشکوٰۃ صـ۱۱۸

پڑھا کرتے تھے اور رکوع و سجود کے لئے اشارے کرتے جاتے تھے مگر رکوع کے لئے کم اور سجدہ کے واسطے زیادہ سر جھکاتے تھے البتہ فرض نماز سواری سے اتر کر پڑھتے۔ مسافر[1] اگر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اُسے پوری چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں اگرچہ ایک ہی رکعت کیوں نہ پائی ہو۔ سفر[2] میں بارش کی وجہ سے ترکِ جماعت جائز ہے ایسی حالت میں ہر شخص اپنے قیام گاہ میں نماز پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جس[3] سفر میں نماز قصر کرنی پڑتی ہے اُس کی حد مسافت صحیح حدیث سے صرف نو میل ثابت ہوتی ہے یعنی اگر کوئی شخص نو میل کا سفر کرے تو اسے قصر نماز جائز ہے۔ کسی[4] مقام میں اگر صرف چار روز قیام کرنے کی نیت کی ہے تو نماز قصر پڑھے اور اگر چار روز سے زیادہ ٹھیرنے کی نیت کی ہے تو قصر نہ کرے بلکہ پوری نماز[ع۱] پڑھے۔ ہاں اگر قیام میں شک ہو اور آجکل کوچ کرنے کی نیت ہو تو اس تردد کی حالت میں نماز قصر کی جائے گو بیس روز کیوں نہ لگ جائیں لیکن جب اس سے اوپر تجاوز کریں گے تو پوری نماز ادا کرنی پڑے گی۔ ریل[5] کا سفر کشتی جیسا ہے اُس پر بھی نماز قصر کرنا درست ہے۔ نیت اور تکبیر تحریمہ کے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لینا کافی ہے پھر جس طرف سواری کا رُخ ہو نماز ادا کریں اگر کھڑا نہ ہو سکے بیٹھ کر پڑھ لے۔ سجدہ کے لئے جگہ میسر نہ ہو تو اشاروں ہی سے سجدہ کریں۔ پانی مل سکے تو وضو کریں ورنہ تیمم سے نماز ادا کریں ترک نہ کریں۔ تیمم سے نماز پڑھنے کے بعد اگر پانی میسر ہو تو نماز کا دُہرانا ضرور نہیں کیونکہ یہ لوگ معذوروں میں شمار کئے جاتے ہیں اگر سفر قافلہ کے ساتھ ہے اور وہ برابر چلا جا رہا ہے تو اگر سواری سے اُتر کر نماز پڑھنے میں جان و مال کا اندیشہ یا راستہ بھول جانے کا خوف ہو تو علمائے محدثین کے نزدیک ایسے خطرناک موقع میں چلتی سواری پر فرض نماز بھی ادا کر سکتے ہیں لیکن جب مقام پر پہنچ جائیں تو اُس نماز کا اعادہ کر لیں۔

ع۱ یہ شافعیہ کا مذہب ہے اہلحدیث کے نزدیک ۱۹ روز تک قصر کرنا چاہیے ۱۲

فصل بارھویں[12] مسافرت میں دو وقت کی نمازیں ایک وقت میں ادا کی جا سکتی ہیں

حالتِ[6] سفر میں دو وقت کی نمازیں ایک وقت میں پڑھنا باستثنا نماز فجر کے سب نمازوں میں ثابت ہے یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی دو دو نمازیں جمع کرنی حدیث سے ثابت ہیں لیکن فجر کی نماز کا کسی

لے صحیحین مشکوٰۃ صـ۱۱۱ ۔ ۲ے صحیحین مظاہر حق صـ۱۰۷ ۔ ۳ے مسلم صـ۴۸ ۔ ۴ے نیل الاوطار جلد ۳ صـ۸۱-۸۲ ۔ ۵ے بدور الاہلہ صـ۲۲ ۔ ۶ے ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ صـ۱۱۸

دوسری نماز کے ساتھ جمع ہونا ثابت نہیں۔ پھر[۱] چاہیں تو عصر کو ظہر کے وقت میں ملاکر پڑھیں چاہیں ظہر کو عصر کے وقت جمع کریں اسی طرح عشار کو مغرب کے وقت میں اور مغرب کو عشار کے وقت میں ملاکر پڑھنا درست ہے۔ آنحضرت[۲] صلے اللہ علیہ وسلم اگر زوال کے بعد کوچ کرتے تو راستہ میں عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ملاکر پڑھتے اور اگر قبل از زوال کوچ کرتے تو ظہر میں یہاں تک تاخیر کرتے کہ عصر کا وقت آجاتا۔ آپ عصر کے وقت میں دونوں نمازیں ملاکر ادا کرتے۔ علیٰ ہٰذا القیاس جب مغرب کا وقت کوچ سے پہلے ہوجاتا تو عشار کی نماز مغرب کے وقت میں جمع کرکے پڑھتے اور جب مغرب سے پہلے کوچ کرتے تو عشار کے وقت میں دونوں نمازیں ملاکر پڑھتے۔

فصل تیرھویں[۱۳] اشراق و چاشت کی نماز و نکے بیان میں

نماز[۳] اشراق کا وقت آفتاب نکلنے سے کچھ دن چڑھے تک ہے۔ نبی[۴] کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! تمھاری ہر ہڈی پر ہر صبح کو صدقہ لازم ہوتا ہے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا گویا وہ صدقہ دینا ہے اور ان سب باتوں سے دو رکعت نماز اشراق کفایت کرتی ہے۔ آنحضرت[۵] نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا اور مصروف ذکر الٰہی رہتا ہے اُسے ہر روز اس قدر ثواب ملتا ہے کہ گویا بنی اسمٰعیل میں سے چار غلام آزاد کئے۔ اور[۶] جو شخص نماز اشراق کی دو رکعت پڑھ لیتا ہے اُسے حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ آنحضرت[۷] نے یہ بھی فرمایا کہ جو دو رکعت نماز اشراق پڑھتا ہے اُس کے تمام صغیرہ گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کا بیان ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی وصیت فرمائی ہے تو میں جب تک زندہ زندہ رہوں گا ان دو رکعتوں کو کبھی ترک نہ کروں گا۔ اشراق[۸] کی نماز کا عمدہ اور بہتر وقت جس میں اچھے لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ وقت ہے جس میں دھوپ کی شدت سے اونٹ کے بچوں کے پیر گرم ہوجائیں۔ اور یہ وقت ہندوستان میں دن کے دس بجے کے قریب ہوتا ہے اس نماز کو

[۱] بلوغ المرام ص۳۲ [۲] بلوغ المرام ص۲۶ [۳] مسلم ص۲۵۰ [۴] مسلم مشکوٰۃ ص۱۰۳ [۵] ابوداؤد مظاہر حق ص۲۳۷ [۶] ابوداؤد مظاہر حق ص۲۳۷
[۷] ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۰۳ [۸] مسلم مشکوٰۃ ص۱۰۱

نماز ضحٰی اور نماز اوابین بھی کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز چاشت کی کے رکعتیں پڑھا کرتے تھے فرمایا چار اور کبھی اس سے زیادہ جہاں تک چاہتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بایں خوف کہ امت پر فرض نہ ہو جائے اکثر چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ لیکن میں اکثر پڑھا کرتی ہوں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم آنحضرت کے سامنے بھی اس نماز کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام ھانی کے گھر تشریف لائے اور چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں خفیف قرأت سے پڑھیں مگر رکوع اور سجود پورے طور پر ادا کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں سونے کا محل بناتا ہے۔

فصل چودھویں صلوٰۃ التسبیح

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِعَبْدٍ فِیْ شَیْءٍ اَفْضَلَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ یُصَلِّیْہِمَا وَاِنَّ الْبِرَّ لَیُذَرُّ عَلٰی رَاْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِیْ صَلٰوتِہٖ وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْہُ یَعْنِیْ الْقُرْاٰنَ یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کی طرف جو رحمت خدا اُن دو رکعتوں میں متوجہ ہوتی ہے جنہیں وہ پڑھتا ہے اُس سے بزرگ و افضل کسی چیز میں متوجہ نہیں ہوتی اور نیکی بندہ کے سر پر رحمت الٰہی نازل کرتی ہے جب تک وہ نماز میں رہتا ہے اور قرآن سے بڑھ کر کوئی چیز ایسی نہیں جو بندوں کو خدا کا تقرب حاصل کرائے اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبد المطلب سے فرمایا کہ اے عباس اے میرے چچا کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتادوں کیا میں تمھیں ایک ایسی بات نہ عطا کروں کیا میں تمھیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ جب تم اسے بجالاؤ تو تمھارے دس طرح کے گناہ یعنی اگلے پچھلے نئے پرانے قصداً سہواً صغیرہ کبیرہ ظاہر پوشیدہ گناہ مٹ جائیں وہ یہ ہے کہ تم چار رکعتیں اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھو۔

۱؎ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ۲؎ صحیحین مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ۳؎ ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ۴؎ احمد ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۱۶ ۵؎ ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۱۱۶

جب تم اول رکعت کی قرأت سے فارغ ہو جاؤ تو رکوع سے قبل کھڑے پندرہ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو۔ اب رکوع میں جاؤ اور دس دفعہ یہی کلمات نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کہو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور قومہ میں بھی یہی کلمات دس دفعہ پڑھو پھر سجدہ میں جاؤ اور اُس میں بھی دس مرتبہ ان کلمات کو کہو۔ سجدہ سے اُٹھ کر جب جلسہ کیلئے بیٹھو تو بھی دس دفعہ یہی کلمات پڑھو۔ اب دوسرے سجدہ میں جاؤ تو پھر یہی کلمات دس مرتبہ کہو اور سجدہ سے اُٹھ کر جلسہ استراحت میں بھی دس دفعہ کہو۔ اب ایک رکعت ہوئی اور اس میں پچھتر دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تم نے کہا اسی طرح چار رکعتیں پوری کرو اور ہر رکعت میں پچھتر پچھتر دفعہ یہ تسبیح پڑھو۔ اگر تم سے ہو سکے تو ہر دن میں ایک دفعہ یہ نماز پڑھو ورنہ ہر جمعہ میں ایک دفعہ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال میں ایک دفعہ اور جب یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔

کِتَابُ الجَنَائِز

پہلی فصل بیمار کی تیمار داری اور اُس کی عیادت کے بیان میں

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ اے بنی آدم میں بیمار ہوا اور تو میری عیادت کو نہ آیا اور میری تیمار داری نہیں کی۔ میں نے تجھ سے کھانا پانی مانگا مگر تو نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ بندہ کہے گا خداوندا تو بیماریوں سے پاک اور محتاجی سے منزہ ہے۔ میں تیری تیمار داری کیونکر کرتا۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تو اُس کے پُوچھنے کو نہیں گیا میرے فلاں بندہ نے کھانا پانی مانگا تو نے اُسے کھانا پانی نہیں دیا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تو میرے بندہ کی عیادت کرتا تو مجھے اُس کے پاس پالیتا۔ اور اگر اُسے کھلاتا پلاتا تو میری جناب سے بہت کچھ مرتبہ پاتا۔ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جو بیمار کو پوچھنے جاتا ہے آسمان سے

ایک فرشتہ اُسے ندا کرتا ہے کہ تجھے دنیا و آخرت میں خوشی ہو تیرا چلنا اچھا ہو اور تو نے جنت میں بڑا درجہ حاصل کیا۔ یہ بھی فرمایا[1] کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کو صبح کے وقت جاتا ہے اُس کیلئے ستر ہزار فرشتے شام تک بخشش کی دعا مانگتے ہیں اور جو آخر دن میں جاتا ہے تو صبح تک دعا مانگتے رہتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا[2] کہ جو شخص وضو کر کے مریض کی عیادت کرتا ہے وہ ساٹھ[3] برس کے فاصلہ تک دوزخ سے دور رکھا جاتا ہے اور جب تک بیمار کے پاس رہتا ہے رحمت الٰہی میں غرق رہتا ہے کافر کی بھی عیادت کرنا درست ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے کافر چچا ابو طالب اور دوسرے کفار کی عیادت کی ہے۔ آپ بادیہ نشین اور گنواروں کی بھی عیادت کو جاتے تھے اور فرماتے[4] تھے کہ جب تک آدمی بیمار کے پاس رہتا ہے جنت کے میوہ خوری میں مصروف رہتا ہے۔ آنحضرت[5] کے پاس جب کوئی بیمار لایا جاتا تو آپ اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اور شفاء کیلئے دعا مانگتے۔ اور جب[6] خود بیمار ہوتے تو سورہ فلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرتے اور انہیں بدن مبارک پر پھیرتے آپ[7] درد والے کو فرمایا کرتے کہ تین دفعہ بسم اللہ پڑھ کر ذیل کی دعا سات دفعہ پڑھے لیکن درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر پڑھے اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

دوسری فصل موت اور بیماریوں کے ذکر میں

آنحضرت[8] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موحد مسلمان کو جو تکلیف و مصیبت اور درد و رنج یا غم و فکر اور کسی طرح کا صدمہ پہنچتا یا کانٹا لگتا ہے تو اُس کی وجہ سے خدا تعالیٰ اُس کے گناہ دور کر دیتا ہے اور جو[9] صبر کرتا اور شکر گذار ہوتا ہے بیماری میں وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے بے گناہ پیدا ہوا تھا۔ بیمار[10] کا دل جس چیز کو چاہے کھلائے۔ صالح[11] مسلمان بیمار پڑ کر عبرت حاصل کرتا اور بعد کو گناہوں سے پرہیز کرتا ہے اور منافق نہ بیماری سے عبرت پذیر ہوتا ہے نہ گناہوں سے بچتا ہے۔ خدا تعالیٰ[12] فرماتا ہے مجھے جس بندہ کو نجات دینی منظور ہوتی ہے اُس کی مال و اولاد پر مصیبت و آفت ڈالتا ہوں، دنیا میں تنگ روزی رکھتا بیماری میں مبتلا کر کے

[1] ترمذی ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۳۶ [2] ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۳۶ [3] مسلم مشکوٰۃ ص۱۳۵ [4] صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۶ [5] صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۶ [6] مسلم مشکوٰۃ ص۱۳۶ [7] صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۶ [8] امام احمد مشکوٰۃ ص۱۳۰ [9] ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۱۳۰ [10] ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۲۹ [11] رزین م مشکوٰۃ جلد ۲ ص۲۳

گناہوں سے پاک صاف کر کے اُٹھاتا ہوں۔ حضرت[۱] نے فرمایا جو موحد مسلمان بیمار ہو کر وفات پاتا ہے
وہ عذاب قبر سے بچتا اور شہیدوں کے درجہ میں مرتا ہے۔ وبا سے بھاگنے میں اتنا ہی گناہ ہے
جتنا جہاد سے بھاگنے میں۔ اور مقامات[۲] وبا میں صبر کرنے سے شہیدوں جیسا ثواب ملتا ہے[۳]۔ جو
موحد مسلمان مرگی پر صبر کرے اُس کی نسبت حضرت نے جنت کی بشارت دی ہے۔ مسلمان[۴] موحد کا
سفر میں مرنا شہادت ہے۔ ایسی[۵] طرح وبا اور دستوں اور جلندھر کے مرض یا اتفاقاً پانی میں ڈوب کر
یا اونچی دیوار سے گر کر یا درد پسلی میں مبتلا ہو کر یا جہاد میں شریک ہو کر یا آگ میں جل کر اور حاملہ عورت
حمل کی حالت میں یا بچہ جنتے وقت یا بچہ کو دودھ پلانے کی عمر میں مر جائے یا کوئی شخص مرض سل یا محافظت
مال پر جان دے یا مظلوم یا مشتاق شہادت گو اپنے گھر ہی میں فوت ہو جائے اور حقانی واعظ
یا جسے شیر پھاڑ کھائے یا جسے سانپ ڈس جائے یا گُھیر اکاٹ کھائے ان سب قسم کے لوگوں کا
اگر توحید پر خاتمہ ہو تو شہید کے حکم میں ہیں یعنی شہیدوں کے حکم میں ہیں یعنی شہیدوں جیسا ثواب
پاوینگے خاص کر اس پُرفتنہ وفساد اور شور وشغب کے زمانہ میں حدیثوں پر چلنے والوں کو[۶] سو شہیدوں
کا ثواب ملے گا جیسا کہ جناب[۷] نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ
اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ۔ جو لوگ منکر حدیث ہیں وہ ہمیشہ اس ثواب عظیم سے محروم ہیں اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَمَسِّكِیْنَ بِالْحَدِیْثِ آمین جو لوگ حکماً شہید ہیں جیسے مذکورہ شہید انہیں مرنے کے
بعد غسل دینا کفنانا اُن کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضرور ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجود
شہید ہونے کے غسل دیئے گئے کفنائے گئے اور صحابیوں نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

دوسری فصل وصیت کے بیان میں

آنحضرت[۸] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے پاس کچھ قابل وصیت مال ہو۔ اُسے لائق
نہیں کہ بغیر وصیت اس پر دو یا تین راتیں گذر جائیں۔ سخت[۹] بیماری کی حالت میں ایک تہائی مال
سے زیادہ وصیت وخیرات کرنا جائز نہیں۔ ایسی حالت میں وصیت کا مال غریبوں اور مفلسوں کو

۱ ابن ماجہ مشکوٰۃ جز ۲ صفحہ ۲۶ ۲ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۶ ۳ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۹ ۴ ابن ماجہ مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۱ ۵ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۲
۶ بیہقی م مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳ ۷ مسلم صفحہ ۱۰۱ ۸ مسلم صفحہ ۱۲۱

بہ نیت ثواب وصدقہ دینا مناسب ہے خواہ رشتہ دار ہوں یا غیر لیکن ورثہ کے لئے کسی قسم کی مالی وصیت جائز نہیں ان کا حق خدا تعالیٰ نے مورث کے مال میں پہلے ہی مقرر کر دیا ہے جب آدمی بالکل تندرست اور اچھا بھلا ہو اسے اختیار ہے چاہے اپنا سارا مال ایک شخص کو اپنے ہاتھ سے دیدے لیکن بیماری کی حالت میں ایسا نہیں کر سکتا۔

تیسری فصل مرنے والوں کی تلقین کے ذکر میں

جس[1] وقت کوئی مسلمان مرنے کے قریب ہو اُسے قبلہ رُخ لٹا دیں سورۂ یٰسین سُنائیں اور پاس بیٹھ کر باآواز بلند کلمہ پڑھیں لیکن مرنے والے کو مجبور نہ کریں کہ وہ بھی کلمہ پڑھے۔ جناب[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا خاتمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پر ہوتا ہے وہ جنتی ہے۔ جب[3] یہ شخص مرجائے تو پاس بیٹھنے والے اس کی آنکھیں بند کر دیں اور نعش کپڑے سے ڈھانک دیں۔ حاملہ[4] عورت مرجائے اور تجربہ ویقین سے معلوم ہو کہ بچہ پیٹ میں زندہ ہے تو میت کا پیٹ چیر کر بچہ کو نکال لینا درست ہے

چوتھی فصل میت پر آنسوؤں سے رونیکے جواز اور نوحہ کر کے رونے کی حرمت میں

آنحضرت[5] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنسوؤں سے آہستہ رونا خدا کی رحمت ہے۔ جب[6] آپ کے صاحبزادے ابراہیم نے انتقال کیا تو آپ نے رو کر زبان مبارک سے فرمایا کہ اے ابراہیم ہم تیری مفارقت سے سخت غمگین ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت غم میں حسرت وافسوس کا کلمہ زبان سے نکال بیٹھے تو جائز ہے۔ قرآن[7] مجید میں آیا ہے کہ جب متبع سنت موحد مرجاتا ہے تو اُس کے غم میں آسمان وزمین پڑے روتے ہیں اور منکر حدیث کے مرنے سے خوش ہوتے ہیں۔ حضرت[8] نے فرمایا کہ جو شخص مرنے والے کے غم میں بیان کر کے روئے گا گال پیٹے گا گریبان چاک کرے گا یا ایسے کلمات منہ سے نکالے گا جن سے خدا تعالیٰ کی ناشکری پائی جائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسی[9] طرح رونے اور گلے شکایتیں کرنے کو آنحضرت

[1] بدور الاہلہ صفحہ ۹۰ [2] ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۲ [3] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۲ [4] بدور الاہلہ صفحہ ۹۰ [5] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۱ [6] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲ [7] پارہ ۲۵ سورۂ دخان [8] صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۱ [9] م صفحہ ۱۴۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کی علامت فرمائی ہے پھر[۱] اگر مرنے والا اس قسم کے رونے کو بُرا نہیں سمجھتا تھا تو وہ بھی مبتلائے عذاب ہوگا۔ جناب[۲] نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چلا کر اور بیان کرکے روئے میں اُس سے سخت متنفر و بیزار ہوں۔ اور بہتر صبر وہ ہے جو صدمہ پہنچنے کے وقت کیا جائے۔ مسلمان کو مناسب ہے کہ منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکالے جس سے شکوہ و شکایت معلوم ہو۔ ایک[۳] صحابی بیمار تھے آنحضرت اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اتفاق سے اُسی وقت اُنکی روح نے جسم سے علیحدگی کی تھی اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہنوز جسم گرم تھا۔ آپ نے آنکھیں بند کیں اور فرمایا جب آدمی کی روح نکلتی ہے تو اُس کی آنکھیں پیچھے لگی رہتی ہیں۔ گھر والوں نے چلا کر رونا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ اپنے لئے نیک دعا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ اس سے صاف واضح ہو گیا کہ رونے والے کو اس بات پر ضرور خیال کرنا چاہیے کہ کوئی بیجا اور ناشائستہ کلمہ زبان سے نہ نکلنے پائے ہاں اگر بے اختیار رونے کی آواز نکل آئے تو مضائقہ نہیں اگر قصداً چلا کر روئیں گے تو شیطان اپنا دخل کرلے گا۔ آنحضرت[۴] صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والیوں پر لعنت کی ہے۔

پانچویں فصل چھوٹے بچوں کے مرجانے اور اُن پر صبر و شکر کرنیکے بیان میں

جب[۵] کسی کا بچہ فوت ہو جائے اور ماں باپ صبر و شکر کریں تو اُن کے لئے جنت میں ایک عظیم الشان محل بنایا جاتا اور بیت الحمد کے ساتھ اُسے مشہور کیا جاتا ہے۔ جس[۶] موحد مسلمان کے تین نابالغ بچے مرجائیں گے تو وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا بلکہ جنت میں جائے گا۔ پُل صراط سے چشم زدن میں عبور کر جائے گا اور جس کے دو بچے مرے ہوں اُس کے لئے بھی یہی بشارت ہے بشرطیکہ نوحہ نہ کیا ہو بے صبری ظاہر نہ کی ہو۔ آنحضرت[۷] صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں کے حق میں فرمایا کہ جس کے دو یا تین نابالغ بچے مرجائیں اور وہ ثواب آخرت چاہیں تو انہیں خدا تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

۱ے صحیحین مشکوٰۃ صہ ۱۴۲ ۲ے صحیحین مشکوٰۃ صہ ۱۴۳ ۳ے مسلم م صہ ۹۱۶ ۴ے ابوداؤد مشکوٰۃ صہ ۱۴۳ ۵ے احمد ترمذی مشکوٰۃ صہ ۱۴۳ ۶ے صحیحین مشکوٰۃ صہ ۱۴۳
۷ے مسلم مشکوٰۃ صہ ۱۴۳

چھٹی فصل میّت کو غسل دینے اور کفنانے کے ذکر میں

میت[۱] کو غسل دینا واجب ہے۔ غسل دیتے وقت اُس کا ستر نہ کھولیں بلکہ ستر پر ایک گاڑھا کپڑا ڈال کر بایں تفصیل غسل دیں پہلے اچھی طرح طہارت کرائیں پھر کلی اور ناک میں پانی دینے کے علاوہ تمام وضو ایسا ہی کرائیں جیسا کہ نماز کا وضو ہوتا ہے لیکن وضو کا آغاز داہنی طرف سے ہو۔ زاں بعد سر اور ڈاڑھی خطمی یا صابون سے مل کر خوب دھوئیں اور سیدھی کروٹ پر لٹا کر سارا جسم نرمی سے دھوئیں اور جب اس طرف سے فارغ ہوں تو دوسری کروٹ پر لٹا کر اُس طرف کا جسم پاک صاف کریں تمام جسم پر ہاتھ پہنچائیں اور ایک ایک جوڑ کو تین تین یا پانچ پانچ بار دھوئیں۔ اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ بار دھوئیں لیکن طاق عدد کا خیال رہے۔ پانی گرم کرتے وقت بیری کے پتّے یا کوئی اور خوشبو دار پتّے یا پھول ڈال دیں اور سب سے آخر وہ پانی بہائیں جس میں کافور کی ملونی ہو۔ عورت کے بالوں کے تین حصے کریں اور چوٹیاں گوندھ کر نیچے ڈال دیں۔ غسل دینے کے بعد میت کے ان مقامات پر کافور ملیں جو وضو کے وقت دھوئے جاتے ہیں علاوہ بریں پیروں کے پنجہ پر بھی ملیں۔ جو[۲] لوگ معرکۂ جہاد میں شہید ہوں انہیں غسل نہ دینا چاہیئے بلکہ جس حالت میں شہید ہوں اُسی حالت میں اُنہیں کپڑوں کے ساتھ دفن کرنا چاہیئے۔ ان کے علاوہ اور تمام شہیدوں[۳] کو غسل بھی دینا کفن بھی دینا نماز جنازہ بھی پڑھنی چاہیئے۔ اگر[۴] کوئی مردہ بغیر غسل دیئے دفن کیا گیا اور گمان ہے کہ ابھی نعش گلی سڑی نہ ہوگی تو قبر سے نکال کر غسل دیں پھر دفن کریں میت[۵] کے نہلانے والے کو غسل کرنا اور جنازہ اٹھانے والوں کو وضو کرنا مستحب ہے فرض و واجب نہیں۔ یہ جو لوگ میت کو نہلاتے وقت کچھ پڑھتے ہیں آنحضرت سے ثابت نہیں۔ مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے مرد کو غسل دے سکتے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علی نے غسل دیا۔ اور جناب صدیق اکبر کو ان کی بیوی اسماء نے نہلایا اور یہی بات افضل و بہتر بھی ہے۔ مردوں[۶] کو تین سفید کپڑوں میں کفنانا چاہیئے جس قسم کے میسر ہوں اور جو[۷] تین بہم نہ پہنچ سکیں تو دو یا ایک ہی

---

۱ صحیحین مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۵ ۲ ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶ ۳ بدور الاہلہ صفحہ ۵۰ ۴ ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶ ۵ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶ ۶ بلوغ المرام صفحہ ۳۴

کپڑے میں کفن ہو سکتا ہے۔ عورتوں کے لئے[۱] چاہئیں تو پانچ کپڑے لیکن جب پانچ میسر نہ ہوں تو جس قدر ہو سکیں درست ہیں لیکن پانچ سے زیادہ درست نہیں۔ پانچ کپڑوں کی تفصیل یہ ہے۔ رومال جس سے پورا سر لپیٹ سکے۔ سینہ بند جو کفنی کے نیچے رکھ کر سینہ سے گھٹنوں تک لپیٹ دیا جائے دو چادریں۔ ایک معمولی کفنی جس سے سارا جسم چھپ جائے۔ میت کو حتی الامکان کپڑا اچھا دیں لیکن قیمتی یا نامشروع کپڑے کا کفن دینا درست نہیں۔ اگر حاجی لوگ حالت احرام میں فوت ہو جائیں تو انہیں اسی حالت میں بغیر کفن ننگے سر دفن کر دیں کیونکہ قیامت کے دن یہ لوگ اسی ہیئت پر لبیک کے نعرے بلند کرتے ہوئے میدان حشر میں آئیں گے۔ میت کو نئے کپڑے کا کفن دینا مستحب ہے اور بہتر کفن لنگی یا چادر ہے اگر کپڑے کی تنگی ہو تو دو دو شہیدوں کو ایک ایک کپڑے میں کفنانا درست ہے۔ آنحضرت[۲] صلے اللہ علیہ وسلم تین سوتی کپڑوں میں کفنائے گئے آپ کے سر مبارک پر نہ عمامہ باندھا گیا نہ کرتا پہنایا گیا اس کے علاوہ جو اور کپڑے مروج ہیں ان کا صحیح حدیثوں سے ثبوت نہیں ملتا۔

ساتویں فصل جنازہ اٹھانے اور جلد لیجانے اور نماز جنازہ کی فضیلت و احکام میں

جب[۳] جنازہ بالکل تیار ہو جائے تو مسلمان اُسے کندھوں پر جلد اٹھالیں اور معمولی چال سے ذرا تیز چلیں اور قبرستان میں لیجا دفن کریں۔ کیونکہ اگر نیک ہے تو اپنی مراد پر جلد کامیاب ہوگا اور اگر بد ہے تو تمہاری گردنیں اس کے بوجھ سے جلد ہلکی ہونگی۔ جنازہ کے ساتھ بغیر کسی ضرورت و عذر کے سوار ہو کر چلنا نہ چاہئے۔ اور اگر عذر سے سوار ہو کر چلے تو جنازہ سے پیچھے ذرا فاصلہ پر رہے پیدل[۴] آدمی جس طرح چاہیں داہنے بائیں آگے پیچھے چلیں مگر جنازہ سے قریب رہیں۔ جس[۵] نے تین بار جنازہ کو اٹھایا اُس نے اُس کا حق ادا کر دیا۔ پھر جس قدر اُس کو زیادہ اُٹھائے گا زیادہ ثواب پائیگا جنازہ[۶] کسی کا بھی ہو اُس کو دیکھ کر کھڑا ہو جانا مستحب ہے۔ جو[۷] صرف نماز جنازہ پڑھنے تک میت کیساتھ رہے گا وہ ایک ڈھیر مثل اُحد پہاڑ کے ثواب پائیگا اور جو دفن ہونے تک ساتھ رہے گا وہ نیکیوں کے

۱ صحیحین مشکوۃ م ج ۲ صفحہ ۱۳۵ ۲ صحیحین مشکوۃ صفحہ ۱۳۴ ۳ بخاری مشکوۃ صفحہ ۱۳۶ ۴ ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۱۳۶ ۵ ترمذی مشکوۃ صفحہ ۱۳۸ ۶ صحیحین مشکوۃ صفحہ ۱۳۷ ۷ صحیحین مشکوۃ صفحہ ۱۳۶

دو ڈھیر کمائے گا۔ عورتوں[1] کو جنازہ کے ساتھ جانا درست نہیں ہے۔ مرے[2] ہوئے کی تعریف کرے اُس کو بُرا کہنا منع ہے۔ موحد[3] مسلمان جس میت کے حق میں کہیں گے یہ شخص اچھا تھا وہ جنتی ہوگا انشاء اللہ۔ اور جس[4] شخص کے حق میں موحد مسلمان بُرا گمان کریں گے اُس پر دوزخ واجب ہوگی اگر اللہ نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا کیونکہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا خلاف نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا ہے جس موحد مسلمان کے حق میں چار یا تین یا دو ہی موحد بھلائی کی گواہی دیں گے اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل کرے گا۔ جب[5] تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جاوے بیٹھنا سخت منع ہے۔ حضرت[6] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس جنازہ پر چالیس موحد مسلمان نماز پڑھیں گے اللہ تعالیٰ اُس میت کی بخشش کر دے گا اور فرمایا[7] جس کے جنازے پر تین صفیں سچے مسلمانوں کی نماز پڑھیں گی اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے جنت واجب کر دے گا ف جنازہ کی نماز مسلمانوں پر واجب ہے جنہوں[8] نے جنازہ کی نماز نہ پڑھی سو وہ بھی پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں اگر مردہ[9] دفن ہو چکا ہو تو جنازہ کی نماز قبر پر پڑھنا ثابت ہے۔ جنازہ اگر مرد کا ہے تو امام میت کے سر کے مقابل کھڑا ہو اور اگر عورت[10] کا ہے تو ناف کے سامنے کھڑا ہو۔ آنحضرت[11] نے بیضاء کے دونوں بیٹوں پر نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔ پس[12] نماز جنازہ چاہیں مسجدوں میں پڑھیں چاہیں جنگل میں جہاں پڑھیں درست ہے۔ عورتیں[13] بھی جنازہ کی مسجد میں نماز پڑھیں درست ہے۔ دوسری[14] جگہوں سے کسی کے مرنے کی خبر پہنچی اُس روز مسلمان لوگ اُس کا جنازہ پڑھیں جائز ہے۔ جو شخص[15] جان کر جاوے آنحضرت نے اُس کا جنازہ نہیں پڑھا۔ نہ آپ[16] قرضدار کے جنازے کی نماز پڑھتے تھے جب تک اُس کا قرضہ نہ ادا کیا جاتا تھا یا اُس کے قرضہ کا کوئی ضامن نہ ہو جاتا تھا اور فرماتے[17] تھے کہ مسلمان کی روح اس کے قرضہ کے سبب ٹنگی رہتی ہے جب تک اُسکا قرضہ نہیں ادا کیا جاتا لیکن صحابہ[18] آپ کے حکم سے ایسے لوگوں پر نماز پڑھتے تھے آپ تشریف نہ لے جاتے تھے۔ حیض[19] و نفاس کی حالت میں جو مر جاوے یا جو بموجب[20] حکم شرع سنگسار کیا جاوے اور سوائے شہید فی سبیل اللہ کے سب کا جنازہ پڑھنا چاہئے مگر کافر اور منافق اور

۱؎ بخاری مترجم ص۲۲۲ ۲؎ ابو داؤد ترمذی مشکوٰۃ ص۱۳۶ ۳؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۶ ۴؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۷ ۵؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۶ ۶؎ مسلم مشکوٰۃ ص۱۳۶
۷؎ ابو داؤد مشکوٰۃ ص۱۳۹ ۸؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۸ ۹؎ [illegible] ۱۰؎ ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۱۳۹ ۱۱؎ بلوغ المرام ص۱۱۳ ۱۲؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۶
۱۳؎ بلوغ المرام ص۳۴ ۱۴؎ صحیحین مشکوٰۃ ص۱۳۶ ۱۵؎ مسلم مع نووی [illegible]

مرتد اور مشرک اور منکر حدیث پر نماز جنازہ درست نہیں ہے اور نہ ان پر جنازہ پڑھنا ثابت ہے۔ اور اگر کئی[1] میتیں جمع ہو جائیں سب کی ایک جگہ نماز پڑھیں ایک نماز کافی ہو سکتی ہے بموجب حدیث صحیح کے۔ سقط[2] یعنی جو بچہ کچا جس میں روح نہ پڑی ہو اور ویسے ہی مرا ہوا پیدا ہو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں زندگی شرط ہے۔ جنازہ کی نماز میں چاہیں چار[3] تکبیریں کہیں چاہیں پانچ[4] کہیں۔ دونوں ثابت ہیں بلکہ چار تکبیروں کی روایتیں زیادہ اور قوی تر ہیں اور بعض صحابہ سے چھ تکبیریں بھی آئی ہیں۔ سورۂ[5] فاتحہ کا جنازہ کی نماز میں پڑھنا درست ہے آہستہ پڑھیں یا پکار کر۔ سورۂ فاتحہ کے ساتھ[6] اور سورت کا پڑھنا بھی آیا ہے جو شخص نماز جنازہ میں پیچھے اگر شریک ہوا ہے وہ امام کے ساتھ تکبیریں ادا کرے اور سلام پھیرنے کے بعد باقی تکبیریں جو رہ گئی ہیں اُن کو پورا کرے۔ اگر امام[7] بھول کر تین تکبیروں پر سلام پھیر دے اور پھر خود بخود یا کسی کے یاد دلانے سے یاد آئے تو اُسی وقت چوتھی تکبیر بھی کہہ لے اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ فرمایا جنازہ کی نماز بھی ایک نماز ہے کہ جس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ۔ اس[8] نماز میں کھڑے ہو کر رفع یدین کے ساتھ صرف تکبیریں کہی جاتی ہیں اور قرأت اور دعا ہے اس کے بعد کھڑے کھڑے سلام پھیرنا ہے فقط۔ میت[9] کے ولی کا جنازہ کی نماز پڑھانا بہتر ہے یا اور جس کو وہ اجازت دیدے۔ اور اگر مردوں[10] کی متعدد نعشیں جنگل میں پائی جاویں اور ان میں سے بعض کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو تو سب کو سامنے کر کے مسلمانوں کی نیت کے ساتھ نماز جنازہ ادا کر دیں۔

آٹھویں فصل جنازہ کی نماز ادا کرنے کی کیفیت اور دعا و قرأت کے بیان میں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ

یعنی حضرت نے فرمایا ہے جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو خالص اس کے واسطے دعا کرو[11] ابو داؤد۔ ابن ماجہ

جنازہ کی نماز اس طرح پڑھنی چاہیئے کہ اول امام و مقتدی تکبیر تحریمہ[12] کہہ کر دل میں وہ دعا پڑھیں جو ہر نماز میں تحریمہ کے بعد پڑھتے ہیں پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھیں اس کے بعد پکار کر یا آہستہ

ا۔ منتقی ص۱۱۶ ۲۔ ترمذی مطبوعہ میرٹھ ص۱۱۳ ۳۔ صحیحین مشکوۃ ص۱۲۶ ۴۔ مسلم مشکوۃ ص۱۳۵ ۵۔ بخاری مشکوۃ ص۱۳۶ ۶۔ بخاری مطبوعہ مصطفائی ص۱۰۹
۷۔ بخاری ص۱۵۶ ۸۔ عرف الجادی ص۹۰ ۹۔ بدور الاہلہ ص۹۰ ۱۰۔ ابو داؤد و مشکوۃ ص۱۳۶ ۱۱۔ منتقی ص۱۸۱ ۱۲۔ بخاری مشکوۃ ص۱۳۶

سورہ فاتحہ پڑھیں اور چاہیں تو اور کوئی سورت بھی ملالیں اور جب قرأت سے فارغ ہو جائیں تو رفع یدین کر کے دوسری تکبیر کہہ کر وہی درود شریف پڑھیں جو اور نمازوں میں پڑھتے ہیں اور رفع یدین کر کے پھر تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں جو مردوں کے حق میں سب دعاؤں سے بہتر ہے اور آنحضرت نے ایک صحابی کے جنازہ پر اس دعا کو پکار کر پڑھا ہے اور حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کے پکار کر پڑھنے سے اس دعا کو یاد کر لیا اور کہا کاش کے کہ یہ جنازہ میرا ہوتا تو کیا اچھا ہوتا وہ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ترجمہ اے اللہ اُس کے گناہ بخش دے اور اُسپر رحمت کر اور خلاصی کر اُس کی اور معاف کر خطا اُس کی اور عمدہ کر ٹھکانا اس کا اور کشادہ کر قبر اس کی اور پاک کر اس کو پانی اور برف اور اولے سے اور صاف کر دے اس کو جیسے کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور بدلہ میں دیدے اُس کو گھر (جنت میں) اس کے (دنیا کے) گھر سے بہتر اور اہل اس کے اہل سے بہتر اور بی بی اس کی بی بی سے بہتر اور داخل کر اُس کو جنت میں اور پناہ دے اُس کو عذاب قبر و عذاب دوزخ سے۔ پھر چوتھی تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھیں۔ جنازہ مرد کا ہو یا عورت کا یا بچے کا سب کے واسطے یہی دعائیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہوئی ہیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔

ترجمہ اے اللہ بخشش کر ہمارے زندوں اور مردوں کے واسطے اور ہمارے حاضر و غائب کے واسطے اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کے واسطے اور ہمارے مردوں اور عورتوں کیواسطے اے اللہ جسے زندہ رکھے تو ہم میں سے زندہ رکھ اُس کو اسلام پر اور جس کو مارے تو ہم میں سے مار اُس کو ایمان پر۔ اے اللہ ہم کو اُس کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور اُس کے پیچھے ہم کو فتنہ میں

۱؎ نسائی ۲؎ بخاری ۳؎ مسلم منتقی ۴؎ احمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ

نہ ڈال اور چاہے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا اِلَی الْاِسْلَامِ وَ
اَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَہٗ۔ یعنی اے اللہ
تو اس کا پروردگار ہے تو نے اس کو پیدا کیا ہے اور تو نے ہی اس کو اسلام کی ہدایت دی ہے
اور تو نے ہی اس کی جان قبض کی اور تو خوب ہی جاننے والا ہے اس کے ظاہر و باطن کو ہم
اس کی شفاعت کرنے آئے ہیں پس تو اس کو بخش دے۔ بعض صحابہؓ بچوں کی نماز جنازہ میں
اور دعاؤں کے بعد یہ دعا بھی پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّسَلَفًا وَّاَجْرًا ترجمہ اے اللہ
اس بچے کو ہمارے واسطے گواہ اور پیشوا اور موجب ثواب کا کر دے۔ حضرت ابوہریرہؓ چھوٹے
بچوں کے جنازوں پر اور دعاؤں کے بعد یہ دعا بھی پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
یعنی اے اللہ اس کو عذاب قبر سے بچا۔ ہر تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کریں۔ جنازہ کی دعائیں
اگر نماز جنازہ پر پکار کر پڑھیں تو بھی جائز ہے پھر امام پکار کر دونوں طرف سلام پھیرے مقتدی بھی
آہستہ سے سلام کہیں بعد نماز کے جنازے کے پاس اور کچھ سورتیں یا دعائیں پڑھنا ثابت نہیں
اس لئے بدعت ہے۔ اگر ایسے مردے پر نماز جنازہ پڑھنے کا اتفاق پڑ جائے جس کا نفاق
اور بدانجامی معلوم ہو تو نماز میں اپنے اور مسلمانوں کے واسطے دعائے مغفرت مانگے۔ ایسی
میت کے لئے دعائے مغفرت کی نیت بھی نہ کرے کیونکہ اس سے قرآن شریف میں اللہ صاحب
نے منع فرمایا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ نے اپنی ماں کی مغفرت کے لئے اللہ صاحب سے اجازت مانگی
اجازت نہ ہوئی اور حکم آیا کہ کسی نبی کا اور کسی مسلمان موحد کا یہ کام نہیں ہے کہ مشرکوں کے حق میں
مغفرت کی دعا کریں اگرچہ اُن کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

نویں فصل میت کے دفن کرنے اور قبر کے بیان میں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ
فَلَا تَحْبِسُوْہُ وَاَسْرِعُوْا بِہٖ اِلٰی قَبْرِہٖ وَلْیُقْرَءْ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَاتِحَۃُ الْبَقَرَۃِ وَعِنْدَ رِجْلَیْہِ بِخَاتِمَۃِ

۱؎ ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۴۹ ۲؎ بخاری مشکوٰۃ ص۱۴۹ ۳؎ مالک مشکوٰۃ ص۱۴۹ ۴؎ عرف الجادی ۵؎ مسلم مشکوٰۃ ص۱۴۱ ۶؎ قرآن شریف سورۃ توبہ

الْبَقَرَةِ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے جب تم میں
سے کوئی مر جاوے تو اُس کو روک نہ رکھو بلکہ جلدی سے اُس کی قبر کے پاس لے جاؤ اور اُسکے
سر کے پاس شروع سورہ بقر اور پیروں کے پاس آخر سورہ بقر پڑھنا چاہیئے۔ بیہقی فی شعب الایمان[1]
اس سے معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر میت کو جلد دفن کر دینا چاہیئے[2] کیونکہ اگر مردہ نیک ہوتا ہے
تو اُس کی روح پکارتی ہے کہ مجھ کو جلد میرے ٹھکانے میں داخل کر دو اور جو[3] مردہ بد ہوتا ہے
تو اُس کی روح منت کرتی ہے کہ کہاں (ہلاکت کی جگہ) میں لئے جاتے ہو اور اتنا[4] چیختا ہے
کہ جس کی آواز کو سوائے جن وانس کے خدا کی کل مخلوقات سنتی ہے۔ آنحضرتؐ[5] نے فرمایا ہے کہ
مردہ اگر جنتی ہے تو جنت میں اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ میں جہاں اس کی جگہ خداوند تعالیٰ نے
مقرر کر دی ہے وہ اس کو ہر روز صبح و شام دکھائی جاتی ہے۔ طلوع[6] و غروب آفتاب اور زوال
کے وقت مردہ کی نماز پڑھنی یا اُس کو دفن کرنا سخت منع ہے جب سورج نکلکر اونچا ہو جاوے یا
شام کو آفتاب کی دھوپ زرد نہ ہوئی ہو اُس وقت دفن کریں یا نماز پڑھیں تو درست ہے دھوپ
کے زرد ہونے کے بعد نماز پڑھنا یا دفن کرنا نہ چاہیئے۔ بہتر یہی ہے کہ میت دن کو دفن کیا جائے
ضرورت[7] پر رات کو بھی دفن کریں تو مضائقہ نہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رات ہی کو دفن
ہوئے[8] ہیں۔ قبر گہری صاف اور کشادہ ہونا چاہیئے۔ بغلی قبر سنت ہے اور آنحضرت[9] بھی بغلی ہی
قبر میں دفن ہوئے ہیں۔ صندوقی قبر بھی ثابت ہے۔ ہندوستان میں میت کو دکن کی طرف سے
قبر میں اُتارنا چاہیئے یعنی[10] قبر کی پائینتی سے اول میت کا سر داخل کریں پچھم کی طرف سے داخل کرنا
ثابت نہیں اگر قبر کی پائینتی کی طرف جنازہ رکھنے کی جگہ نہ ملے تو جس طرف سے آسانی ہو اُس طرف
سے نعش کو اُتاریں۔ دفن[11] کرتے وقت یہ کلمات کہنے چاہئیں بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
پھر قبر کو بند کر کے تین[12] تین لپیں سب مسلمان مٹی کی قبر پر ڈالیں اور قبر کو مثل کوہان شتر کے سلامی بنا دیں
اور ایک بالشت سے زیادہ اونچا نہ کریں اور اوپر سے پانی بھی چھڑک دیں پھر سب مسلمان مل کر
میت کے واسطے دعائے مغفرت مانگیں کہ یا اللہ اس وقت آسانی کر اس پر اور ثابت قدم رکھ اسکو

[1] بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۹ [2] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶ [3] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶ [4] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶ [5] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶ [6] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۹۶
[7] مشکوٰۃ ترمذی صفحہ ۱۴۸ [8] احمد ترمذی ابو داؤد نسائی مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۸ [9] مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۸ [10] شافعی مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۸ [11] احمد ترمذی ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۸
[12] ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۹

اور مدد کر اس بیچارے کی اور رحم فرما اس پر تاکہ منکر نکیر کے سوال کا جواب آسان ہو اُس پر۔ اسی طرح سے بہت[1] دیر تک نہایت ہمدردی سے اُس کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیئے کیونکہ قبر امتحان کی پہلی گھاٹی اور بڑی سخت گھاٹی ہے اللہ تعالیٰ اس پہلے امتحان میں پورا اُتار دے تو بس بیڑا پار ہے اور آگے تو پھر خیریت ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جو یہاں پورے نہ اُترے تو پھر پوری پوری کم بختی اور رسوائی اور پریشانی ہے معاذ اللہ منہا۔ قبر کو پکّی[2] بنانا یا اس[3] پر چراغ جلانا چادر یا پھول چڑھانا یا قبر پر ناچ یا گانا وغیرہ نالائق حرکات کرنے بالکل حرام اور بے دینی کی بات ہے قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا یا پڑھوانا[4] منع ہے۔ قبر پر کلمہ یا مردہ کا نام وغیرہ لکھنا بدعت ہے۔ مردہ[5] کی ہڈی توڑنا ایسا گناہ ہے جیسا زندہ کی ہڈی توڑنا۔ نعش کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں نہ لے جاویں بلکہ جس جگہ وہ مرا ہو وہیں دفن کر دیں۔ آنحضرت نے قبر کی طرف نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا[6] ہے آگ پر بیٹھنا قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ قبر[7] پر سرہانے کی جانب نشان کے واسطے پتھر کھڑا کرنا سنت ہے۔ اچھے آدمی کے پاس میت کو دفن کرنا بہتر ہے۔ قبر[8] پر بیٹھنا یا اُس کا تکیہ بنانا یا اُس پر راستہ چلنا سخت منع ہے قبر پر کنکریاں چُن کر ڈالنا بہت اچھا ہے۔ غیر[9] مرد غیر عورت کا جنازہ قبر میں اُتاریں تو درست ہے اگرچہ اُس کا باپ یا خاوند بھی وہاں موجود ہوں۔ جن کے گھر میں موت ہو جاتی تھی آنحضرت صحابہ کو حکم فرماتے تھے کہ اُن کے گھر میں کھانا پہنچاؤ اور تاکید کے ساتھ کھانا کھلاؤ۔ فرمایا[10] کہ میت جوتوں کی آواز سنتی ہے جب لوگ اُلٹے پھرتے ہیں اس لئے کہ اس میں اُس وقت روح ڈالی جاتی ہے اور بٹھلا کر سوال کیا جاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد پھر روح کو اُس کے ٹھکانے پر پہنچا دیتے ہیں پھر وہ مردہ قیامت تک نہیں سُن سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوتے قبرستان میں لیجانا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ نیک آدمی قبر کے سوال و جواب میں جب ٹھیک اُترتا ہے تو اُس کو دوزخ دکھلائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ دیکھ اللہ نے اس کے بدلہ میں تجھ کو جنت دی ہے اور پھر اُسکو جنت دکھائی جاتی ہے اور وہ اسکو دیکھتا رہتا ہے۔ اسی طرح کافر کو بہشت دکھا کر دوزخ کا وعدہ

[1] ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۔ [2] ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۱ ۔ [3] ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۶۳ ۔ [4] ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۱ ۔ [5] ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۱ ۔ [6] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۰
[7] ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۱ ۔ [8] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۱ ۔ [9] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۱ ۔ [10] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲

کیا جاتا ہے اور وہ عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ مردہ کو قبر میں رکھ کر قل کے ڈھیلے ڈالنا اور دفن کے بعد اُس کی قبر پر چادر چڑھانا اور روٹی و مٹھائی رکھنا اگر کی بتی جلانا اور قبر پر یا اُس سے ہٹ کر مردہ کی فائدہ کی نیت سے اذان دینا اور چالیس قدم ہٹ کر دعا مانگنا بڑی بدعت ہیں جیسا کہ دکن کے بدعتی اکثر ایسی بدعتوں میں مبتلا ہیں۔ بعض ملکوں میں بدعتی لوگ دفن سے پہلے قبرستان میں مٹھائی و پیسے و اناج و شربت بھی تقسیم کیا کرتے ہیں۔

دسویں فصل قبروں کی زیارت کے بیان میں

آنحضرت[1] نے فرمایا ہے کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا مگر اب زیارت کیا کرو۔ کیونکہ قبروں کی زیارت میں بہت بڑے فائدے ہیں منجملہ اُن کے موت[2] کا یاد آنا دنیا کو فانی سمجھنا آخرت کا دھیان دل میں جمانا سو خاص کر ٹوٹی پھوٹی قبروں سے ایسے فائدے حاصل ہونے کی امید ہو سکتی ہے لیکن اُن مقبروں کی زیارت سے جو اچھی خاصی تماشگاہیں بنی ہوئی ہیں ایسے فائدوں کی ہرگز امید نہیں ہو سکتی ہے۔ ناجائز سیر و تماشے کے لئے البتہ کسی قدر دنیاوی حظ ممکن ہے پھر دور دراز ملکوں سے خاص خاص دنوں میں ایسی قبروں کی زیارت کیواسطے سفر کرنا اور وہاں جا کر نفع و نقصان کے لئے مدد مانگنا اور اپنی حاجت روائی کا اُن کو وسیلہ بنانا اور اُن کی معرفت دعا کرانا اور جیسی کچھ خرافاتیں وہاں ہوتی ہیں اُن کا بجالانا وہاں کے چڑھاوے کو بجائے ناپاک سمجھنے کے حلال و طیب سمجھ کر متبرک خیال کرنا ایمان کھونے سے زیادہ اثر نہیں رکھتا باقی رہی مشروعی زیارت اُس کا طریقہ یہ ہے کہ جب قبروں کے پاس پہنچیں پکار کر یا آہستہ کہیں[3] اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ یعنی سلام ہے تم پر اے ایماندار اور مسلمان گھر والو انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے عافیت مانگتے ہیں[4]۔ اور جب[5] تک قبرستان میں رہیں مردوں کے واسطے دعائے مغفرت مانگتے رہیں اور اپنی موت کو

[1] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲ [2] ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲ [3] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲ [4] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲

بھی یاد کریں۔ عورتیں بھی جب قبرستان میں جائیں ایسا ہی کیا کریں اکثر اس زمانہ کی کم سمجھ عورتیں حضرت کے خلاف طریقہ نوحہ کرتی ہیں اور روتی پیٹتی ہیں۔ اس[1] طور سے زیارت کرنے والیوں پر حضرت نے لعنت کی ہے۔ ایسی عورتوں کو قبرستان میں جانے کی اجازت دینا خود ملعون بننا اور اُن کو ملعون بنانا ہے اور عورتوں کا میلے تماشے میں جانا دوزخ کو مول لینا ہے۔ خانہ[2] کعبہ۔ مسجد نبوی۔ بیت المقدس کے سوا تمام زیارتوں کے سفر کر کر جانے کو آنحضرت نے منع کیا ہے۔ جب وہاں پہنچیں حضرت کی قبر شریف اور وہاں کے قبرستان کی زیارت مرد عورتیں سنت کے مطابق کریں درست ہے۔ حضرت نے اپنی وفات کے قریب فرمایا تھا لعنت کرے اللہ یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے، تم خبردار قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تم کو منع کرتا ہوں۔ اور دعا کی کہ اے اللہ تو میری قبر کو بت نہ بنائیو جو پوجی جاوے۔ خداوند[3] تعالیٰ کا اُس قوم پر بڑا غصہ ہوا ہے جس نے اپنے پیشواؤں کی قبروں کو سجدے کئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا قبول کی اور آپ کے روضہ مبارک کو بُت بننے سے بچالیا۔ اپنے[4] رشتہ دار اگرچہ کافر ہوں اُن کی قبروں کی زیارت جائز ہے، مگر اُن کے واسطے دعائے مغفرت نہ کریں کیونکہ حضرت نے اپنی والدہ کے واسطے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی حکم ہوا صرف قبر کی زیارت کرنے کا۔

گیارھویں[1] فصل نیک و بد لوگوں کی روحوں کی کیفیت کے بیان میں

عَنْ[5] عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ تُعَلَّقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ

عبد الرحمن بن کعب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن کی جان ایک جانور ہے جو جنت کے درخت میں رہے گی یہاں تک کہ اللہ پھر اُس کو قیامت کے دن اس کے بدن میں پہنچائے گا۔ مسلمان

[1] احمد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۳ [2] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ [3] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۶۹ [4] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴ [5] مشکوٰۃ مالک نسائی بیہقی صفحہ ۱۳۵ [6] احمد مشکوٰۃ صفحہ

آدمی جب مرنے کے قریب ہوتا ہے تو کئی فرشتے روشن چہرہ والے بہشت سے اُس کے واسطے کفن وخوشبو مشک وغیرہ لاکر اُس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت وہاں آکر نرم آواز سے کہتے ہیں اے جان پاک نکل آ تو اُس کی رُوح بہت آسانی سے نکل کر ملک الموت کے ہاتھ میں آجاتی ہے پھر وہ جنتی فرشتہ اُس کو لے کر کفن بہشتی پہنا کر اور خوشبو لگا کر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ جو فرشتے کہ آسمان وزمین میں سیر کرتے پھرتے ہیں وہ اُن سے پوچھتے ہیں یہ پاک رُوح کون ہے؟ وہ جنتی فرشتے اُس کی اُن کے سامنے تعریف کرتے ہیں پھر آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور پہلے آسمان کے فرشتے اس کے ساتھ ہو لیتے ہیں دوسرے آسمان تک اور دوسرے آسمان کے فرشتے تیسرے آسمان تک یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اُس کو لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رکھ دو میرے بندہ کا اعمال نامہ علیین میں اور اس کو زمین پر لے جاؤ جہاں یہ دفن ہونے والا ہے اور پھر اُس کے بدن میں اس کو ڈال دو (کیونکہ اس سے قانون الٰہی کے موافق سوال ہونے والا ہے) چنانچہ جب نعش دفن ہو جاتی ہے تب اُس رُوح کو اُس کے بدن میں ڈال دیتے ہیں پھر دو فرشتے منکر نکیر نام آتے ہیں اور اُس کو قبر میں بٹھلا کر پوچھتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے؟ یہ مردہ جواب دیتا ہے رَبِّیَ اللّٰہُ یعنی میرا رب اللہ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں مَا دِیْنُكَ تیرا دین کیا ہے؟ یہ جواب دیتا ہے دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ وہ کون شخص ہیں جن کو تمہارے پاس خدا نے بھیجا تھا؟ یہ جواب دیتا ہے هُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وہ خدا کے پیغامبر ہیں فرشتے پوچھتے ہیں تو نے کیونکر جانا کہ یہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی ہے (اور اُس کا مطلب سمجھا ہے) اور میں اس پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اُس کو سچا جانا ہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوتی ہے سچا ہے میرا بندہ۔ بچھا دو اُس کے واسطے اُس کی قبر میں جنت کا بچھونا اور پہنا دو اُس کو جنت کا لباس اور کھول دو اُس کے واسطے جنت کا راستہ۔ پھر اُس کو جنت کی خوشبو دار ہوا آنے لگتی ہے اور اُس کی قبر کشادہ ہو جاتی ہے

جہاں تک اُس کی نگاہ جاتی ہے۔ پھر ایک خوبصورت آدمی اچھے خوشبودار کپڑے پہنے ہوئے آتا ہے
اور کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اُس وقت یہ شخص کہتا ہے اے خداوند جلدی سے قیامت قائم
کردے تاکہ میں اپنی مراد کو پہنچوں۔ اور جب کافر و مشرک و نافرمان بندہ مرنے لگتا ہے تو اُس کے
پاس دوزخ کے فرشتے جن کے منہ کالے اور ڈراونی شکل ہوتی ہے آتے ہیں اور اُن کے ساتھ
ٹاٹ کے بدبودار تھیلے دوزخ کے ہوتے ہیں اور وہ فرشتے مرنے والے کے سامنے بیٹھ جاتے
ہیں پھر حضرت ملک الموت آکر کہتے ہیں نکل آ اے جان ناپاک خرابی و ذلت کے ساتھ تب وہ رُوح
چھپنے لگتی ہے اور عذاب الٰہی سے گھبراتی ہے پھر ملک الموت اُس کی جان کو بڑی تکلیف کیساتھ
نکالتے ہیں اور وہ دوزخی فرشتے اُس کو اُن سے لے لیتے ہیں اور اُس بدبودار ٹاٹ میں لپیٹ کر
آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور اس روح خبیث کی بدبو چاروں طرف پھیل جاتی ہے اور فرشتے
دریافت کرتے ہیں یہ روح ناپاک کس کی ہے؟ یہ فرشتے اس کا بُرائی سے نام لیکر کہتے ہیں یہ فلاں
شخص بدبخت فلاں کا بیٹا ہے۔ غرض کہ جب آسمان کے قریب پہنچتے ہیں تو اُس کے واسطے آسمان
کے دروازے نہیں کھلتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس کے ثبوت میں پڑھی اِنَّ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ
الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ
وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی تحقیق جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور اُن سے لاپروائی کی
نہیں کھولے جائیں گے اُن کے واسطے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہونگے وہ جنت میں
یہاں تک کہ اونٹ داخل ہو سوئی کے ناکہ میں اور اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم نافرمانوں کو (اور) ہے
اُن کے واسطے بچھونا دوزخ کا اور اُن کے اوپر اوڑھنا (دوزخ کا) اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم ظالمونکو
پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کا اعمال نامہ سجّین میں لکھو۔ سجّین اس جگہ کا نام ہے جہاں نافرمانوں کی
روحیں رہتی ہیں اور وہ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ اس وقت وہ فرشتے اس کو زمین کی طرف
پھینک دیتے ہیں اور یہ عذاب کے فرشتے اُس کو اُچک لیتے ہیں اور قبر پر لے آتے ہیں۔ قبر میں

دفن کرنے کے بعد مردہ میں روح ڈالی جاتی ہے اور بٹھایا جاتا ہے[1] پھر سوال کیا جاتا ہے رب تیرا کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں وہ کون شخص ہیں جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر آواز آتی ہے جھوٹا ہے یہ۔ بچھا دو اس کی قبر میں آگ کا بچھونا اور کھول دو دوزخ کی کھڑکی چنانچہ ایسا ہی کیا جاتا ہے اور اُس کو دوزخ کی آگ کی لپٹیں پہنچتی رہتی ہیں اور سانپ[2] بچھو خوب کاٹتے ہیں پھر[3] فرشتے اُس کو لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں جس کے صدمے سے مردہ اس قدر چلاتا ہے کہ جس کو سوائے جن وانس کے کل مخلوقات سُنتی ہے۔ فرمایا ہے کہ اگر تم پر ان کا عذاب ظاہر ہو جائے تو تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو پھر مردہ کو ہر طرف سے قبر بھینچتی ہے اس قدر کہ اُس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں پھر اُسکے پاس اُس کا عمل نہایت بُری شکل بن کر آتا ہے اور اپنی بدبو سے سڑا دیتا ہے اور قیامت کے بُرے دن سے ڈراتا ہے۔ مردہ اُس سے کہتا ہے دور ہو تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں تیرا وہی عمل ہوں جو تو نے کیا تھا میں دور کیسے ہو سکتا ہوں۔ اُس وقت مردہ گھبراتا ہے اور کہتا ہے اے پروردگار میرے قیامت کو تو ہرگز قائم نہ کیجیو۔ **ف** روحیں نیک ہوں یا بد قبروں سے ان کا ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اُس خاص تعلق کے سبب سے نیک روح والا اپنے بدن کی خوبی معلوم کر کے خوش رہتا ہے اور گنہگار اپنے جسم کی مصیبت اور سختی اور عذاب کا صدمہ اٹھاتا رہتا ہے۔ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوا کہ لوگوں کی روحیں جمعرات یا شب برات وغیرہا دنوں میں آتی ہوں اور صدقہ وخیرات کی امیدوار رہتی ہوں۔

بارھویں فصل مُردوں کو ثواب پہنچانے کے بیان میں

اس زمانہ میں مسلمانوں میں میت کو ثواب پہنچانے کا نیا طریقہ خلاف شرع نکلا ہے کہ جس سے مُردوں کو ہرگز ثواب نہیں ملتا اور کرنے والوں کو بجز نقصان کے فائدہ نہیں۔ پہلا نقصان یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے مخالف بنتے ہیں۔ پیسہ ضائع ہوتا ہے۔ شیطان خوش ہوتا ہے۔ بیوہ اور یتیموں کے

[1] احمد ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۲۵ [2] دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۲۵ [3] احمد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۲۵

حقوق ضائع ہوتے ہیں۔ حقدار کے حق تلف کیے جاتے ہیں۔ میت اگر قرضدار مری ہے تو آخرت کے وبال میں پڑتے ہیں۔ چنانچہ اس زمانے کے بے علم مسلمانوں کو جہاں دیکھیے اکثر اسی بلا میں مبتلا ہیں جہاں اُن کے ہاں کوئی مرا اور انہوں نے باپ دادا کی تقلید شروع کی اس کے قطع نظر مُردے کے ساتھ اناج غلہ وغیرہ فقیروں پر تقسیم کر دیتے ہیں پیسے بانٹتے ہیں تیسرے دن تیجا دسواں بیسواں چالیسواں چھ ماہی برسی کرتے ہیں پھر اچھے اچھے کھانے پلاؤ۔ زردہ۔ بریانی۔ مٹھائی برادری کو کھلاتے ہیں اور بدلے اُتارے جاتے ہیں۔ کیسا ہی مفلس ہو مجال ہے کھانا نہ دے یا تیجہ نہ کرے یا کوئی برادری والا نہ بلایا جاوے۔ ایسے موت کے کھانوں میں شادی کی طرح برادری کے امیر وغریب سب شریک ہوتے ہیں۔ اگر صدقہ اور خیرات کا نام لے کر پوچھو تو کوئی نہ آوے اگر اُن سے پوچھیے آپ کس فرقہ ومذہب میں ہیں تو جواب ارشاد ہوتا ہے اہل سنت والجماعۃ خاصے پکے حنفی۔ اگر پوچھا جاوے کہ حنفی مذہب کی کسی فقہ کی کتاب میں یا چاروں مذہبوں میں سے کسی مذہب کی کتاب میں ان رسموں کو لکھا ہوا بتا سکتے ہو تو جواب دیتے ہیں ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں ہم تو جاہل ہیں بہتیرے پڑھے لکھے جو یہ رسمیں کرتے ہیں کیا وہ قرآن وحدیث نہیں سمجھتے۔ اور جو کچھ تھوڑا سا پڑھے لکھے ہیں وہ فرماتے ہیں میاں اس میں نقصان کیا ہے غرض تو خیرات وصدقے سے ہے اور قرض لے کر بھی خیرات کرنا اچھا ہی ہے اس میں بُرائی کونسی ہے۔ بس فقط اس جواب کو کافی سمجھ کر اصل مطلب کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ ورسول نے حقداروں کے حق ادا کرنے کا کیا طریقہ فرمایا ہے۔ یتیموں کے مال کی حفاظت کو قرآن کیا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے۔ ثواب پہنچانے کا ٹھیک اور درست طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے واسطے اپنے خاص مال سے جس میں کسی یتیم وبیوہ اور دوسرے رشتہ دار کا کچھ حق نہ ہو اپنے غریب مسکین رشتہ داروں کی خدمت کریں اُن کو کھانا کھلاویں۔ کپڑے بنا دیں نقدی سے سلوک کریں بیوہ ویتیموں کی خبر لیں۔ اگر مقدور ہو تو میت کے ثواب کی نیت سے للہ کنواں کھدوا دیں مدرسہ بنوا دیں۔ یتیم وغریب بچوں کو مدرسہ میں بھیج کر دین کی

تعلیم کرادیں۔ اگر میت قرضدار مری ہے تو اُس کا قرضہ چکادیں پھر خیرات کا نام لیں۔ میت[1] کی طرف سے خانہ کعبہ کا حج کرادیں۔ رمضان کے روزے جو اُس کے ذمہ ہوں ان کی قضا کروادیں یا نذر کے روزے ہوں اُن کو پورا کرادیں۔ اگر زیادہ مال ہے اور کوئی حقدار نہیں ہے محتاجوں کا وظیفہ مقرر کریں اور کسی کام میں ریا اور فخر کی نیت نہ کریں۔ اگر اس طرح ثواب پہنچائیں گے تو بموجب قرآن وحدیث اور چاروں مذہبوں کے مردے کو خداوند تعالیٰ ثواب دے گا۔ آنحضرت[2] نے فرمایا ہے جب انسان مرجاتا ہے تو کل عمل اُس کے موقوف ہو جاتے ہیں مگر تین چیزیں موت کے بعد بھی نفع دیتی ہیں ایک خیرات وصدقہ جس کا فائدہ جاری رہے۔ دوسرے وہ دین کا علم جس سے لوگ نفع اٹھادیں۔ تیسرے نیک اولاد جو دعا کرتی رہے۔ اگر مقدور نہ ہو قرض لیکر ہرگز خیرات نہ کریں۔ میت کے حق میں دعا ہی کرنا کافی ہے فاتحہ درود کا یہی دستور ہمارے نبی نے ہم کو تعلیم فرمایا ہے۔ اس طرح سے خیرات کرکے دعا کریں کہ خداوندا اگر یہ میرا صدقہ تیری جناب میں مقبول ہے تو میرے ماں باپ یا فلاں شخص کو پہنچا دے۔ خدا تعالیٰ اپنے کرم سے وہ ثواب اُس کو پہنچا دے گا۔ تمہارا پیسہ بھی ٹھکانے سر لگے گا۔ مردہ بھی خوش ہوگا۔ خدا ورسول تم سے راضی ہونگے تم بھی ثواب سے محروم نہ رہوگے۔ اگر خدا نے چاہا۔ نماز اور قرآن کا ثواب میت کو پہنچنے میں اماموں کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں نماز وقرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اور امام فرماتے ہیں کہ نہیں پہنچتا۔ زندوں کو نماز وقرآن کا ثواب پہنچتا ہے خود پڑھے یا کسی اور سے پڑھوائے۔ ہم نے جو اوپر لکھا ہے قرآن وحدیث سے یہی ثابت ہوا ہے۔ اس زمانہ کے معتبر علماء حنفیہ میں سے مولوی عبدالحی لکھنوی ومولوی رشید احمد گنگوہی بھی اسی کے موافق فتوے دے چکے ہیں جیسے کہ اہلحدیث کا مذہب ہے۔

---

[1] ترمذی ابوداؤد ونسائی مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۱ [2] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۲

کتاب الزکوٰۃ

پہلی فصل زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہونے کے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا کے بیان میں

خداوند تعالیٰ کا زکوٰۃ کے فرض کرنے میں یہ بھید ہے کہ سچے اور جھوٹے اور فرمانبردار اور نافرمان بندوں میں تمیز ہو جائے اور ظاہر ہو جائے کہ کس کو مال کی محبت زیادہ ہے اور کس کو خدا اور رسول کی محبت زیادہ ہے حالانکہ سارے بندے اور سارا مال خدا ہی کا ہے۔ پھر زکوٰۃ کے فرض ہونے کا حکم بھیجا گیا اور فرمان ہوا کہ زکوٰۃ[۱] بھی نماز کی طرح فرض ہے۔ جو زکوٰۃ نہ دے گا وہ بے نماز کی طرح عذاب سخت میں مبتلا ہوگا۔ زکوٰۃ[۲] دینے سے انسان کا دل اور مال پاک ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف میں بیاسی[۸۲] جگہ زکوٰۃ کا تاکیدی حکم آیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا کا خوف کر کے ہر سال زکوٰۃ نکالا کریں۔ جو مسلمان خوشی سے زکوٰۃ دیتا ہے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس کی زکوٰۃ کو داہنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اُس کو اتنا بڑھاتا ہے کہ قیامت کے دن وہی مال خزانے کے خزانے ہو کر ملے گا۔ جو[۳] شخص زکوٰۃ دے اُس پر درود بھیجنا جائز ہے۔ حضرت[۴] ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے قسم ہے اللہ کی میں اُن لوگوں پر جہاد کروں گا جو مسلمان ہو کر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ حضرت[۵] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس مسلمان آدمی کے پاس سونا یا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیوے قیامت کے دن وہ مال تپا کر مال والوں کی کروٹ اور پشت اور پیشانی وغیرہ پر داغ دیا جائے گا۔ پچاس ہزار برس تک یہی عذاب ہوا کرے گا۔ اس[۶] کے بعد اگر موحد ہے تو بہشت میں بھیجا جائے گا اور جو مشرک و بدعتی ہے تو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور[۷] فرمایا جو لوگ مال کی زکوٰۃ نہ دیں گے ان کی گردنوں میں بڑا بھاری گنجا زہریلا سانپ لپٹا یا جائے گا جو اُس کے منہ کو کاٹا کرے گا اور کہے گا کہ میں وہی تیرا خزانہ ہوں جس کو دنیا میں تو نے جمع کر رکھا تھا اور[۸] فرمایا جس کے پاس بکریوں اور گایوں کے ریوڑ یا اونٹوں کے گلے ہوں اور وہ اُن کی زکوٰۃ نہ دیوے

---

۱ بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱۵۶ ۲ ابو داؤد مشکوٰۃ ص۱۵۸ ۳ بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱۵۸ ۴ بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱۵۷ ۵ ترمذی نسائی مشکوٰۃ ص۱۵۹
۶ مسلم مشکوٰۃ ص۱۵۶ ۷ بخاری مشکوٰۃ ص۱۵۶ ۸ بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱۵۶

تو قیامت کے دن وہی جانور خوب موٹے موٹے بن کر آویں گے اور خدا کے حکم سے اپنے مالکوں کو پیروں سے کچلیں گے اور سینگوں سے مارتے رہیں گے جب تک کہ خداوند تعالیٰ کُل بندوں کا فیصلہ کر چکے اُس ایک دن میں جو پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ زکوٰۃ[1] وصول کرنے والوں کو تحفہ دینا اور اُن کو لینا سخت منع ہے۔ سال[2] گذرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ زکوٰۃ[3] میں زیادہ مال وصول کر لینا ویسا ہی گناہ ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینا۔

دوسری فصل سونے چاندی اور روپیہ کی زکوٰۃ کے بیان میں

جس کے پاس باون[4] روپیہ کلدار ہوں اور اُن پر پورا برس دن گذر جائے اُس پر ایک روپیہ پانچ آنہ زکوٰۃ فرض ہے **ف** چاندی کا یہی نصاب ہے اُس سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اگر اس نصاب میں سال کے اندر کمی ہوتی رہے گی تو بھی اس تعداد پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ پھر[5] جس قدر جمع زیادہ ہو سیدھا حساب یہ ہے کہ ڈھائی روپیہ سینکڑہ نکالے اگر سال کے اندر اور روپیہ جمع ہو جاوے اور ابھی سال پورا اُس پر نہ گذرا ہو تو اس بڑھتے ہوئے روپیہ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس زائد رقم پر بھی تاریخ جمع ہونے سے پورا سال نہ گذرے اور نصاب[6] کی حد کو نہ پہنچے۔ **ف** مسلمانوں کو ضرور ہے کہ زکوٰۃ کے ادا کرنے کا ایسا فکر رکھیں جیسے نماز کے ادا کرنے کا وقت پر فکر رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ کا یہ فکر ہے کہ اُس کا حساب رکھیں تاکہ بھول نہ پڑے۔ حضرت[7] نے فرمایا ہے جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا نہ ہو اُس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور اُس پر برس روز گذر جائے تب دو ماشہ سونا یا دو ماشہ سونے کی قیمت جو کچھ اس وقت کے بھاؤ کے مطابق ہو دینا فرض ہے۔ چاندی کا نصاب الگ ہے اور سونے کا الگ ہے۔ دونوں کو ملا کر نصاب پورا کرنے کا ثبوت نہیں ہے **ف** سونے کا نصاب بیس دینار سونا ہے جس کا ساڑھے سات تولہ سونا ہوا۔ غرض یہ ہے کہ سال گذرنے کے بعد چاندی اور سونے میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا فرض ہے۔ نصاب سے کم میں زکوٰۃ دینا نفل ہے اگر دینگے ثواب

[1] شرح السنۃ مشکوٰۃ ص۱۵۸ [2] ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۱۵۷ [3] ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ ص۱۵۷ [4] ترمذی مشکوٰۃ ص۱۵۹ [5] ابوداؤد منتقی ص۱۳۵ [6] ترمذی ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۵۸

ہوگا اور جو نہ دیں گے تو کچھ گناہ نہیں۔ زیور کی زکوٰۃ میں مختلف حدیثیں آئی ہیں جن میں قوی مسئلہ یہی ہے کہ زیور[1] کی زکوٰۃ بھی مثل چاندی اور سونے کے دینی چاہیے **ف** اگر اپنا مال یا روپیہ کسی پر قرض ہو اور امید ہو کہ جب چاہیں گے وصول کر لینگے تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر وصول ہونے کی امید نہیں ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

تیسری فصل جانوروں کی زکوٰۃ کے بیان میں

جب[2] چالیس بکریاں ہوں تب اُن میں ایک بکری فرض ہوتی ہے ایک سو بیس تک اور ایک سو بیس سے دو سو تک دو بکریاں ہیں اور پھر دو سو سے تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ پھر اسی طرح سے ہر سینکڑے پر ایک بکری بڑھے گی **ف** بکریوں کا نصاب چالیس راسیں ہیں جب ان پر برس روز گذر جائے گا تو زکوٰۃ فرض ہو گی مگر ایک یہ بھی شرط ہے کہ جنگل میں چرتی ہوں۔ بھینس[3]۔ گائے۔ بیل جب تک پورے تیس نہ ہوں اُن پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی ہے جب تیس ہو جائیں اور اُن پر برس دن گذر جائے تب برس دن کا ایک بچھڑا زکوٰۃ میں دینا فرض ہے اور جب چالیس ہوں تو دو برس کا **ف** گائے بیل بھینس کا نصاب تیس راس ہیں۔ اور اونٹوں میں پانچ[4] اُونٹ ہیں۔ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ جب پورے پانچ اونٹوں پر سال بھر گذر جائے تب ان میں ایک بکری دینی ہو گی۔ پانچ سے زیادہ پچیس تک ایک اونٹنی جو دوسرے سال میں لگی ہو پھر چھتیس اونٹوں سے پینتالیس تک ایک اونٹنی جو تیسرے سال میں لگی ہو اور چھیالیس سے لگا کر ساٹھ تک ایک اونٹنی جو چوتھے برس میں لگی ہو اور اکسٹھ سے لگا کر پچھتر تک ایک اونٹنی جو پانچویں برس میں لگی ہو اور چھہتر سے نوے تک دو دو اونٹنیاں جو چھٹے سال میں لگی ہوں۔ اور جب ایک سو بیس اونٹ سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس پر دو سالہ اونٹنی جو تیسرے سال میں لگی ہو اور ہر پچاس پر سہ سالہ اونٹنی جو چوتھے سال میں لگی ہو۔ غرض اسی طرح بڑھتے جائیں گے۔

---

[1] ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۲ [2] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱ [3] ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱ [4] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱

چوتھی فصل غلہ اور شہد وغیرہ کی زکوٰۃ کے بیان میں

جو کھیتی[1] کہ برسات یا تالاب یا نہر کے ذریعہ سے تیار ہو یا تراوٹ کی زمین میں پیدا ہو اُس میں دسواں حصہ زکوٰۃ کا فرض ہے۔ مثلاً بیس من غلہ پیدا ہو تو اُس میں سے دو من غلہ زکوٰۃ میں دیں۔ اور جو کنوئیں[2] کے پانی سے تیار ہو اُس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ کا فرض ہے مثلاً بیس من غلہ پیدا ہو تو من بھر غلہ زکوٰۃ کا دینا چاہیے **ف** کھجور[3] منقٰی[4]۔ گیہوں۔ جو۔ کا نصاب انگریزی تول سے اکیس من ہے اس سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ جب پورے اکیس من ہو تب اس میں دسواں حصہ دینا فرض ہوگا۔ شہد[5] میں دسواں حصہ زکوٰۃ کا نکالنا لازم ہے یعنی دس مشکوں میں سے ایک مشک دیویں۔ تجارت[6] کے مال پر زکوٰۃ کا فرض ہونا حدیث مرفوع اور اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال سے پایا جاتا ہے۔

فصل پانچویں جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے اور جن چیزوں کو زکوٰۃ میں نہ دینا چاہیے اُن کے بیان میں

سواری[1] کے گھوڑوں اور خدمت کے غلاموں اور کام کاج کے گدھے خچروں اور رہنے کے مکانوں اور کرایہ کے جانوروں اور سبز ترکاریوں[2] اور جواہرات و موتی پر زکوٰۃ نہیں ہے اور یتیم اور دیوانے کے مال اور جو مال نصاب سے کم ہو یا جس پر سال نہ گذرا ہو اور کتابوں اور برتنوں اور گھر کے فرش و فروش پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ چیزیں سوداگری کی ہونگی تو اُن پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ بوڑھی اور عیب دار اور گیابھن اور بانجھ بکری اور جو دودھ پینے کو پالی ہو اور وہ نر جو نسل لینے کو چھوڑا ہو زکوٰۃ میں نہ دینا چاہیے۔ ہاں اگر نر چھوٹا ہو زکوٰۃ لینے والا اگر چاہے تو لے سکتا ہے۔ اسی طرح کم عمر بچہ اور بیمار بھی زکوٰۃ میں نہ دینا چاہیے **ف** زکوٰۃ سے بچنے کے واسطے ریوڑ پریشان نہ کریں نہ متفرق جانوروں کو جمع کریں۔ اگر دو شخص[3] ساجھی ہوں تو جائز ہے کہ برابر تقسیم

[1] بخاری مشکوٰۃ ص۱۵۰ [2] بخاری مشکوٰۃ ص۱۵۱ [3] نسائی مشکوٰۃ ص۱۵۱ [4] ترمذی مشکوٰۃ ص۱۵۱ [5] ابو داؤد مشکوٰۃ ص۱۵۲
[6] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱۵۱ [7] دارقطنی مشکوٰۃ ص۱۵۲ [8] بخاری مشکوٰۃ ص۱۵۱

کرلیں پھر جس کا مال زکوٰۃ کے لائق ہو وہ سال پورا ہونے پر زکوٰۃ دے۔ ہر حال میں[1] زکوٰۃ ان جانوروں پر فرض ہے جو جنگل میں چرتے ہیں یعنی زیادہ خوراک اُن کی جنگل سے ہوتی ہے۔ زکوٰۃ لینے والے کو نہ چھانٹ کر عمدہ مال لینا چاہیے نہ خراب بلکہ درمیانی۔

چھٹی فصل جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا اور جنکو نہ دینا چاہیے اُنکے بیان میں

زکوٰۃ[2] کا مال فقیروں، مسکینوں۔ زکوٰۃ وصول کرنے والوں۔ نو مسلموں[3]۔ حاجت مندوں کو دینا چاہیے اور غلاموں کے آزاد کرانے اور مسلمانوں کے جرمانہ ادا کرنے اور خدا تعالیٰ[4] کے کاموں میں مسجد مدرسہ میں، حاجیوں کو حج کرانے کے لئے اور مسافروں[5] کو دیں۔ اگر اس قسم کے کُل لوگ جمع نہوں تو اگر ان میں سے کسی قسم کے شخص کو بھی دیدینگے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ زکوٰۃ کے وصول کرنیوالے اور مسافر[6] اور غازی اگرچہ اپنے گھروں میں مال دار ہوں تب بھی اُن کو زکوٰۃ لینا جائز ہے بہتر ہے کہ عورت اپنے مال میں سے محتاج خاوند اور بچوں کو صدقہ دے اور ان کو لینا بھی درست ہے مگر خاوند اپنی بی بی اور نابالغ بچوں کو نہیں دے سکتا اس واسطے کہ اُن کا نان ونفقہ اُس پر فرض ہے اور جس کو محتاج غریب حاجت والا دیکھے دیدے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ بھیک مانگنے والے لوگ مسکین نہیں۔ تونگر[7]۔ غنی۔ قوی۔ صاحب روزگار کو زکوٰۃ نہ دینا چاہیے۔ اگر پیشہ والا آدمی تندرست اور مفلس ولاچار ہو تو اُس کو زکوٰۃ دینا درست[8] ہے۔ حضرت نے فرمایا ہے جس بستی کے تونگروں سے زکوٰۃ لی جائے وہیں کے فقیروں پر تقسیم کردی جائے۔ غنی وہ ہے جو صاحب نصاب ہو اور فقیر وہ ہے جو صاحب نصاب نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ **ف** سیدوں[9] اور ان کے لونڈی غلاموں کو زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ سیدوں سے مراد بنی ہاشم یعنی آل عباس اور آل عقیل اور آل علی اور آل جعفر ہیں۔ جو چیز پڑی ہوئی پائی جاوے سیدوں کو اُس کا کھانا بھی جائز نہیں کیونکہ زکوٰۃ لوگوں کا میل ہے۔ جس کسی مسکین کو صدقہ دیا جاوے پھر وہ اپنی طرف سے کسی بھوکے سید کو ہدیۃً پیش کردے تو بھوکے سید کو اُس کا کھانا درست ہے۔ سید اپنے مال کی زکوٰۃ سیدوں کو

---

[1] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱ [2] سورۂ توبہ [3] سورۂ توبہ [4] سورۂ توبہ [5] سورۂ توبہ [6] سورۂ توبہ [7] ترمذی دارمی ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱ [8] ... [9] بخاری و مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۳

نہیں دے سکتا نہ وہ سید جو زکوٰۃ وصول کرتا ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے بلکہ اور طرح پر سیدوں کی خدمت کرنی چاہیے۔ اگر بھوکا سید زکوٰۃ کا مال کھالے تو مردار کھانے سے بہتر ہے۔ جو شخص غنی یعنی صاحب زکوٰۃ نہ ہو اُس کو مالِ زکوٰۃ میں سے مانگ کر لینا جائز ہے۔ زکوٰۃ کا مال مسلمان غریبوں کو دینا چاہیے کافروں کو دینا جائز نہیں ہاں مگر فاسق مسلمان کو دینا جائز ہے۔ غیر مستحق کو جان کر زکوٰۃ دیوے گا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی دوبارہ دینی پڑیگی اور اگر اُس شخص کو جو زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے بغیر جانے زکوٰۃ دیدے تو کچھ ہرج نہیں۔ حضرت نے فرمایا ہے عورتوں کو خاوندوں کے مال سے بغیر ان کی اجازت کے خرچ نہ کرنا چاہیے اگر خاوندوں کی اجازت سے خرچ کرینگی تو دونوں کو ثواب ہوگا بشرطیکہ فضول خرچی نہ ہو۔ زکوٰۃ میں سے جو مال دیدیا پھر واپس اُس کو خریدنا سخت منع ہے کُتے کی طرح قے کر کے چاٹ لینا ہے۔ زکوٰۃ کا دیا ہوا مال اگر ورثہ میں آوے تو لینا درست ہے بہتر ہے کہ ماں باپ کو زکوٰۃ میں سے نہ دیں بلکہ اور طرح خدمت کریں۔

ساتویں فصل سُوال کرنے کے بیان میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْئَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْ لِیَسْتَكْثِرْ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے لوگوں سے مال جمع کرنے کے واسطے سوال کیا تو گویا وہ شخص انگارے مانگتا ہے چاہے اُن کو زیادہ جمع کرے یا کم جمع کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صرف تین قسم کے آدمیوں کو سوال کرنا درست ہے۔ ایک تو وہ شخص جو کسی نیک کام میں خرچ کرنے سے قرضدار ہو گیا ہو۔ دوسرے وہ شخص کہ جس کا مال کسی آفت سے ہلاک ہو گیا ہو۔ تیسرے وہ کہ جسکی فاقہ کشی پر تین آدمی گواہی دیں۔ اور جو مال بڑھانے کو مانگے گا اُس کے چہرے پر قیامت کے دن گوشت نہ ہوگا۔ فرمایا ہے کہ سوال کرنے والے کی عزت نہیں رہتی اس کو چاہیے کہ جنگل سے لکڑیاں لاکر بیچے اور مزدوری کر کے گذارہ کرے۔ فرمایا بغیر مانگے جو کچھ ملے لے لیوے اس میں برکت

۱ ترمذی ابوداؤد نسائی مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۳ ۲ سورۂ توبہ ۳ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۲ ۴ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۲ ۵ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱
۶ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۲ ۷ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۲ ۸ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱

ہوتی ہے۔ اور جو نفس کے لالچ سے مانگتا ہے اُس میں برکت نہیں ہوتی۔ اُس[1] ہدیہ کو قبول کرنا اور اُس کے بدلہ میں ہدیہ دینا ثابت ہے۔ دفن کیا ہوا مال جو کسی کو ملے تو اُس میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ کا ہے مثلاً سو روپیہ کا مال ہے تو زکوٰۃ کے بیس روپیہ ہونگے۔ کان کی آمدنی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے۔

کتاب الصوم

پہلی فصل رمضان شریف اور روزوں کی فضیلت اور اُن کے احکام کے بیان میں

چوتھا رکن اسلام کا رمضان شریف کے روزے ہیں۔ مسلمانوں پر[2] اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کے روزے فرض کیے ہیں۔ رمضان[3] شریف کا وہ مقدس اور پاک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر قرآن نازل کیا پھر وہاں سے تیئیس[3] برس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ حضرت[4] نے فرمایا ہے جب رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے تو جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان قید ہو جاتے ہیں۔ ایک رمضان[5] کے ختم ہونے سے دوسرے رمضان کے آنے تک یعنی گیارہ مہینے سے بہشتوں کی تیاریاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہیں۔ جب[5] رمضان شریف کا پہلا دن ہوتا ہے، تب جنت کی ہوا عرش کے نیچے ہو کر حوران بہشت کے سروں پر سے چلتی ہے اُس وقت وہ دعا کرتی ہیں کہ اے خداوندا عطا کر تو ہم کو شوہر ہمارے کہ ٹھنڈی ہوں جن سے آنکھیں ہماری اور ٹھنڈی ہوں ہم سے آنکھیں اُن کی۔ رمضان[6] شریف میں ایک رات بڑی برکت والی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے اُس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ اس رات کی عبادتوں سے جو شخص محروم رہا وہ بڑی نعمتوں سے محروم رہا۔ اس رات کی ایک پہچان یہ ہے کہ اس کی صبح کو روشنی سورج

[1] متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۵ [2] سورۂ بقر [3] سورۂ قدر [4] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۵ [5] بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۶ [6] بیہقی شعب الایمان مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۶ [7] احمد مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۵

کی مندی پڑ جاتی ہے۔ اکثر[ل] یہ مبارک رات رمضان کی اکیسویں[۲۱] یا تیئیسویں[۲۳] یا پچیسویں[۲۵] یا ستائیسویں[۲۷] یا انتیسویں[۲۹] تاریخ کی راتوں میں پھرتی ہوئی ہر سال ہوا کرتی ہے۔ اس[۲] رات میں حضرت جبریل مع جماعت مقرب فرشتوں کے آسمانوں سے اُترتے ہیں اور عبادت کرنے والے موحد بندوں کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ قبول فرماتا ہے اللہ تعالیٰ دعا اُن کی بیچ حق موحد بندوں اپنوں کے اور بخش دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس رات کی عبادت کی برکت سے اگلے سارے گناہ اپنے موحد مسلمان بندوں کے اور فرمایا[۳] کہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک کفارہ ہے گناہوں کا۔ اس[۴] مہینہ میں ایک فرض پڑھنا دوسرے مہینوں کے ستر[۷۰] فرضوں کے برابر ہے۔ اس مہینہ کی نفلی عبادتوں کا ثواب جو موافق طریقہ اپنے نبی کریم کے ہو دوسرے مہینوں کی عبادت فرض کے برابر لکھا جاتا ہے آنحضرت اس مہینہ میں عبادت و خیرات زیادہ کرتے صحابہ کرام کو مبارکی سُناتے اور دعا کرتے یا اللہ برکت دے رجب اور شعبان میں اور نصیب کر ہم کو رمضان۔ اور فرمایا جس[۵] نے پایا مہینہ رمضان کا اور نہ بخشوائے اللہ سے گناہ اپنے وہ دور ہوا اللہ کی رحمتوں سے۔ فرمایا[۶] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدم کے بیٹوں کی ہر ایک نیکی کا بدلہ بڑھتا ہے ایک نیکی سے سات سو نیکی تک مگر روزے کی نیکیوں کا کچھ شمار ہی نہیں ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ روزہ میرے ہی لئے ہے پس اُس کی جزا میں ہی دوں گا بندوں اپنوں کو کہ چھوڑا تھا اُنہوں نے خواہشوں اپنی کو اور کھانے پینے اپنے کو میرے حکم سے۔ پس دو خوشیاں ہیں روزہ دار کے لئے اور بُو منہ روزہ دار کی بہت پسند آتی ہے اللہ تعالیٰ کو کستوری کی بُو سے اور روزہ ڈھال ہے نجات کی دوزخ سے پس چاہیئے کہ نہ بیہودہ بکے روزہ دار نہ چلا کر بک بک کرے اگر کوئی بُرا کہے اُس کو تو صبر کرے اور کہہ دے میں روزہ سے ہوں۔ بخاری مسلم میں ہے کہ جس نے نماز نفل پڑھی رمضان کی راتوں میں بدوں ریا کے ثواب کی امید پر بخشے جاتے ہیں سارے گناہ اُس کے۔ فرمایا[۸] کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اُن میں سے ریان نام کا ایک دروازہ خاص روزہ داروں کے لئے ہے۔ دوسرے لوگ اُس کی سیر محروم رہینگے اور فرمایا[۹] کہ روزہ اور قرآن شفاعت کراویں گے دن قیامت کے سچے مسلمانوں کی۔ بغیر عذر کے

ل۔ بخاری مشکوٰۃ صـ۱۸۱ ۲۔ بیہقی مشکوٰۃ صـ۱۸۱ ۳۔ بیہقی مشکوٰۃ صـ۱۸۱ ۴۔ مسلم ترغیب صـ۱۷۲ ۵۔ بیہقی مشکوٰۃ صـ۱۶۵ ۶۔ بخاری مسلم مشکوٰۃ صـ۱۶۵ ۷۔ ابن حبان ترغیب صـ۱۸۲ ۸۔ بخاری مسلم مشکوٰۃ صـ۱۶۵ ۹۔ بیہقی مشکوٰۃ صـ۱۶۵

روزہ نہ رکھنے کا ویسا ہی گناہ ہے جیسا نماز نہ پڑھنے اور زکوٰۃ نہ دینے کا یعنی بغیر عذر چھوڑنے سے کفر لازم آتا ہے اور فرمایا[1] کہ جس نے بغیر عذر کے روزہ رمضان کا نہ رکھا اگر تمام سال یا تمام عمر نفل روزے رکھے یا دنیا کی ساری نعمتیں خیرات کر دے تو بھی اُس ایک روزہ کے درجہ کو نہ پہنچے گا۔ جو بیمار ہو یا سفر میں ہو یا عورتیں[2] حیض اور نفاس میں ہوں یا حمل سے ہوں یا بچوں کو دودھ پلاتی ہوں اگر اُن کو خوف ہو کہ روزہ کے سبب بچہ کو نقصان پہنچے گا تو روزہ موقوف رکھیں جب اُن کے عذر جاتے رہیں روزے قضا رکھیں۔ سال بھر کے اندر ایک دم رکھیں چاہے تھوڑے تھوڑے کر کے کئی دفعہ میں رکھ لیں اختیار ہے۔ جو شخص[3] بہت بوڑھا اور ضعیف ہو طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو اُس کے لئے روزہ معاف ہے ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے اور قضا نہ رکھے۔ روزہ رکھنے والا صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانا پینا جماع کرنا بند رکھے حقہ نہ پیئے ہلاس نہ سونگھے۔ فضول[4] اور بیہودہ نہ بکے گالی نہ دے چغل خوری نہ کرے کیونکہ اس سے روزہ خراب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس روزہ کو پسند نہیں کرتا۔ اگر ضرورت کی باتیں کرے تو جائز ہے۔ روزہ میں اکثر تلاوت قرآن و ذکر خیر میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اگر بیماری کے سبب سے[5] قے کریں تو قضا روزہ رکھنا ہوگا اور خود بخود قے ہو جانے سے روزہ میں نقصان نہیں آتا۔ اگر میت[6] پر رمضان کے روزے یا نذر کے روزے ہوں اور اُس کا وارث رکھے تو ادا ہو جائیں گے روزہ میں خوشبو لگانا سر میں تیل ڈالنا سرمہ[7] لگانا۔ فصد کھلوانا۔ بھری سینگی[8] کھچوانا۔ پچھنے لگوانا۔ مسواک کرنا۔ کلی غسل کرنا ناک میں پانی ڈالنا درست ہے لیکن زیادہ مبالغہ نہ کریں۔ گلے کے اوپر سے تھوک نگلنے سے روزہ میں نقصان نہیں۔ بیوی[9] کا روزہ میں بوسہ لینا جائز ہے بدن سے بدن لگانا جائز ہے مگر جوان بے صبر آدمی کو نہ چاہیئے۔ اگر رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی تو بہتر ہے کہ رات ہی کو نہا لیں اور اگر صبح کو بھی نہائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ روزہ میں[10] یعنی صبح صادق سے غروب تک بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے اگر کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا اور روزہ ٹوٹ جائے گا۔ جو شخص[11] جان کر روزہ میں صحبت کرے اُس کو ایک غلام آزاد کرنا چاہیئے۔ اگر غلام آزاد نہ ہو سکے تو

[1] احمد ترمذی ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹ [2] ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۷ [3] جامع البیان ۲۷ [4] بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۶ [5] ترمذی ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۸
[6] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۵ [7] ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۹ [8] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۹ [9] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۸ [10] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۸
[11] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۸

برابر دو مہینے روزے رکھے اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے پھر قضا رکھے اور بہت استغفار پڑھے۔ روزہ کی حالت میں اگر جان کر کھا پی لے تو اُس پر قضا لازم ہے کفارہ نہیں ہے اگرچہ علماء نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے مگر تحقیق صحیح مسئلہ یہی ہے کہ حضرت سے فقط عورت سے جان کر صحبت کرنے کے حق میں کفارہ کا حکم ثبوت کو پہنچا ہے اور کسی میں نہیں اور کفارہ[۱] کا کھانا کھلانا بھی مقدور والے پر واجب ہے۔ اگر ابر[۲] کے سبب سے روزہ کھول لیا پھر سورج معلوم ہوا روزہ کی قضا رکھنی ہوگی۔ بھوک[۳] پیاس کی شدت سے اگر جان کا خوف ہو تو ضرور روزہ توڑ دینا چاہیئے پھر قضا رکھ لے۔ اگر روزہ دار بھولے سے پیٹ بھر کر کھا پی لے تو یہ کھانا اللہ نے کھلایا پلایا اور روزہ بھی سلامت رہا۔ روزہ[۴] کی شدت سے روزہ دار اگر سر پر پانی بہائے یا کپڑا تر کر کر رکھے درست ہے۔ گھر[۵] میں اگر بیمار پڑ جاوے یا سفر کو چلا جائے اور روزہ توڑ دے تو کچھ گناہ نہیں نہ کفارہ ہے۔ حضرت[۶] نے عصر کے وقت خود بھی روزہ توڑا اور صحابہ سے بھی تڑوایا اور فرمایا[۷] سفر میں روزہ رکھنا اچھی بات نہیں ہے اگر تکلیف ہو۔ ایک جگہ فرمایا[۸] ہے تکلیف کی حالت میں سفر میں روزہ رکھنے والے پکّے گنہگار ہیں۔ سفر[۹] و بیماری کی وجہ سے جو روزے ٹوٹیں اُن کی قضا لازم ہے۔ طاقت دار آدمی سفر میں روزہ رکھے اور اُس کو تکلیف نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ رمضان[۱۰] میں لونڈی غلاموں سے کم کام لینے کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ شک[۱۱] کے دن روزہ رکھنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے۔ رمضان[۱۲] سے ایک دو دن پہلے سے روزہ شروع کرنا منع ہے اگر ہمیشہ ہر مہینہ پر تین چار دن روزہ رکھنے کی عادت ہو تو مضائقہ نہیں جیسے کہ حضرت[۱۳] کی عادت مبارک تھی۔ تندرست آدمی کو ہر روز روزہ کی نیت کرنا ضروری نہیں سارے مہینے کی روزے کی نیت کا ارادہ ہی کافی ہے ہاں صاحب عذر اگر رات کو نیت نہ کرے گا تو روزہ صحیح نہ ہوگا۔ نفل روزے کی نیت دن کو بھی ہو سکتی ہے۔ پے در پے روزہ رکھنا

---

[۱] بخاری مسلم مشکوۃ ص۱۶۹ [۲] ابوداؤد مترجم ص۱۰۷ [۳] بخاری مسلم مشکوۃ ص۱۶۹ [۴] مالک ابوداؤد مشکوۃ ص۱۶۹ [۵] بخاری مسلم مشکوۃ ص۱۶۹
[۶] بخاری مسلم مشکوۃ ص۱۶۹ [۷] بخاری مسلم مشکوۃ ص۱۶۹ [۸] مسلم مشکوۃ ص۱۷۰ [۹] سورہ بقرہ مسلم مشکوۃ [۱۰] بیہقی مشکوۃ ص۱۶۶
[۱۱] نسائی مشکوۃ ص۱۶۶ [۱۲] بخاری مسلم مشکوۃ ص۱۶۶ [۱۳] ابوداؤد ترمذی مشکوۃ ص۱۶۶

یعنی رات کو بھی افطار نہ کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو درست تھا امت کو منع ہے۔

دوسری فصل چاند کے بیان میں

عن[1] اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر۔ اس سے عید کا چاند مراد ہے اور جو تم پر ابر ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کردو۔ بخاری مسلم۔ اگر ایک[2] مسلمان چاند دیکھنے کی گواہی دے تو کل مسلمانوں پر روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے مگر عید کے چاند دیکھنے کی جب تک دو مسلمان گواہی نہ دیں افطار کرنا نہ چاہیئے۔ حضرت[3] کے زمانہ میں ابر چھایا ہوا تھا اور اُنتیس ۲۹ کو عید کا چاند دکھائی نہ دیا سب نے اُس روز روزہ رکھا۔ دوپہر کے وقت کچھ سوار ملک شام کی طرف سے آئے اور اُنہوں نے کہا کہ ہم نے کل شام کو چاند دیکھا تھا۔ حضرت نے حکم جاری کیا کہ سب لوگ روزے افطار کردیں اور کل کو عید کی نماز پڑھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بتیس پچیس ۲۵ کوس کے فاصلہ پر اگر چاند دیکھا جائے اور مسلمانوں کی شہادت پہنچے تو اعتبار کیا جائے گا۔ اور اگر دور کے شہروں میں دیکھا جائے تو اعتبار نہ کیا جائے گا بموجب حدیث[4] ابن عباسؓ کے کہ ہر شہر والوں کے واسطے وہیں کا دیکھنا معتبر ہے۔ چونکہ[5] شرع شریف میں مسلمانوں کی شہادت کی قید لگائی گئی ہے۔ اس سبب سے جو خبر بذریعہ تار برقی کے معلوم ہوگی اُس پر شریعت کے احکام جاری نہ ہونگے اگر گواہوں کے عقائد معلوم نہ ہوں تو دریافت کرلینا ضرور ہے۔

تیسری ۳ فصل سحری اور روزہ افطار کرنے اور افطار کرانیکے بیان میں

سحری کا عمدہ وقت صبح کاذب سے ہے جب تک صبح صادق ظاہر نہ ہو۔ حضرت[6] نے فرمایا ہے سحری کا عمدہ وقت یہ ہے کہ آخر وقت میں کھائی جائے۔ سحری کے وقت کوئی دعا روزہ کی نیت کیواسطے

[1] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۹ [2] ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۹ [3] منتقی صفحہ ۱۰ [4] ابوداؤد کرم ج صفحہ ۵۵۲ [5] ترمذی نسائی ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۹
[6] ترغیب مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۶

پڑھنا ثابت نہیں۔ فرمایا[1] ہے سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔ فرمایا[2] ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزوں میں سحری کا فرق ہے۔ مسلمانوں[3] کے واسطے کھجوریں سحری کے وقت عمدہ ہیں۔ فرمایا[4] کہ جب سُنو آواز اذان صبح کی اور ہاتھ میں پانی کا برتن ہو تو اُسے رکھ نہ دو بلکہ پی لو کچھ حرج نہیں حضرت[5] نے فرمایا ہے ہمیشہ غالب رہے گا دین جب تک کہ مسلمان افطار میں جلدی کیا کریں گے فرمایا ہمیشہ رہیں گے لوگ بھلائی میں جب تک کہ جلدی کیا کریں گے روزہ کھولنے میں۔ حضرت[6] نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ کو وہ بندے بہت پیارے ہیں جو افطار میں جلدی کیا کرتے ہیں۔ اور فرمایا[7] جب گردہ آفتاب مغرب میں چھپ جائے اور مشرق کی جانب سے سیاہی نمودار ہو روزہ کھولنے کا یہی وقت عمدہ ہے۔ روزہ کا دیر میں افطار کرنا مسلمانوں کا کام نہیں ہے رافضیوں کی مشابہت سے بچنا ضرور چاہیئے۔ فخر و تکبر و ریا کی افطاریوں سے بھی پرہیز کریں خدا اور رسول نے ایسے کھانوں سے سچے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے۔ فرمایا[8] ہے جو کسی مسلمان کا روزہ نیک نیتی سے افطار کراوے وہ ایک روزہ کا ثواب پاتا ہے اور جتنوں کو افطار کرائے گا وتنوں کا ثواب پائے گا اور اُس کے ثواب پانے سے روزہ داروں کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بشرطیکہ ریا اور تکلف سے پاک خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ مسلمانوں کا روزہ افطار کرانے سے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ ایک ہی کھجور یا ایک ہی گھونٹ پانی یا دودھ سے افطار کراوے۔ افطار کرانے والوں کو اللہ حوض کوثر کا پانی پلائے گا جس سے جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔ روزہ کے افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے[9] اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ یعنی اے اللہ تیرے ہی واسطے روزہ رکھا میں نے اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا میں نے۔ اگر چاہے یہ بھی دعا پڑھیں[10] ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ یعنی جاتی رہی پیاس اور تر ہوگئیں رگیں اور ضروری ہوگیا ثواب انشاء اللہ۔ اور اگر چاہے یہ بھی پڑھیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ یعنی اے اللہ میں تجھ سے اُس تیری رحمت کے وسیلہ سے مانگتا ہوں جو ہر شے کو واسع ہے یہ کہ بخش دے تو میرے گناہ۔

۱ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۰ ۲ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۰ ۳ ترغیب صفحہ ۱۸۶ ۴ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۵ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵
۶ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۷ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۸ بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۰ ۹ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۱۰ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵

چوتھی فصل اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف میں بیٹھنا بڑا ثواب کا کام ہے حضرت[۱] صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے[۲]۔ اعتکاف کے لئے مسجد میں علیحدہ ایک جگہ مقرر کرتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک بوریئے کا پردہ ڈال کر حجرہ بناتے تھے۔ صبح[۳] کی نماز پڑھ کر اعتکاف میں داخل ہونا چاہیے۔ مسجد سے باہر سوائے حاجات ضروریہ کے نہ نکلیں۔ بیمار پرسی کو جانا درست نہیں ہے۔ راستہ چلتے ہوئے بیمار کو پوچھ لینا جائز ہے۔ دفن میت یا نماز جنازہ کے واسطے باہر جانا جائز نہیں۔ عورت سے صحبت نہ کریں بوسہ نہ لیں نہ گلے لگائیں مسجد[۴] سے سر باہر نکال کر بال دھلوانا اور کنگھی کرانا جائز ہے۔ اعتکاف[۵] والا آدمی گناہوں سے باز رہتا ہے اور جن نیکیوں کے کرنے سے باز رہتا ہے اُن کا ثواب خدا تعالیٰ سے پا لیتا ہے۔ اعتکاف[۶] میں روزہ رکھنا اعتکاف کی شرط نہیں ہے مگر بہتر ہے۔ بیماری یا کسی ضرورت کی وجہ سے اعتکاف کو توڑ دے تو اُسکی قضا نئے سرے سے کرے۔ اگر اعتکاف[۷] کی نذر مانی ہو تو اُس کا پورا کرنا واجب ہے۔ جتنے دنوں کی نذر ہوگی اُتنے دنوں اعتکاف میں بیٹھنا پڑے گا خواہ ایک روز ہی کی نیت ہو۔ ایک[۸] سال میں دو بار اعتکاف کرنا بھی ثابت ہے۔ عورتوں[۹] کا اعتکاف میں بیٹھنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ مستحاضہ عورت بھی مسجد میں اعتکاف کرے تو جائز ہے۔ حضرت[۱۰] سے ایک سال اعتکاف رہ گیا تھا جس کو آپ نے دوسرے سال قضا فرمایا اور بیس روز کا اعتکاف کیا۔ صحیح[۱۱] حدیثوں کے موافق اعتکاف کی مدت دس دن ہیں رمضان کے آخر میں۔ اس سے کم کا اعتکاف حضرت اور خلفاء راشدین سے صحیح سند کے ساتھ نہیں پایا گیا۔ اعتکاف[۱۲] کے واسطے جامع مسجد میں بیٹھنا اچھا ہے۔ جمعہ کی نماز کے واسطے اگر اعتکاف والا جائے گا تو بعض صحابہ وتابعین کا مذہب ہے کہ اعتکاف باطل ہو جائے گا اور یہی قول امام مالک اور شافعی کا ہے۔ جامع ترمذی میں بعض صحابہ وتابعین کا قول لکھا ہے کہ اگر اعتکاف کے شروع کے وقت نماز جنازہ اور نماز جمعہ کے واسطے جانے

۱ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۲ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۳ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۴ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۵ ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵
... بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ... ۱۰ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵

کی نیت کرے تو جا سکتا ہے ورنہ نہیں جا سکتا۔ اعتکاف کی حالت میں قرآن شریف پڑھنا، حدیث پڑھنا، اذان دینا، امامت کرنا، دین کی تعلیم دینا، خطبہ سنانا، فتویٰ لکھنا یا بتلانا، حجامت و غسل کرنا کپڑے بدلنا، حاجت کی مختصر باتیں کر لینا، کھانا پینا اپنے اعتکاف کے حجرہ میں درست ہے۔

کتاب الحج

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دیوے اور سواری اور آنے جانے کا خرچ اور وہاں کی ضروریات اور اس کے پیچھے اہل و عیال کے کھانے پینے کے واسطے موجود ہو اس وقت اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ جو مسلمان اتنا مقدور رکھے اور تندرست ہو اور پھر حج نہ کرے وہی سزایاب ہوگا۔ جو شخص[۵۱] بہت بوڑھا ہو اس کی طرف سے اور کوئی رشتہ دار حج کر سکتا ہے۔ فرمایا[۵۲] جو شخص ہوتے ہوئے حج نہ کرے وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے حج کے مسائل بہت ہیں جن کی اس مختصر میں گنجایش نہیں۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب بہادر نے جو رسالہ ایضاح المحجہ لکھا ہے اس میں خوب تفصیل سے لکھا ہے تبرکاً تھوڑے سے مسائل ہم بھی لکھے دیتے ہیں۔

پہلی فصل حج کی مختصر کیفیت کے بیان میں

[۵۳] وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کیا اللہ کے واسطے پھر نہ اس میں عورتوں سے میل کیا اور نہ لڑائی جھگڑا کیا وہ ایسا پھرا کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا یعنی گناہوں سے پاک ہو گیا۔ حج کی تین قسمیں ہیں قران[۱] تمتع[۲] افراد[۳]۔ حضرت نے پہلی قسم کا حج کیا اور دوسری قسم کی آرزو کی۔ سب قسموں میں سے تمتع اچھا ہے۔ اس میں آسانی بہت ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ جب مسلمان ہندوستان سے عدن ہوتے ہوئے

۵۱ بخاری مسلم مشکوۃ صہ ۲۱۳ ۵۲ ترمذی مشکوۃ صہ ۲۱۴ ۵۳ بخاری مسلم مشکوۃ صہ ۲۱۳

یلملم[۱] کے پہاڑ کے سامنے پہنچیں جس کو جہاز والے بتلا دیتے ہیں احرام کے واسطے غسل[۲] کریں پاجامہ کرتا ٹوپی عمامہ موزے مرد اُتار دیں تہبند باندھ لیں اور چادر اوڑھ لیں پیروں کے ٹخنے کھلے رکھیں۔ میسر ہو تو خوشبو لگائیں اگر تہبند میسر نہ ہو تو پاجامہ کا کچھ ہرج نہیں۔ احرام باندھتے وقت عمرہ کی نیت کریں پھر نفل دو رکعتیں پڑھ کر کہیں لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ بِعُمْرَةٍ یعنی حاضر ہوں میں اے[۱] اللہ عمرہ کے واسطے۔ پھر مکہ شریف میں داخل ہونے تک لبیک اس طرح پکار کر کہا کریں لَبَّيْكَ[۳] اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ حضرت لبیک میں اس سے زیادہ کلمے نہ کہتے تھے یعنی حاضر ہوں تیری خدمت میں۔ اے اللہ حاضر ہوں تیری خدمت میں نہیں ہے کوئی شریک تیرا حاضر ہوں تیری خدمت میں۔ تحقیق سب تعریف اور نعمتیں تیرے واسطے ہیں اور بادشاہت تیرے واسطے ہے تیرا کوئی شریک نہیں[۵]۔ اور لبیک کہنے کے بعد اپنی مغفرت کے واسطے خوب دعا کریں۔ میقات[۴] یعنی جہاں احرام باندھنے کا حکم ہے اگر اُس کے گذر جانے کے موقع کا ٹھیک خیال ہو پہلے سے احرام باندھ لیں تو کچھ ہرج نہیں۔ احرام[۵] باندھنے کے بعد خوشبو نہ لگائیں۔ کسی[۶] سے لڑائی دنگا نہ کریں۔ شکار نہ کھیلیں درخت نہ کاٹیں بال و ناخن نہ لیویں۔ فرمایا[۷] شکار کا گوشت تمہارے واسطے حلال ہے اگر تم نے نہ کیا ہو اور نہ تمہارے واسطے کیا گیا ہو۔ زعفران[۸] کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنیں۔ احرام میں جو کوئی مر جاوے اُس کو خوشبو نہ لگاویں اور کھلے سر دفن کریں۔ مرد[۹] سر اور منہ نہ ڈھانکیں۔ عورتیں بھی منہ نہ ڈھانکیں ہاں پردہ کیلئے کچھ بندوبست کرلیں اور سب کپڑے پہنے رہیں۔ اگر کپڑے[۱۰] کو خوشبو لگ جاوے تین بار دھو ڈالیں۔ احرام[۱۱] والا نہ خود نکاح کرے نہ کسی کا نکاح باندھے نہ منگنی کرے۔ احرام والے جوں نہ ماریں پکڑ پکڑ کر پھینک دیں تو مضائقہ نہیں۔ اگر سر[۱۲] میں جوئیں پڑ جائیں اور سر منڈا لیں تو کفارہ دیدیں۔ احرام والے اگر ان ممنوع کاموں میں سے کوئی کام کرلیں اور پھر کفارہ دیدیں تو احرام باطل نہ ہوگا۔ کفارہ یہ ہے کہ چھ مسکینوں کو آٹھ سیر اناج دیویں یا تین روزے رکھیں یا ایک قربانی کریں۔ حاجی کو کوئی حج سے روک دے تو اُلٹا پھر جائے لڑائی

۵) اگر حاجی ہو تو حجر اسود کو چومنے کے وقت لبیک ختم کریں

۱ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۳ ۲ ترمذی دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۳ ۳ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۵ ۴ ابن ماجہ ابوداود مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۳ ۵ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۵
۶ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۳ ۷ ابوداود ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۵ ۸ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۵ ۹ ابوداود ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۵ ۱۰ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۶

نہ کرے۔ اگر احرام باندھے ہوئے ہے احرام کھول دے۔ قربانی ساتھ ہو تو ذبح کر دے جب امن پاوے
حج کرے۔ احرام والے کو جائز ہے کہ پھول سونگھے آئینہ دیکھے انگوٹھی پہنے ہمیانی وغیرہ کمر سے
باندھے سئے کپڑے بدلے دریا کا شکار کھیلے۔ ضرورت[1] سے سینگی لگائے۔ اگر بدن کو کھجانے سے
ناخن ٹوٹ جاوے تو چاقو سے تراش دے۔ جانور[2] ذبح کرے دھو کر کرتا پہن لے خوشبو لگائے
دھوپ کے سبب سے سر پر سایہ کرلے۔ ضرورت[3] پر زیتون اور گھی وغیرہ سے دوا کرے زیور پہنے
احرام والا چوہا۔ چیل۔ بچھو۔ کتا۔ سانپ مار ڈالے تو درست[4] ہے چاہے حرم ہی میں کیوں نہ ہو۔
جب[5] کعبہ شریف کے قریب پہنچے غسل کرے۔ مگر افسوس ہے یہ سنت اب بدو لوگ نہیں کرنے دیتے
احرام والے کو اپنی بیوی کا بوسہ لینا یا اُس پر اس نیت سے نظر کرنا حرام ہے۔ جب بیت اللہ[6] نظر پڑے
یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ
تَکْرِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا یعنی اے اللہ اپنے گھر کی بزرگی و عظمت زیادہ کر اور کرامت اور
ہیبت اور زیادہ کر بزرگی و عظمت و کرامت و نکوکاری اُس شخص کی جس نے حج یا عمرہ کیا تیرے
گھر کا۔ پھر جو چاہے دعا کرے۔ پھر[7] معلّے کی طرف سے مکہ میں اور باب ابراہیم کی طرف سے حرم
میں داخل ہو۔ حجر اسود کو بوسہ دے پھر[8] داہنی طرف سے طواف شروع کرے اس طرح پر کہ مرد
اپنی چادر کو داہنے ہاتھ کی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالیں جس کو اضطباع کہتے ہیں۔
عورتیں اس طرح نہ کریں اور خانہ کعبہ کے سات بار چکر کھائیں اس چکر کو شوط کہتے ہیں۔ پہلے
تین چکروں میں حجر اسود کے پاس سے اُچھلتے[9] کودتے ہوئے پاس قدم رکھتے مونڈھے ہلاتے ہوئے
مرد آہستہ بھاگ کر چلیں اس کو رَمَل کہتے ہیں۔ عورتیں ساتوں چکروں میں آہستہ چلیں۔ ہر حاجی
اس رکن کا ہاتھ سے بوسہ لے رخسار ملے اور ان دونوں رکنوں کے درمیان ہر دفعہ کے چکر میں
یہ پڑھا[10] کریں رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ یعنی اے
رب دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے۔ جب
حجر اسود کے سامنے پہنچیں اُس کو ہر دفعہ بوسہ دیں اور پیشانی اور رخسارہ اُس پر ملیں اور کہیں

[1] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۲۲۶ [2] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۲۲۶ [3] ترمذی مشکوٰۃ ص۲۲۶ [4] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۲۲۸ [9] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۲۲۸
[5] رحمۃ الہداۃ ص۱۳۱ [6] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۲۱۸ [7] مسلم مشکوٰۃ ص۲۱۹ [8] مسلم مشکوٰۃ ص۲۱۹ [10] ابوداؤد مشکوٰۃ ص۲۱۹

بسم اللہ واللہ اکبر۔ اگر آدمیوں کی کثرت کے سبب سے ایسا نہ کر سکیں تو لاچاری کو ہاتھ یا لکڑی حجر اسود کو لگا کر یا اُس طرف ہاتھ یا لکڑی سے اشارہ کر کر بوسہ دیں۔ غرض اسی طرح سے سات چکر پورے کر کر مقام ابراہیم پر[51] دو نفل پڑھیں اور ہر شوط کرتے ہوئے اور نفلوں کے بعد مقام ابراہیم پر اور بیت اللہ کے دروازہ پر اور اس کے داہنے بائیں خوب دعا کریں۔ ان جگہوں کی دعائیں بہت مقبول ہیں۔ حجر اسود کے سامنے اور کعبہ شریف کو دیکھ کر رفع یدین کرتے ہیں کہیں سے ثابت[52] نہیں ہے بلکہ منع ہے۔ طواف کرتے ہوئے صرف رکن یمانی اور حجر اسود کو حضرت ہاتھ لگاتے تھے اور کسی جگہ کو نہ لگاتے تھے[53]۔ طواف سواری پر بھی درست ہے۔ مقام ابراہیم پر حضرت پڑھا کرتے تھے[54] واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ؁ اس مقام پر اور حطیم کے گھیرے کے اندر طواف کے بعد جب چاہیں نفل پڑھا کریں۔ بیت اللہ میں ہر وقت نماز نفل درست ہے۔ طواف کے بعد ۲ دو نفل مقام ابراہیم میں پڑھیں۔ پہلی رکعت میں قل یا اور دوسری میں قل ھو اللہ پھر حجر اسود کا بوسہ دیں۔ پھر باب[55] صفا سے حرم کے باہر نکلیں اور صفا کے اوپر کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھیں[56] ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ یعنی صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پھر تین بار پڑھیں[57] لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ و صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ یعنی نہیں ہے کوئی لائق اس کے کہ اس کی عبادت کی جائے بجز اللہ تعالیٰ کے جو اکیلا ہے کوئی اُس کا شریک نہیں اُسی کی بادشاہی ہے اور اُسی کے واسطے سب تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی لائق نہیں کہ اُس کی عبادت کی جائے سچا کیا اُس نے وعدہ اپنا اور مدد کی اپنے بندے کی اور شکست دی تمام (کفاروں کے) لشکروں کو اُس اکیلے نے (خندق کی لڑائی میں) اور جب تک چاہیں ہاتھ اُٹھا کر دعا کریں۔ پھر مروہ کی طرف چلیں۔ صفا اور مروہ کے بیچ[58] نشیب میں ۲ دو میل بائیں طرف کٹہرے میں دوڑ کر چلیں تیز نہ دوڑیں۔ عورتیں آہستہ آہستہ ہی چلیں۔ مروہ پر

---

۵۱ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۶ ۵۲ ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۲۱۹ ۵۳ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۹ ۵۴ سورہ بقر ۵۵ مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۶
۵۶ سورہ بقر ۵۷ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۶ ۵۸ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۶

بھی ذرا ٹھیریں اور وہی پڑھیں جو صفا پر پڑھا تھا یہ ایک پھیرا ہوا۔ اسی طرح سات پھیرے کریں۔
اس کو سعی کہتے ہیں۔ اخیر پھیرا مروہ پر ختم ہوگا۔ سعی کرتے ہوئے صفا مروہ کے درمیان میں یہ پڑھیں
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ یعنی اے اللہ بخش دے اور رحم کر تحقیق تو بڑائی والا
اور عزت والا ہے۔ عمرہ کے ارکان ختم ہوئے۔ صفا مروہ کی سعی اب حاجی پر ضروری نہیں ہے۔
اب احرام کے کپڑے اُتار دیں سر کے بال کتروائیں یا منڈائیں۔ معمولی لباس پہن کر مکہ میں رہیں
اور جس قدر ہو سکے رات دن میں بیت اللہ کا طواف کیا کریں اگر زیادہ درجے لینے منظور ہوں۔
مکہ سے تین کوس پر ایک جگہ ہے جس کو تنعیم اور مسجد عائشہ بھی کہتے ہیں سوار ہو کر چاہے پیدل
وہاں جا کر غسل کریں اور اُسی طرح سے احرام باندھیں اور دو رکعتیں پڑھ کر پیدل یا سوار ہو کر لبیک
پکارتے ہوئے خانہ خدا میں داخل ہوں اور اسی طرح نفلی طواف اور سعی بجا لاویں۔ یہ دوسرا عمرہ ہو گیا
اور اللہ تعالیٰ جتنی توفیق دے کوتاہی نہ کریں۔ جنہوں نے احرام باندھنے سے پہلے قربانی خرید
نہ کی ہو وہ اسی طرح پر حج کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی تھی اس لئے آپ عمرہ
کر کے احرام نہ کھول سکے اور جن صحابہ کے ساتھ قربانی نہ تھی اُن کو حج کی نیت توڑ کر صرف عمرہ کی
نیت پر رہنے کا اور احرام کھول دینے کا آپ نے حکم فرمایا تھا۔ قیامت تک یہی حکم قائم رہے گا۔
جب آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی ہو حج کی نیت سے احرام باندھیں اور کہیں لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ بِالْحَجِّ
پھر وہی لبیک جو شروع میں لکھی گئی ہے لَا شَرِيْكَ لَكَ تک پکارتے ہوئے دن چڑھے صبح کے وقت
منیٰ کو روانہ ہوں اور وہاں پانچ نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔ فجر اپنے اپنے وقت پر ادا کریں
نویں تاریخ سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے پیدل چاہے سوار عرفات کو روانہ ہوں۔ راستہ میں
تکبیریں اور وہی لبیک پکار پکار کر اکثر کہتے رہیں۔ زوال کے بعد خطبہ سُنیں جو عرفات میں جبل رحمت سے
ایک میل کے قریب فاصلہ پر ہوتا ہے پھر وہاں ظہر اور عصر دو نمازیں اکٹھی ایک اذان اور دو تکبیروں سے
بغیر سنتوں کے پڑھیں اور جہاں تک ہو سکے جبل رحمت کے قریب عرفات میں ٹھیریں ورنہ جہاں
آسانی سے جگہ ملے عرفات میں وہاں قیام کریں کیونکہ عرفات کا سارا میدان ٹھیرنے کی جگہ ہے۔

۵ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۶ ۔ ۵ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۵ ۔ ۵ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۵ ۔ ۵ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۶
۵ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۶ ۔ ۵ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۵ ۔ ۵ بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ ۲۱۶

اور اپنے مالک کی جناب میں بہت عاجزی سے دعا کریں۔ تکبیریں اور لبیک کہتے رہیں۔ تیسرے پہر کے قریب جب امام جبل رحمت پر خطبہ پڑھنے لگے تو کھڑے ہو کر سُننا چاہیئے اور لبیک کہتے رہیں۔ عرفات میں داخل ہونا فرض ہے۔ اور یہ بھی حج کا ایک بڑا رکن ہے۔ جس کا یہہ رکن فوت ہو جائے گا اُس کا حج نہ ہوگا۔ جو کوئی دسویں تاریخ ذی الحجہ کی رات کو صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے عرفات میں داخل ہو جائے گا اُس کا حج بھی صحیح ہوگا۔ جب آفتاب غروب ہو جائے عرفات سے لبیک پکارتے ہوئے مزدلفہ میں آکر اُتریں اور مغرب وعشا کی نمازیں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ بغیر سنت کے جمع کریں اور تمام رات مزدلفہ میں ذکر خیر کرتے رہیں یا سو رہیں۔ پھر فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھ کر پیدل چاہے سواری پر روانہ ہوویں۔ اور مزدلفہ کی ایک چھوٹی پہاڑی کے پاس جمع ہو کر جس کو مشعر الحرام کہتے ہیں تکبیریں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ بہت کہیں جب خوب روشنی ہو جائے سورج نکلنے سے پہلے کوچ کریں سواری کو دوڑاویں نہیں۔ اگر کشادہ جگہ ملے تو ذرا جلدی چلیں اور جب میدان محسّر میں پہنچیں تو وہاں سواری کو جلدی دوڑا کر نکل جائیں کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اصحاب الفیل ہلاک ہوئے تھے۔ اگر بال بچوں کو صبح ہونے سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ کردیں جائز ہے۔ محسّر سے نکل کر راستہ میں سے سات کنکریاں اُٹھالیں۔ کُل کنکریاں چُن کر اپنے پاس رکھیں اور منا کے بازار میں ہو کر سیدھے اُس آخری منارہ پر آویں جو کہ مکہ سے آتے ہوئے شروع میں ملتا ہے جس کو جمرہ کبریٰ وجمرہ عقبیٰ بھی کہتے ہیں۔ دسویں تاریخ سورج نکلنے کے بعد سات کنکریاں اُس منارہ پر پھینکیں اور لبیک موقوف کریں۔ کنکریاں پھینکتے وقت منیٰ کو داہنی طرف اور کعبہ کو بائیں طرف کرنا چاہیئے۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہیں۔ ہر کنکری پھینکتے وقت کہیں اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا اب لبیک کہنا موقوف کریں اور نماز کے بعد اور اکثر اوقات تکبیریں کہا کریں۔ اُس دن مناروں پر کنکریاں نہ پھینکیں اور قربانی شروع کردیں قربانی کے بعد مرد سر کو منڈوائیں یا کتروائیں اور عورتیں بھی تھوڑے سر کے بال کتروا ڈالیں اس کو

۱؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۵ ۲؎ ترمذی نسائی الرحمۃ المہداۃ صفحہ ۱۴۳ ۳؎ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۵ ۴؎ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۵ ۵؎ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۶ ۶؎ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۶
۷؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ ۸؎ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۵ ۹؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۶ ۱۰؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ ۱۱؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۳

حلال ہونا کہتے ہیں۔ اب حاجی کو وہ چیزیں[١] جو حرام کی گئی تھیں سوائے عورت کے سب حلال ہو گئیں
احرام کے کپڑے اُتار کر اپنا معمولی لباس پہن لیں پھر بیت اللہ میں جا کر فرض طواف ادا کریں
اسی طواف کو طواف زیارت، طواف افاضہ، طواف صدر بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کا اخیر رکن ہے۔
جب یہ طواف ہو گیا حج کے کُل ارکان پورے ہو گئے۔ اپنی عورت بھی حلال ہو گئی۔ اس طواف
کے بعد صفا[٢] و مروہ کی سعی نہ کریں یعنی اگر طواف قدوم میں سعی کر چکے ہیں تو طواف افاضہ میں سعی
کی ضرورت نہیں ہے۔ چاہ[٣] زمزم کا پانی پیویں اور اسی دن[٤] منا میں اکٹھے آجائیں اور ظہر کی
نماز منٰی میں آکر پڑھیں۔ یہ طواف چاہے گیارہویں چاہے بارہویں چاہے تیرہویں کو کریں
اختیار ہے۔ منا میں تین روز و شب رہنا شرط[٥] ہے۔ گیارہویں[٦] تاریخ زوال کے بعد منارہ کو
سات کنکریاں ماریں پھر ہٹ[٧] کر زمین کے برابر جتنی ہو سکے عاجزی و انکساری سے دعا مانگیں
پھر دوسرے بیچ والے منارہ کو سات کنکریاں ماریں۔ اور اسی طرح جو چاہیں دعا کریں پھر
تیسرے منارہ کو کنکریاں ماریں اور وہاں[٨] نہ ٹھیریں اور جہاں چاہیں ٹھیر جائیں۔ اسی طرح
بارہویں تاریخ کو تینوں مناروں پر زوال کے بعد کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے بعد تکبیر کہیں
اسی[٩] طرح تیرھویں تاریخ کو کنکریاں مار کر مکہ معظمہ میں آجائیں تو بہتر ہے اور اگر بارہویں ہی
کی کنکریاں مار کر آجائیں گے تو کچھ ہرج نہیں۔ یہ بھی ثابت ہے یعنی اُنچاس[١٠] کنکریاں بارہویں
تاریخ تک چاہیں ماریں چاہیں تیرہویں تک ستر پوری کریں اختیار ہے۔ **افعال** منٰی کی عمدہ
ترکیب یہی ہے جو لکھی گئی۔ حاجی اگر قربانی کرنے سے پہلے سر منڈائے یا کنکریاں مارنے سے
پہلے قربانی کر لے یا شام ہونے کے بعد کنکریاں[١١] مارے تو کچھ ہرج نہیں آگے یا پیچھے جس طرح پر
یاد آجاوے عمل کر لے کوئی ہرج نہیں اور کفارہ لازم نہیں آتا۔ حاجیوں[١٢] پر حج میں نہ تو عید الضحٰی کی
نماز ہے اور نہ عید الضحٰی کا خطبہ ہے۔ اور اگر قربانی[١٣] کا مقدور نہ ہو تو روزہ رکھ لیں دس دن۔ تین
روزے تو ساتویں آٹھویں نویں کو رکھیں اور باقی سات روزے مکہ میں آکر یا گھر کو لوٹتے ہوئے
رکھ کر دس پورے کر دیں۔ حاجی لوگ جب تک چاہیں مکہ معظمہ میں رہیں جب گھر کو جانے کا

[١] احمد نسائی مشکوٰۃ صفحہ ٢٢٣ [٢] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢٠ [٣] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢١٤ [٤] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢٢٥
[٥] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢٢٦ [٦] موطا مالک مشکوٰۃ صفحہ ٢٢٣ [٧] موطا مالک مع مصفٰی صفحہ ٢١٣ [٨] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢٢٣ [٩] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢٢٣
[١٢] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢١٤ [١٣] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢١٣ [١٠] بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ٢٢٥ [١١] ایضاً ایضاً ایضاً ٢٢٥

ارادہ ہو یا مدینہ شریف کی حاضری کا قصد ہو تو طواف آخری[1] اور کریں اس کو طواف وداع کہتے ہیں
حیض والی عورتوں کو یہ طواف معاف ہے۔ اس طواف میں سعی کرنا ثابت نہیں ہے[2] اور نہ اس
طواف میں دوڑنا ہے۔ یہ کیفیت حج تمتع کی بیان ہوئی۔ اور[3] اگر حج افراد کی نیت سے کریں تو
شروع احرام باندھنے کی جگہ سے حج کا احرام باندھیں اور لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ بِالْحَجِّ پکاریں۔ پھر[4] مکہ
شریف میں داخل ہو کر طواف اور صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہوں۔ افراد والوں پر[5] صرف
ایک طواف اور ایک سعی ضروری ہے دوسرا طواف ضروری نہیں نہ اس پر قربانی ہے۔ حج
قران کی بالکل یہی صورت ہے جیسے حج افراد کی صرف اتنا فرق ہے کہ افراد[6] والے کو قربانی
ضروری نہیں اور قران والے کو احرام باندھنے کے موقع سے قربانی اپنے[7] ساتھ ساتھ لانا
چاہئے کیونکہ یہ رکن لازمی ہے۔ اگر قربانی کا مقدور نہ ہو تو تمتع کی نیت کر لیں۔ حج قران میں عمرہ و
حج دونوں کی نیت کریں کیونکہ[8] قران میں عمرہ کے سب کام داخل ہیں۔ اگر خود[9] حج کو نہ جائیں تو
قربانی کے جانور بیت اللہ کو بھیج دیں۔ قربانی کے اونٹوں کے کوہان داہنی[10] طرف سے چیرنا
سنت ہے۔ اونٹوں کے گلے میں جوتیوں کے ہار اور بکرے وغیرہ کے یونہی رسّی بٹ کر ہار
ڈالنا بھی سنت ہے جس جانور کے گلے میں ہار ڈالا جاتا ہے اُس کو مقلد کہتے ہیں۔ حضرت[11] نے صحابہ
سے فرمایا تھا جو کوئی تم میں سے راستہ میں تھک جائے وہ اپنے مقلد اونٹ پر سوار ہو جائے
ایمان و جہاد کے بعد[12] حج سب سے بہتر ہے۔ عورتوں[13] کے واسطے حج ہی جہاد ہے۔ اور[14] فرمایا
حج اور عمرہ کرنے والے خدا کے مہمان ہیں۔ اور[15] فرمایا حاجیوں سے ان کے گھر پہنچنے سے پہلے
مغفرت کی دعا منگوایا کرو کیونکہ اُن کے گناہ بخشے گئے ہیں اور اُن کی دعا مقبول ہے۔ حج[16] کر کے
آدمی ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور[17] فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک
کفارہ ہے درمیانی گناہوں کا۔ جو شخص[18] رمضان میں عمرہ کرے اُس کو حج کا ثواب ملتا ہے۔ نابالغ[19]

۱ بخاری مشکوٰة صفحہ ۲۲۶ ۲ ابوداؤد مشکوٰة صفحہ ۲۲۳ ۳ بخاری مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۵ ۴ مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۶ ۵ مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۶ ۶ نووی جلد اول صفحہ ۳۸۶
۷ مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۲۶ ۸ مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۶ ۹ بخاری مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۲۳ ۱۰ مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۲۳ ۱۱ مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۲۳ ۱۲ بخاری مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۳
۱۳ بخاری مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۳ ۱۴ بیہقی مشکوٰة صفحہ ۲۱۵ ۱۵ احمد مشکوٰة صفحہ ۲۱۵ ۱۶ بخاری مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۱ ۱۷ بخاری مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۳
۱۸ بخاری مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۳ ۱۹ مسلم مشکوٰة صفحہ ۲۱۳

بچوں کے حج کا ثواب اُن کے ماں باپوں کو ہوتا ہے۔ جو شخص رمضان شریف میں بیت اللہ میں روزہ رکھے اور رات کو جتنی عبادت کرے لاکھ مہینوں کی عبادت و روزوں کا ثواب ہوگا۔ رکن یمانی کو ہاتھ لگانے اور حجر اسود کو بوسہ دینے سے گناہ دور ہوتے ہیں وہاں پر دعا کرنے سے ستر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ حجر اسود اُن کے ایمان کی گواہی دے گا اور قیامت میں شفاعت کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو بوسہ نہ دیتے تو میں بھی بوسہ نہ دیتا نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے نہ ضرر پہنچا سکتا ہے۔ ف مسلمانوں کو اپنے نبی کی اطاعت میں نفع ہے خواہ وہ کسی کام میں ہو۔ مشرکین ہر طرح سے محروم ہیں اُن کو کسی بات میں نفع کی امید نہ رکھنی چاہیئے مگر توبہ کے بعد اُن کے لئے بھی امید ہو سکتی ہے حضرت نے احرام باندھنے کی حدیں مقرر فرمائی ہیں۔ مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ۔ شام والوں کے واسطے جحفہ۔ نجد والوں کے لئے قرن منازل۔ یمن اور ہندوستان والوں کے واسطے اور جو لوگ عدن سے جاتے ہیں یلملم ہے۔ اور جو لوگ ان حدوں پر سے گذریں اُن کے واسطے بھی یہی حدیں ہیں اور جو لوگ ان مقاموں کے اندر رہتے ہیں وہ اپنے اپنے گھروں سے احرام باندھ کر آویں۔ اور مکہ والے حج کا احرام مکہ سے اور عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھیں۔

ضمیمہ از جناب مولٰنا	**کتاب النکاح**	عبد السلام صاحب بستوی مد ظلہ

نکاح کرنا سنت ہے۔ جو باوجود استطاعت کے نکاح نہ کرے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں ہے۔ جو زنا سے بچنے کے لئے نکاح کرتا ہے خدا اُس کی مدد کرتا ہے۔ نکاح نہ کرنے سے زمین میں فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے۔ نکاح کرنے سے جس قدر میاں بی بی میں محبت ہوتی ہے اور کسی میں نہیں ہوتی اور نکاح آدھا دین ہے۔ مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے۔ دوشیزہ عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے۔ مال و جمال حسب و نسب کا خیال نہ کرے بلکہ دیندار عورت سے نکاح کرے۔ مسلمانوں کیلئے نیک عورت سے بڑھ کر اور کوئی چیز

ل رسالۃ الصدیق چھار علوی ۲ ترمذی مشکوٰۃ ۲۱۹ ۳ ابن ماجہ مشکوٰۃ ۲۱۹ ۴ ترمذی دارمی مشکوٰۃ ۲۱۹ ۵ بخاری مسلم مشکوٰۃ ۲۳ ۶ بخاری مسلم مشکوٰۃ ۲۱۳
۷ بخاری مسلم مشکوٰۃ ۲۱۷ ۸ مشکوٰۃ ۹ ترمذی مشکوٰۃ ۱۰ مشکوٰۃ ۱۱ مشکوٰۃ ۲۶۸ ۱۲ مشکوٰۃ ۲۶۸ شعب الایمان
۱۳ مشکوٰۃ ۲۶۷ ۱۴ مشکوٰۃ ۲۶۷ ۱۵ مشکوٰۃ ۲۶۷

نہیں ہے۔ جس نکاح میں کم خرچ ہو اس میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔ جس عورت سے نکاح
کرنا چاہتا ہے اُس کو ایک مرتبہ دیکھ لے کیونکہ دیکھنے سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ نکاح
کے وقت عورت سے اجازت بھی ضروری ہے اگر کنواری ہے تو اُس کا چُپ رہنا کافی ہے۔ اور
بیوہ کی رضامندی ضروری ہے۔ بلا ولی کے نکاح درست نہیں ہوتا اگر کوئی ولی نہیں ہے
تو حاکم ولی ہے۔ نکاح کے ایک شخص کے پیغام پر دوسرے کو پیغام دینا منع ہے۔ مندرجہ
ذیل عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ سوتیلی ماں۔ سگی ماں۔ بیٹی۔ بہن۔ پھوپھی۔ خالہ۔
بھتیجی۔ بھانجی۔ ماں رضاعی۔ ساس اور بیوی کی بیٹی جو پہلے خاوند سے ہو اور سگے بیٹے کی
بیوی اور دو بہنیں اکٹھی۔ اور دودھ پینا مانند نسب کے ہے اور حرام ہے نکاح میں جمع کرنا
بی بی اور اُس کی پھپھی کا اور اسی طرح حرام ہے نکاح میں جمع کرنا بی بی اور اُس کی خالہ کا۔
مسلمان مرد کا نکاح عورت مشرکہ سے اور عورت مسلمان کا نکاح مرد مشرک سے جائز نہیں اور
بہتر ہے کہ لونڈی ایمان والی سے نکاح کرے مگر عورت مشرکہ سے نہ کرے اسی طرح ایمان والی
عورت غلام سے نکاح کرے مگر مرد مشرک سے نہ کرے لیکن مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ کی
پاکدامن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ کے لئے
فرمایا ہے کہ یہ قیامت تک حرام ہے اور نکاح متعہ یہ ہے کہ نکاح کرے کسی عورت سے اُجرت
مقررہ پر مدت معین تک اور حرام ہے حلالہ یعنی مطلقہ عورت کا نکاح دوسرے شخص سے بارادہ
طلاق کر کے پھر اپنے نکاح میں پھیر لینا اور حرام ہے نکاح شغار کا یعنی نکاح کرنا کسی بیٹی یا بہن
سے اس شرط پر کہ اپنی بیٹی یا بہن کا اس سے بلا مہر نکاح کرے۔ نیک آدمی کو عورت زناکار سے
نکاح کرنا حرام ہے اور نیک عورت کو مرد زناکار سے نکاح کرنا حرام ہے۔

خطبۂ نکاح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَ

مشکوٰۃ ص۲۶۵ مشکوٰۃ ص۲۶۵ احمد ابوداؤد منتقیٰ ص۲۲۳ ترمذی مشکوٰۃ ص۲۶۹ بخاری مشکوٰۃ ص۲۶۶ مشکوٰۃ ص۲۱۰ قرآن مجید سورہ بقرہ سورہ نور مشکوٰۃ قرآن مجید مشکوٰۃ ص۲۶۶ منتقیٰ ص۲۲۳ مشکوٰۃ ص۲۶۷ سورہ شعراء احمد نسائی روضۃ الندیہ

نتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا
مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد
ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرا ونذیرا۔ اما بعد فان خیر الحدیث
کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل
بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فانہ
لا یضر الا نفسہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۝ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝
یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا
کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا ۝ یا ایھا الذین
امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۝ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا
قولا سدیدا ۝ یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما قال
اللہ تعالی وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان
خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم و
امائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النکاح
من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی وقال تزوجوا الودود فانی اباھی بکم الامم۔

جس شخص کا نکاح کرنا ہے اس کے سامنے یا برابر میں بیٹھ کر پہلے یہ خطبہ مذکورہ بالا پڑھے بعد اسکے اس شخص سے کہے کہ اما بعد فلاں عورت فلاں شخص کی بیٹی کا نکاح اتنے مہر پر میں نے تمہارے ساتھ کر دیا تم نے قبول کیا؟ وہ جواب دے میں نے قبول کیا پھر دعا کریں اور دعا میں یہ کہنا سنت ہے بارک اللہ لکما وجمع بینکما فی خیر۔[۱] نکاح کے بعد جو حدیث خرما خشک کے لٹوانے میں مشہور ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ نکاح کے بعد جب بی بی کو گھر میں لائے تو اس کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا پڑھے اللھم انی اسألک من خیرھا وخیر ما جبلتھا علیہ واعوذ بک من شرھا وشر ما جبلتھا علیہ اور جب ہمبستر ہو تو پردہ کرکے یہ دعا پڑھے[۲] بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطن و

۱ بخاری ۲ فقہ محمدیہ حصہ دوم ص۵۵

جَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا۔ اور مہر مقرر کرنا ضروری ہے جہاں تک ہو سکے کم مہر مقرر کرے اور پہلے ادا کرنا سنت ہے۔

جوان لڑکے اور لڑکیوں کے جلدی شادی کرنے کا بیان

جوان لڑکے اور لڑکیوں کا جلدی نکاح کر دینا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے اگر لڑکی[1] بارہ برس کی ہو گئی اُس کا نکاح نہیں ہوا اور اُس سے زنا ہو گیا تو اُس کا گناہ باپ پر ہے۔ اسی طرح جب لڑکا بالغ ہو جائے تو فوراً نکاح کر دینا چاہیے ورنہ اگر زنا کا مرتکب ہو گیا تو اُس کا گناہ باپ پر ہو گا اور اگر متعدد عورتیں ہیں تو اُن میں عدل و انصاف و باری مقرر کرنا واجب ہے کھلانے پلانے و شب باشی میں عدل واجب ہے مگر محبت کی زیادتی وکمی میں پکڑ نہیں ہے۔ اگر پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے باکرہ عورت سے نکاح کرے تو سات رات باکرہ کے پاس رہے پھر باری مقرر کرے اور اگر ثیبہ کو باکرہ پر کرے تو تین رات رہ کر باری مقرر کرے۔ اگر عورتوں[4] کے درمیان انصاف نہ کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں خدا کے سامنے لایا جائے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہو گا۔ اور عورت کا مرد پر یہ حق ہے کہ جیسا کھائے ویسا ہی کھلائے جیسا پہنے ویسا ہی پہنائے۔ اُس کے منہ پر نہ مارے بُرا نہ کہے ناراضگی کی صورت میں گھر سے باہر نہ سوئے اگر ضرورت پیش آ جائے تو معمولی مار مارے زبان دراز ہے تو طلاق دیدے۔ عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کا لباس۔ اور نہ عورت مرد کی مشابہت و وضع اختیار کرے اور نہ مرد عورت کی مشابہت اختیار کرے ہم نے اس کو اسلامی صورت میں نہایت بسط سے بیان کیا ہے وَاِنْ شِئْتَ فَطَالِعْہُ اور مرد کا حق جو عورت پر ہے اس کا بیان ہو گیا ہے۔

طلاق کا بیان

بڑا[5] حلال اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے۔ روئے زمین پر طلاق سے زیادہ کوئی بُری چیز نہیں

[1] مشکوٰۃ شعب الایمان ص۲۷۱ [2] مشکوٰۃ ص۲۷۹ [3] مشکوٰۃ ص۲۷۹ [4] ترمذی مشکوٰۃ ص۲۷۹ [5] مشکوٰۃ ص۲۸۳

بیدا کی ہے۔ بے وجہ طلاق دینے سے رحمان کا عرش ہل جاتا ہے۔ مجبوری کی حالت میں طلاق دینا جائز ہے۔ سنت طریقہ طلاق دینے کا یہ ہے جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو صحبت سے پہلے ایک طلاق دے اسی طرح دوسرے تیسرے طہر میں جب اسی طرح کی تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت بالکل حرام ہوگئی بغیر حلالہ کے حلال نہیں ہوسکتی۔ حیض کی حالت میں طلاق دینی جائز نہیں اگر دیدی تو پڑ جاوے گی مگر لوٹانا واجب ہے۔ جب ایک ہی مجلس میں ایک مرتبہ یوں کہے کہ میں نے تجھے تین طلاق دیدی تو ایک ہی طلاق ابھی پڑے گی۔ جبراً طلاق دلوانے سے طلاق نہیں ہوتی۔ مجنون اگر طلاق دے تو اُس کی طلاق حالت جنون میں نہیں پڑے گی۔ اسی طرح حالت نیند میں طلاق دینے سے صحیح نہ ہوگی۔ اگر کوئی اپنی بی بی کو یوں کہے تو مجھ پر حرام ہے تو اس کے کہنے سے طلاق نہیں پڑے گی لیکن کفارہ دینا لازم آتا ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنا دے یا ایک غلام آزاد کر دے جو ان تینوں میں کسی ایک کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ تین دن تک روزے رکھے۔

عہ مسلم عہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۴

عہ قرآن مجید

خلع کا بیان

خلع یعنی عورت کا جو مہر اپنے شوہر سے لیا ہے اس کو واپس دیکر طلاق لینا۔ جو عورت کسی عذر کی وجہ سے اپنے خاوند سے طلاق لینا چاہے تو وہ اپنا مہر شوہر کا لیا ہوا واپس دے کر طلاق لے سکتی ہے اس کا شوہر اسکو ایک طلاق دیدے۔ اور عورت عدت گذار کر دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔ اسکی عدت بعض لوگوں کے نزدیک تین حیض ہے اور اہلحدیث کے نزدیک ایک حیض ہے۔ جو عورت بلا ضرورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے اُس کو جنت کی ہوا بھی نصیب نہ ہوگی حالانکہ بہشت کی ہوا چالیس برس کے فاصلہ پر پہنچتی ہے۔ بے ضرورت خلع کرنے والی عورتیں منافق ہیں۔

لہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۳ ۲ہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۴ ۳ہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۴ ۴ہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۴ ۵ہ بخاری روضۃ الندیہ صفحہ ۱۰۶
۶ہ روضۃ الندیہ صفحہ ۱۴۷ ۷ہ نسائی مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۸

رجعت کا بیان

اگر ایک طلاق[1] یا دو طلاق دی ہے تو عدت کے اندر رجوع یعنی لوٹانا درست ہے نکاح کی ضرورت نہیں۔ اگر عدت ختم ہو گئی ہے تو از سر نو نکاح کی ضرورت پڑے گی اور طلاق[2] دیتے وقت اور رجوع کرنے کے وقت دو گواہ بنالیں۔

عدت کا بیان

جس[3] عورت کا شوہر مر جائے وہ چار مہینے دس دن عدت میں رہے۔ جس[4] آزاد عورت کو اُس کے شوہر نے طلاق دی ہو وہ تین حیض عدت میں رہے اور جس[5] کو حیض نہ آتا ہو یعنی بانجھ ہو یا نابالغہ ہو خواہ بڑی عمر کی ہو وہ تین مہینے عدت میں رہے۔ عدت[6] میں نکاح کرنا حرام ہے۔ حمل[7] والی عورت بچہ جننے تک عدت میں رہے خواہ اُس کا شوہر مر گیا ہو یا اُس کے شوہر نے اس کو طلاق دی ہو خواہ آزاد ہو خواہ لونڈی۔ جس[8] شخص نے نکاح کر کے صحبت سے پہلے اپنی عورت کو طلاق دیدی اس پر عدت نہیں ہے لیکن اس کا شوہر اُس عورت کو ایک جوڑا کپڑوں کا ضرور دے۔ جس[9] شخص نے لونڈی کو طلاق دی وہ لونڈی دو حیض عدت میں رہے اور جس لونڈی کو حیض نہ آتا ہو اُس کی عدت دو ماہ ہے۔ اور جس[10] لونڈی کا شوہر مر جاوے وہ دو مہینے پانچ دن عدت میں رہے جس[11] عورت کو طلاق دی گئی پھر اُس کو ایک حیض یا دو حیض آئے پھر حیض موقوف ہو گیا تو وہ نو مہینے تک ٹھیرے بعد اس کے اگر حمل ظاہر ہو گیا تو بچہ جننے کے بعد نکاح کرے اگر حمل ظاہر نہ ہوا تو بعد نو مہینے کے تین مہینے عدت کاٹے اس کے بعد نکاح کرے۔ جس[12] عورت کا شوہر گم ہو جائے یعنی نہ معلوم ہو کہ مر گیا ہے یا جیتا ہے تو وہ عورت چار برس تک اپنے شوہر کا انتظار کرے بعد چار برس کے چار مہینے دس دن عدت کاٹے پھر نکاح کرے۔ یہ فتویٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جس[13] عورت کو اُس کے شوہر نے طلاق دی اور اُس کو دو حیض آگئے تیسرا حیض داخل ہوتے ہی اُس کا شوہر

---

[1] ابوداؤد و بلوغ المرام [2] ابوداؤد و بلوغ المرام [3] سورہ بقر ع ۳۰ [4] سورہ بقر ع ۲۸ [5] سورہ طلاق ع ۱ [6] سورہ بقرہ [7] سورہ طلاق [8] سورہ احزاب [9] دارقطنی بلوغ المرام [10] ابن ماجہ ص ۱۴۳ [11] موطا مشکوٰۃ [12] موطا مالک و مسند شافعی بلوغ المرام [13] موطا مالک مشکوٰۃ

مر گیا تو اُس عورت کی عدت تین حیض ہی رہے گی اور اپنے شوہر کے مال کی وارث نہ بنے گی اور نہ اُس کا شوہر اُس کے مال کا وارث ہو گا۔ جس عورت کا شوہر مر جاوے وہ چار مہینے دس دن تک رنگین لباس نہ پہنے مگر جو کپڑا رنگین سوت سے بُنا ہو اُسکا پہننا جائز ہے اور سرمہ نہ لگاوے اور خوشبو نہ ملے مگر جب حیض سے پاک ہو تو کسی قدر خوشبو شرمگاہ پر بد بو دور کرنے کے لئے لگاوے جس عورت کا شوہر مر جاوے وہ چہرہ پر ایلوا نہ لگاوے اس لئے کہ اس سے چہرہ چمکتا ہے لیکن رات کو لگا کر صبح کو دھو ڈالنے میں مضائقہ نہیں اور خوشبو دار کنگھی نہ کرے اور مہندی نہ لگاوے مگر بیری کے پتوں سے دھونا جائز ہے۔ اور نہ پہنے کپڑا کسنب کا رنگا ہوا اور گیرو کا رنگا ہوا۔ اور نہ پہنے زیور شوہر کے مرنے کے وقت جو عورت جس مکان میں ہو عدت کے اندر اُس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں نہ جاوے اور اگر اُس کے شوہر کے مرنے کی خبر باہر سے آوے تو جس مکان میں خبر پہنچنے کے وقت رہتی ہو اس میں عدت کاٹے لیکن مطلقہ عورت کو اگر بسبب تنہائی کے اپنے مکان میں خوف چور وغیرہ کا ہو تو اس کو دوسرے مکان میں جانا جائز ہے۔ طلاق والی عورت کی جب تک عدت پوری نہ ہووے تب تک اس کا شوہر اور اُس کے شوہر کے قرابتی عورت کو گھر سے نہ نکالیں اور نہ وہ آپ اس گھر سے نکلے لیکن اگر وہ زنا کر بیٹھے تو پھر اسے نکال دیں۔ کسی عورت کے نکاح کے لئے اس کی عدت کے اندر پیغام دینا جائز نہیں مگر یہ کہنا کہ کوئی صالحہ عورت میسر آجائے تو میرا ارادہ نکاح کا ہے جائز ہے۔

نفقہ کا بیان

مطلقہ رجعی عورت کا اس کی عدت کاٹنے تک اس کے شوہر پر نفقہ واجب ہے۔ اور نہیں واجب ہے نفقہ اُس عورت کا جسکو تین طلاقیں دی گئی ہیں اور اُس عورت کا جس کا خاوند مر گیا ہو لیکن اگر یہ دونوں حمل میں ہوں تو اُنکو بچہ جننے تک نفقہ دینا واجب ہے محتاج بیٹے کا تونگر باپ پر نفقہ واجب ہے اسی طرح محتاج باپ کا بیٹے تونگر پر نفقہ واجب ہے اور لونڈی غلام کا نفقہ مالک پر واجب ہے اور قرابتیوں کا نفقہ قرابتیوں پر

۱ بخاری مسلم ۲ ابوداؤد نسائی ۳ نسائی مشکوٰۃ ۴ ابن ماجہ موطا ۵ بخاری مشکوٰۃ ۶ سورہ طلاق ۱۴ ۷ سورہ بقرہ ۸ احمد نسائی ۹ مسلم روضۃ الندیہ ۱۰ احمد روضۃ الندیہ صفحہ ۱۵۵ ۱۱ طلاق ۱۴ ۱۲ مسلم

واجب نہیں اگر بطریق[۱] صلہ رحم کے دے تو جائز ہے جس[۲] کا نفقہ جس پر واجب ہے اس پر کپڑا اور گھر اس کے رہنے کا بھی واجب ہے۔

رضاعت کا بیان

جو بچہ کسی[۳] عورت کا دودھ پانچ بار پئے بشرطیکہ اس بات کا یقین ہو کہ اس عورت کے پستان میں دودھ تھا اور بچہ نے دو برس کے اندر دودھ پیا ہو وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر بڑی[۴] عمر والا دودھ پیئے تو اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک بڑی عمر والے پر دودھ پلانے والی حرام ہو جاتی ہے اور بعض کے نزدیک حرام نہیں ہوتی۔ اور حرام[۵] ہو جاتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے۔ اور جو[۶] عورت یہ کہدے کہ میں نے فلاں بچہ کو دودھ پلایا ہے تو اُس کی بات قبول ہوگی۔

پرورش کا بیان

لڑکے[۷] کی پرورش کے لئے اولیٰ اور بہتر اُس کی ماں ہے جب تک نکاح نہ کرے۔ پھر خالہ پھر باپ پھر وہ شخص جس کو ناتے والوں میں سے نیک جان کر حاکم مقرر کردے۔ اور جب[۸] لڑکا سمجھ والا ہو جائے تو اُس کو اختیار ہے چاہے اُن کے پاس رہے چاہے باپ کے پاس۔ اور جس[۹] لڑکے کے ماں باپ اور ناتے والا کوئی نہ ہو تو اُس کو وہ شخص پالے جو نیک آدمی ہو۔

ایلاء کا بیان

جو شخص[۱۰] یوں قسم کھائے کہ میں چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ جاؤنگا تو بعد گذر جانے چار مہینے کے مختار ہے خواہ رجوع کرے خواہ طلاق دے اور اگر چار مہینے سے کم مدت ٹھیرائی ہے تو الگ رہے اُس سے یہاں تک کہ مدت مقررہ گذر جائے۔

۱ ابوداؤد مشکوٰۃ ۲ سورہ نساء ۳ مسلم روضۃ الندیہ ص۱۴۶ ۴ مسلم روضۃ الندیہ ص۱۵۵ ۵ بخاری مشکوٰۃ ص۲۷۳ ۶ بخاری روضۃ الندیہ ص۱۵۰ ۷ بخاری مشکوٰۃ ص۲۹۳ ۸ روضۃ الندیہ ص۱۷۰ ۹ روضۃ الندیہ ص۱۶۱ ۱۰ سورہ بقرہ

لعان کا بیان

جب[1] مرد نے بی بی کو تہمت زنا کی لگائی اور بی بی نے زنا کا اقرار نہ کیا اور مرد تہمت سے نہ پھرا تو لعان کریں۔ اور لعان[2] یہ ہے کہ مرد چار بار گواہی دے اور کہے کہ میں سچا ہوں اور پانچویں بار کہے کہ لعنت خدا کی مجھ پر اگر میں جھوٹا ہوں۔ پھر عورت گواہی دے چار بار کہ میرا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ غضب خدا کا مجھ پر اگر یہ سچا ہے اور حاکم جدائی کرا دے دونوں میں اور اس[3] مرد پر عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اور بچہ لعان کا ماں کو ملتا ہے۔ اور جو[4] شخص کسی عورت کو زنا کی تہمت لگاوے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو وہ قاذف ہے یعنی بہتان لگانے والا ہے اُس کو بہتان کی حد یعنی اسی درے لگائے جاویں گے۔

ظہار کا بیان

جو[5] شخص اپنی بیوی کو یوں کہے کہ تو مجھ پر مانند پیٹھ ماں میری کے ہے یا یوں کہے میں نے تجھ کو اپنی ماں کی پیٹھ ٹھیرایا یا اسی طرح اس کے کسی عضو کے ساتھ تشبیہ دے تو اُس کو صحبت کرنے سے پہلے کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام مومن آزاد کرے جسکو غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے۔ امام[6] اگر کفارہ دینے والے کی مدد کرے تو جائز ہے اور کفارہ دینے والا اگر محتاج ہے تو جو کچھ اسکو امام دے وہ اپنی جان پر اور اپنی عیال پر صرف کرے تو منع نہیں۔ اور جو[7] شخص قبل کفارہ دینے کے اپنی عورت سے صحبت کرے تو اُس کو ایک ہی دفعہ کفارہ دینا آتا ہے مگر کفارہ[8] دینے سے پہلے صحبت نہ کرے۔

اولاد کے ساتھ شفقت کرنے کا بیان

چھوٹے[9] بچوں کا بوسہ لینا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا موجب ہے۔ لڑکیوں[10] کی پرورش اور جو اُنکے سبب تکلیف

---

[1] سورہ بقر ۲۲۶ [2] سورہ نور [3] ترمذی ابن ماجہ [4] سورہ نور ۱۶ [5] سورہ نور ۱۶ [6] سورہ مجادلہ ۱۶ [7] احمد ابوداؤد [8] ترمذی ابن ماجہ [9] ترمذی [10] بخاری مسلم [11] بخاری مسلم

پہنچے اُس پر صبر کرنا جہنم کی آگ سے بچنے کا سبب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنی دو لڑکیوں کی یا دو بہنوں کی اُنکے بالغ ہونے تک پرورش کی قیامت کے دن وہ شخص اور میں جنت میں اس طرح پر ہونگے جیسے دو انگلیاں وسطیٰ اور سبابہ۔ اور جس نے انگو پڑھایا اُس نے احسان کیا اور اُن کو بیاہ دیا تو وہ جنت میں جاوے گا اور یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنی لڑکی کو زندہ دفن نہ کیا اور اُس کو حقیر نہ سمجھا اور اپنے بیٹے کی طرح اس سے محبت کی تو اُس کو اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل کرے گا۔ اور یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ اُن کی پرورش کی تکلیف میں صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کو بہشت میں داخل کرے گا اور جس کی دو لڑکیاں ہوں اُس کے لئے بشارت ہے بلکہ جس کی ایک لڑکی ہو اُس کو بھی یہی بشارت ہے۔

اولاد کا اچھا نام رکھنے اور بُرا نام بدل دینے کا بیان

بہت پیارے نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کے نام پیغمبروں کے نام پر رکھو۔ بہت بُرا نام شہنشاہ ہے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لڑکی کا نام برہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام زینب رکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی کا نام برہ تھا اُن کا نام حضرت نے جویریہ رکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام عاصیہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام جمیلہ رکھا۔ ایک شخص کا نام اصرام تھا حضرت نے اُسکا نام زرعہ رکھا اور ایک شخص کا نام حزن تھا حضرت نے اُس کا نام سہل رکھدیا۔ اسی طرح جس کا نام بُرا ہوتا تھا اُس کو بدل دیتے تھے۔

اولاد کی تعلیم و تادیب کا بیان

عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ باپ کی اپنے بیٹے کے حق میں بڑی شفقت یہ ہے کہ وہ اُسکو

ا؎ مسلم مشکوٰۃ ۲؎ ابن حبان ۳؎ اصلاح ۴؎ ۵؎ حاکم ۶؎ مسلم ۷؎ ابوداؤد ۸؎ بخاری ۹؎ مسلم ۱۰؎ مشکوٰۃ ۱۱؎ مسلم ۱۲؎ ابوداؤد ۱۳؎ بخاری ۱۴؎ سورہ زمر ع ۱ ۱۵؎ مسلم

علم سکھاوے۔ مرنے کے پیچھے آدمی کا عمل قطع ہو جاتا ہے لیکن اگر صدقہ جاریہ کر گیا یا کسی کو علم سکھایا گیا یا نیک لڑکا چھوڑ گیا اور وہ اس کے لئے دعا کرتا رہا تو ان کا ثواب اس کو برابر ملتا رہتا ہے[۱] دُنیا کمانے کے لئے علم سیکھنا اپنے آپ کو جہنم میں ڈالنا ہے۔

ولدالزنا کا بیان

[۲] حرامی لڑکا عورت کا ہے اور واسطے زانی کے محرومی ہے (یعنی میراث اور نسب سے) یا سنگساری اور معتبر نہیں مشابہ ہونا اس لڑکے کا ساتھ زانی کے اور[۳] اگر حالت حیض میں ایک لونڈی کے ساتھ جماع کرنے میں تین آدمی شریک ہوں اور لونڈی بچہ جنے اور وہ تینوں اسکا دعوی کریں تو چاہئے کہ قرعہ ڈالیں آپس میں جسکے نام قرعہ پڑے بچہ کا مستحق وہی شخص ہوگا۔

صلہ رحم اور ماں باپ کے حقوق کا بیان

[۴] صلہ رحمی میں سب سے بڑا حق ماں کا ہے اسکے بعد باپ کا اس کے بعد اُن لوگوں کا ہے جو زیادہ قریب ہوں۔ ماں[۵] باپ اگر کافر ہوں تو بھی اُن سے دنیا کے مقدمہ میں سلوک کرے۔ حضرت[۶] عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کافر کو ایک ریشمی حلہ بھیجا تھا۔ جس[۷] نے ماں باپ کو یا دونوں میں سے ایک کو حالت ضعیفی میں پایا اور اُنکی خدمت نہ کی وہ جنت میں نہ جاوے گا۔ مشرک[۸] قرابتی کے ساتھ صلہ رحمی کرنیکا حکم ہے ماں باپ کا عاق بننا کبیرہ گناہ ہے۔ ماں[۹] باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ اپنے[۱۰] باپ کے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا بہت بڑی صلہ رحمی ہے۔ صلہ[۱۱] رحمی کرنے والے کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور اس کی عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔ رحم کا قطع کرنے والا بہشت میں نہ جاوے گا۔ سلوک کرنے والے سے سلوک کرنا سلوک نہیں ہے (بلکہ یہ بدلہ اُتارنا ہے) سلوک کرنے والا وہ شخص ہے جو قطع کرنے والوں سے سلوک کرے۔ جو[۱۲] شخص کسی کے ساتھ بُرائی کرے اسکے ساتھ بھلائی کرنا موجب اجر عظیم کا ہے۔ جس[۱۳] بیٹے پر اُسکا باپ راضی ہوتا ہے اُس پر خدائے تعالیٰ بھی راضی ہوتا ہے اور جس بیٹے پر

۱ احمد ابوداؤد ۲ بخاری مسلم ۳ دارمی نسائی ۴ بخاری مسلم ۵ سورہ لقمان ع۲ ۶ بخاری ص۹۳ ۷ مسلم
۸ بخاری مسلم ۹ بخاری ۱۰ مسلم ۱۱ بخاری مسلم ۱۲ مسلم ۱۳ مشکوٰۃ

اُس کا باپ ناراض ہو اُس پر خدائے تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے۔ ماں[1] اگر بیٹے کو بیوی کے طلاق دینے کا حکم کرے تو اُسکو طلاق دیدے اسی طرح باپ اگر بیٹے کو کہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو اُس کو طلاق دیدے۔ انکار[2] کے ارادہ سے ماں باپ کو اُف، یعنی ہوں کہنا بھی جائز نہیں۔ ایک[3] شخص رحم قطع کرنے والے کے باعث اُسکا تمام کنبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جاتا ہے۔ جو شخص[4] امام کی بغاوت کرے اور قطع رحم کرے اُس پر خدائے تعالیٰ دنیا میں بھی عذاب نازل کرتا ہے اور آخرت میں بھی رسوائی ہوگی۔ صلہ[5] رحمی میں رضاعی ماں کا حق بھی سگی ماں کے برابر ہے۔ جو شخص[6] ماں باپ کا عاق ہو وہ ماں باپ کے مرنے کے بعد اُنکے حق میں دعاء مغفرت کرتا رہتا ہو تو وہ عاق نہیں رہتا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ ماں[7] باپ بیٹے پر خواہ کیسا ہی ظلم کریں تو بھی اُن کی فرمانبرداری لازم ہے۔ ماں[8] باپ کی طرف ایک شفقت کی نظر کرنے سے اس کے اعمالنامہ میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھا جاتا ہے اسی طرح جتنی دفعہ نظرِ شفقت کی کرے اتنے ہی حج مقبول کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ بڑے[9] بھائی کا حق مثل باپ کے ہے۔

بیوہ عورتوں کے نکاح کا بیان

فرمایا[10] اللہ سُبحانہ وتعالیٰ نے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ یعنی بیاہ دو عورتوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر وہ مفلس ہونگے اللہ تعالیٰ اُن کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ سمائی والا ہے سب جانتا ہے۔ رسول[11] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب بیوہ عورت کے جوڑ کا آدمی مل جاوے تو اُس کے نکاح میں دیر نہ کرنا۔ رسول[12] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ کا نکاح عتبہ ابولہب کے بیٹے سے ہوا تھا بعد اس کے حضرت عثمان رضی سے ان کا نکاح ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ام کلثوم کا نکاح پہلے ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا پھر دوسرا نکاح ان کا حضرت عثمان رضی سے ہوا اور[13] حضرت فاطمہ کی

[1] ابوداؤد وابن ماجہ [2] سورہ بنی اسرائیل [3] شعب الایمان مشکوٰۃ [4] ترمذی ابوداؤد [5] ابوداؤد [6] شعب الایمان
[7] شعب الایمان مشکوٰۃ [8] مشکوٰۃ [9] مشکوٰۃ [10] سورہ نور [11] ترمذی مشکوٰۃ [12] شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶

بیٹی ام کلثوم کا نکاح پہلے حضرت عمر سے ہوا تھا بعد حضرت جعفر کے بیٹے عون کے ساتھ انکا نکاح ہوا جب عون مرے تو جعفر کے دوسرے بیٹے محمد کے ساتھ ان کا نکاح ہوا جب وہ مر گئے تو جعفر کے تیسرے بیٹے عبد اللہ سے ان کا نکاح ہوا۔ اور حضرت عثمان کی مادری بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جب وہ شہید ہو گئے تو زبیر بن عوام سے ان کا نکاح ہوا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو تیسری مرتبہ عمرو بن عاص بن عوف سے انکا نکاح ہوا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو چوتھی مرتبہ عمر بن عاص سے ان کا نکاح ہوا اور سوائے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضرت کی سب بی بیاں ایسی ہی تھیں کہ کسی کا ایک خاوند فوت ہو چکا تھا کسی کے دو اور کسی کے تین اور بعض مطلقہ تھیں۔ پس جو شخص بیوہ کے دوسرے نکاح کو عیب جانے اور بے عزتی سمجھے وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔

ختنہ کا بیان

ختنہ کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اسی برس کی عمر میں کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسحاق کا ختنہ ساتویں دن کیا اور اسمٰعیل کا ختنہ تیرہویں برس کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ختنہ ساتویں دن کیا اور صحابہ کرام بعد بلوغ کے اپنے لڑکوں کا ختنہ کیا کرتے تھے۔ عورتوں کے ختنہ کرنے کے باب میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں ضعیف ہیں۔

ہمسایہ کے حقوق کا بیان

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ یعنی احسان کرو ہمسایہ قرابت والے اور ہمسایہ اجنبی کے ساتھ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمسایگی چالیس گھر تک ہے۔ ہمسایہ کی ایک عورت سے زنا کرنے کا گناہ غیر ہمسایہ کی دس عورتوں سے زنا کرنے کے گناہ سے زیادہ ہے اور ہمسایہ کے ایک گھر کی چوری کرنے کا گناہ غیر ہمسایہ کے دس گھر کی

۵۱ الریاض المستطابہ صفحہ ۸۲ ۵۲ الکمال صفحہ ۱۰۱ ۵۳ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۸۶ ۵۴ بخاری صفحہ ۹۳۱ ۵۵ بخاری صفحہ ۹۳۱ ۵۶ سفر السعادت صفحہ ۱۰۵
۵۷ حاکم بیہقی نیل صفحہ ۱۰۵ ج ۱ ۵۸ بخاری صفحہ ۱۰۳۲ ۵۹ نیل صفحہ ۱۰۵ ج ۱ ۶۰ طبرانی صفحہ ۲۴۶

چوری کرنے کے گناہ سے زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے ستایا ہمسایہ کو اُس نے مجھ کو ستایا اور جس نے مجھے ستایا اُس نے اللہ تعالیٰ کو ستایا۔ جس نے پیٹ بھر کر کھایا اور اُس کا ہمسایہ بھوکا پڑا رہا وہ مسلمان نہیں۔ جس کی ایذار سے ہمسایہ امن میں نہیں ہے وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ جس کی ایذا سے ہمسایہ بے ڈر نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ قیامت کے دن پہلے دو جھگڑنے والے دو ہمسائے ہونگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت کا ذکر کیا گیا کہ بہت نماز پڑھتی اور بہت صدقہ کرتی اور بہت روزہ رکھتی ہے مگر ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے آپ نے فرمایا دوزخ میں جائے گی پھر دوسری عورت کا ذکر آیا کہ اُس کا روزہ نماز کم ہے صدقہ میں پنیر دیتی ہے مگر پڑوسیوں کو نہیں ستاتی فرمایا وہ بہشت میں جائے گی۔ خدا کے نزدیک وہ لوگ بہتر ہیں جو اپنے ہمسایوں سے بھلائی کرتے ہیں جس کو ہمسائے نیک کہیں وہ نیک ہے اور جس کو ہمسایہ بُرا کہیں وہ بُرا ہے۔ جو شخص بات کرنے میں سچا ہو اور امانت میں خیانت نہ کرے اور ہمسائے سے بھلائی کرے وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے۔

کھانے کے احکام اقسام کا بیان

پہلی فصل عقیقہ کے بیان میں

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَۃٌ فَاَھْرِیْقُوْا عَنْہُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْہُ الْاَذٰی۔ سلمان بن عامر الضبی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بچہ کے ساتھ عقیقہ ہے پس اس سے خون کو بہاؤ اور اذیت کو دور کرو۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ بچہ گروی ہوتا ہے جب تک کہ اُسکا عقیقہ

ا احمد ۲ بشارۃ الفساق ۳ مشکوٰۃ ۴ ابن ماجہ ۵ بیہقی مشکوٰۃ ۶ بخاری مسلم مشکوٰۃ صـ۳۵۲ ۷ ترمذی مشکوٰۃ

نہ کیا جائے۔ چاہئیے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اُس کے کانوں میں اذان کہیں اور کسی اچھے بزرگ آدمی کے پاس اُس کو لے جائیں تاکہ وہ کھجور یا چھوارہ چبا کر تھوڑا سا بچہ کے تالو میں چپکا دے اور بچہ کے حق میں دعا کرے۔ اگر بچہ لڑکا ہے تو اُس کے عقیقہ میں دو مینڈھے یا بکرے چاہیے نر ہوں چاہے مادہ ہوں۔ اور اگر دو کا مقدور نہ ہو تو ایک ہی جانور ساتویں دن قربانی کر دیں۔ اور اگر لڑکی ہے تو ساتویں دن ایک بکری خواہ نر ہو یا مادہ قربانی کریں اور اُسی دن بچہ کا نام رکھیں اور اُس کے بال اُتار کر اُس کے ہم وزن چاندی یا سونا اللہ کی راہ میں تصدق کریں۔ عقیقہ کا گوشت اپنے پرائے سب کھاویں۔ ساتویں دن کے بعد عقیقہ کرنا صحیح حدیثوں سے ثابت نہیں ہوا۔ اگر ثابت ہو جاوے گا تو اُس پر بھی اُس وقت عمل کرنا پڑے گا۔ بچوں کا میل کچیل اُتارنا بال منڈوانے عقیقہ کرنا سنت ہیں بچوں کے سروں پر زعفران مل جاوے۔ قرض لے کر عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عقیقہ میں اگر قرض لے کر فخر و ناموری اور بدلہ اُتارنے کو دعوت عام کی جاوے تو سچے مسلمانوں کو ایسی دعوت کا قبول کرنا نہ چاہیئے بلکہ اس طرح کی تمام دعوتوں کا یہی حکم ہے۔ اگر قرضہ سودی لیا گیا ہے تو ایسا کرنا اور اُس کا کھانا حرام ہو جاتا ہے۔

فصل دوسری دعوت ولیمہ کے بیان میں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بلایا جاوے کوئی تمہارا ولیمہ کی طرف تو چاہیئے کہ وہاں چلا جائے۔ ولیمہ شادی کے کھانے کو کہتے ہیں جو شادی کے بعد دولھا کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ یہ کھانا کرنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے حضرت نے عبد الرحمٰن بن عوف کو فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری کا مقدور ہو۔ مالیدہ ستو وغیرہ مٹھائی سے بھی ولیمہ کرنا درست ہے۔ مقدور سے زیادہ بڑھنا نہ چاہیئے جتنا اللہ پاک مقدور دے بے تکلف اپنے یار دوستوں اور غریب فقیروں کو شامل کر کے کھانا کھلا دیں۔ جس ولیمہ کے

۱ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۵ ۲ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۴ ۳ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۵ ۴ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۵ ۵ احمد مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۶ ۶ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۴
۷ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۵ ۸ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰ ۹ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰ ۱۰ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰ ۱۱ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰

کھانے میں فقیر محتاج شریک نہ ہوں اُس کو حضرت نے سب کھانوں سے بُرا کھانا فرمایا ہے ایسے
ولیمہ کی دعوت کو منظور نہ کرنا چاہیے۔ اور جو ولیمہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق کیا جاوے
مسلمانوں کو اُس دعوت کا قبول کرنا واجب ہے جو مسلمان قبول نہ کرے اور چھوڑ دے ولیمہ
کی دعوت کو وہ خدا کا نافرمان ہے۔ اگر بیماری وغیرہ کا عذر ہو تو اُس کے مکان پر جاکر معافی کرے
کھانا چاہے کھائے چاہے نہ کھائے اختیار ہے پھر صاحب دعوت کے حق میں دعا کرے۔ شادی
سے پہلے دولھا کو کھانا کرنا بڑی بدعت ہے اسی طرح سے دُلہن کی طرف سے کھانا کرنا شریعت
اسلام میں ثابت نہیں ہوا۔ جب تک اس کھانے کا ثبوت نہ ہو سچے مسلمانوں کو ایسے کھانا کرنا اور
کھانا نہ چاہیے۔ جب کسی صحیح حدیث میں یا زمانہ صحابہ و تابعین میں ایسے کھانوں کا پتہ مل جائے
اسوقت جو مسلمان اس دعوت سے انکار کرے گا وہ بھی اپنے پیغمبر کے نافرمانوں میں شمار کیا جائیگا
اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی نافرمانی سے بچائے۔ قرض لیکر ولیمہ نہ کریں جو کچھ حاضر ہو یا کوئی یار
دوست ولیمہ کا سامان اکٹھا کر دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جو مسلمان سودی روپیہ لیکر ولیمہ کرتے
ہیں اپنے ایمان گھٹاتے ہیں۔ اور جو لوگ ناموری اور فخر کے ساتھ کرتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُن کے ساتھ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ولیمہ کا سب سے بُرا کھانا
وہ ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہوتا ہے وہ روکا جاتا ہے اور جو نہیں آتا اُن کو منایا جاتا ہے۔
ف ایسے کھانوں سے اکثر مقصود لوگوں کی رو رعایت اور شرما حضوری اور خوشامد ہے اس وا
ایسے کھانوں سے سچے مسلمانوں کو بچنا لازم ہے۔ ہمارے زمانہ کے نام کے مسلمانوں میں اکثر
کھانے اس قسم کے ہوتے ہیں جو محض فخر اور بڑائی مارنے کے واسطے کئے جاتے ہیں۔ گو
ظاہر میں ولیمہ یا ختنہ یا عقیقہ کا نام ہوتا ہے مگر خلوص نیت و موافقت سنت سے بہت دور
ہوتے ہیں کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسے دھوم دھام کے کھانے نہیں کر سکتے تھے یا سارے
صحابہ محتاج تھے حضرت عثمان غنیؓ تونگری میں مشہور تھے انہوں نے کبھی زمانہ نبوت سے لگاکر
اخیر زمانہ خلافت تک ایسے کھانے دھوم دھام کے نہیں کئے نہ اور کسی خلیفہ راشد سے ایسے

بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰ ۔ بخاری ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۵ ۔ بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰ ۔ بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۱ ۔ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰

کھانے ثابت ہیں ہاں خدائی کاموں میں لاکھوں روپیہ اُن کا صرف ہوتا تھا دنیا کے لحاظ سے کبھی کوڑی بیجا صرف نہ ہوتی تھی پھر قرض دام کرکے دعوت کرنے کا تو کیا ذکر ہے پھر ایسے کھانوں پر روٹھا منائی ہوتی ہے۔ جو کھانے میں شریک نہیں ہوتا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس نے ہمارا کھانا بگاڑ دیا۔ پس ایسے کھانے ریا و فخر کے نہیں تو اور کیا ہیں اگرچہ وہ کھانا ولیمہ کا ہو یا عقیقہ کا یا اور کسی دعوت کا۔

فصل تیسری آپس میں ہدیہ دینے اور مہمانداری کی دعوتوں کے بیان میں

عَنْ[1] اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ عَلٰی اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ فَلْیَاْكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَلَا یَسْاَلُ وَیَشْرَبُ مِنْ شَرَابِهٖ وَلَا یَسْاَلُ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہو تو چاہیئے کہ اُس کا کھانا کھالے اور پوچھے نہیں اور پانی پی لے اور پوچھے نہیں۔ حضرت[2] صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دستور تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کے گھر ہدیہ تحفہ بھیجتے تھے اور اُس کو محبت و اُلفت بڑھنے کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ خود جناب رسالت مآب لوگوں کا ہدیہ قبول فرماتے تھے اور مسلمانوں کو اس کام پر رغبت دلاتے تھے۔ نئے مسلمانوں[3] کی مدد کرنا، اسلام کی طرف بلانے کو لالچ دینا۔ ایسے لوگوں کو دینا جو مسلمانوں سے مشرکین کا ضرر دفع کریں یا شربت یا چاریا شیرینی مجلس وعظ میں تقسیم کرنا تاکہ لوگ رغبت سے خدا اور رسول کے حکم کو سُنیں درست ہے۔ حضرت کے صحابہ کسی اعلیٰ چیز پر فخر نہ کرتے تھے نہ ریا و ناموری کرتے تھے نہ کسی ادنیٰ چیز کو نام رکھتے تھے۔ اگر تحفہ و ہدیہ میں زیادہ بدلہ اُتارنے کی نیت ہو تو سخت منع ہے۔ اگر خالص خدا واسطے رسول خدا کے حکم کے موافق ہدیہ دیا جائے اور اس سے محبت بڑھانا مقصود ہو۔ احسان جتانے طعن کرنے کی نیت نہ ہو تو یہ بہت عمدہ ہے۔ نبوت کے زمانہ میں اکثر دعوت اس طرح ہوتی تھی کہ غریب مسلمانوں کو صحابہ گھر لے جاکر جو کچھ میسر ہوتا کھلاتے تھے

[1] بیہقی مشکوٰۃ صـ۳۷۱ [2] بخاری مشکوٰۃ صـ۱۵۳ [3] تفسیر جامع البیان پارہ ۳

جب مہمان آتے حضرت صحابہ پر مہمانوں کو تقسیم کر دیتے اور فرماتے تھے جو خدا و آخرت پر ایمان
رکھتا ہے وہ مہمان کی خاطر کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ مقدور دے تو پہلے دن مہمان کو اچھا کھانا کھلائے
اور دو روز معمولی کھانا دیوے جو آپ ہر روز کھاتا ہے۔ فرمایا مہمان کو تین روز سے زیادہ ٹھیرنا
نہ چاہیئے۔ فرمایا جس مہمان کو کھانا نہ دیا جاوے وہ گھر والے کی بغیر اجازت اپنی دعوت کے بقدر
کھا سکتا ہے۔ حضرت امیر و غریب سب کی دعوت قبول فرماتے تھے اگر کوئی غلام بھی دعوت
کرتا تھا تو اُس کی دعوت بھی کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں دعوت میں بکری کے پایہ
کھانے کو بلایا جاؤں تب بھی قبول کروں اور اگر بکری کا پاؤں کوئی مجھ کو ہدیہ بھیجے تب بھی
قبول کر لوں۔ حضرت نے کبھی میدہ کی چپاتی نہیں دیکھی یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ سے ملاقات
ہوئی یعنی وفات پائی نہ کبھی آپ نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی اور نہ کبھی خوان میں کھانا
کھایا بلکہ دسترخوان میں کھاتے تھے نہ کبھی دو دن برابر حضرت کے گھر والوں نے پیٹ بھر روٹی
کھائی اگر نفل روزہ رکھے اور کوئی مسلمان دعوت کو کہے تو اُس کے گھر چلا جانا چاہیئے پھر اختیار ہے
چاہے روزہ توڑ دے اور چاہے رہنے دے اور صاحب دعوت کے حق میں دعاء خیر کرے۔
اگر ایک ہی وقت میں دو دعوتیں آویں تو پہلی کو قبول کرے۔ جو شخص دعوت میں بے بُلائے
چلا جائے اُس کو حضرت نے لُٹیرا اور چور فرمایا ہے۔ جس مسلمان کا حال معلوم نہ ہو اس کی دعوت
قبول کر لینی چاہیئے۔ مسلمان آدمی سے یہ پوچھنا منع ہے کہ تیرا کھانا حلال کا ہے یا حرام کا۔ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے کو منع فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہے
تو کھانا مت کھا مگر متقی کا اور نہ تیرا کھانا کھائے مگر متقی۔ جو متبع سنت ہے کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے
اگرچہ صغیرہ اس سے ہوتے ہوں اور وہ ان پر شرمندہ ہو سرکش نہ ہو۔ اور جو کھلم کھلا ڈاڑھی
منڈائیں یا کتروائیں یا ٹخنے سے نیچے پائجامہ پہنے زنا کرے رنڈیوں کے ناچ گانے سُنے مجلسوں
میں شریک ہو میلے ٹھیلوں کی سیر کرے نذر و نیاز کو تبرک سمجھے۔ اہلحدیث کو بُرا کہے اور اُن کے
مقابلہ میں بدعتیوں کو اچھا سمجھ کر اُن کی تعریف کرے ایسے لوگ کافر مشرک بدعتی بدکار کہلاتے ہیں

لے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸ ئے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸ سے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸ کے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸ ہے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸ لے ترمذی تیسیر الوصول
چھاپہ نولکشور جلد ثانی صفحہ ۲۴۹ ئے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۵ ۵۹ ے احمد ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۳ لے احمد ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۲۶
لے احمد ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۳۷ لے بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۳۸ لے ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۲۷ لے بیہقی شعب الایمان مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۱

ہرگز ایسے خبیثوں کی دعوت قبول کرنا نہ چاہیئے۔ گو ظاہر میں ایسے لوگ مسلمان کہلاویں کلمہ پڑھیں یہ لوگ بد اعمال جب تک بد اعمالی سے توبہ نہ کریں اور موحدوں کا طریقہ اختیار نہ کریں۔ نجات کی امید نہ رکھیں کلام مجید ایسے مسلمانوں کے اسلام کا انکار کرتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگوں کا پیشہ غالباً حرام کا ہوتا ہے سود وغیرہ حرام کی آمدنی سے بہت کم پاک ہوتا ہے سچے موحدوں کو یہ کھانا حرام ہے۔ اکثر مسلمان اس مسئلہ میں خواہ حنفی ہوں خواہ محمدی پھسل گئے ہیں کھانا کسی کے گھر کا ہو تقریب جائز کا ہو یا تقریب حرام کا خواہ کیسا ہی ناپاک کیوں نہ ہو بے تکلف کھانے اڑانے کو موجود ہو جاتے ہیں نہ حلال سے غرض ہے نہ حرام سے واسطہ۔ اُن کے شریک کیوں نہ ہوں یہ لوگ اِن کو خدا اور رسول سے زیادہ عزیز ہیں ان کا خوش رکھنا لازم سمجھا ہوا ہے۔ خدا اور رسول ناراض ہوں تو ہوا کریں۔ جب اسلام کا یہ مذاق ٹھیرایا گیا تو اب مسلمانی کا دعویٰ عبث ہے اس لئے کہ جو فعل تم کرتے ہو سارے یہود و نصاریٰ اپنے یہاں شادی وغیرہ میں کرتے ہیں۔ اب یہ تو بڑی ناانصافی اور سفید بے دینی کی بات ہے کہ تم اچھے رہو اور وہ بُرے ٹھیریں۔ نفس خبیث بغل میں ہر وقت موجود شیطان لعین رگوں میں ہر وقت خون کی طرح پھرتا ہے۔ پس ہمارے ایسے ایمانوں کا خدا حافظ ہے ورنہ خیریت ہے۔

چوتھی فصل بغیر سبب اللہ واسطے کی دعوت کے بیان میں

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ الْجُشَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَیْتَ اِنْ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ یَقْرِنِیْ وَلَمْ یُضِفْنِیْ ثُمَّ مَرَّ بِیْ بَعْدَ ذٰلِكَ اَقْرِیْهِ اَمْ اَجْزِیْهِ قَالَ بَلْ اَقْرِهٖ[1] ابی احوص جشمی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر میں کسی شخص کے پاس سے گزروں اور وہ میری دعوت نہ کرے پھر اُس کا میرے پاس گزر ہو تو کیا میں اُس کی دعوت کروں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا بلکہ دعوت کرو۔ صحیح بخاری[2] میں ہے کہ حضرت کے زمانہ میں ایک عورت ہر جمعہ کو چقندر کی جڑیں جو کے آٹے میں ملا کر پکایا کرتی تھی اور

[1] ترمذی مشکوۃ صفحہ ۳۶۱ [2] بخاری مطبوعہ مصطفائی جلد اول ۱۲۵

حضرت کے اصحاب کو کھلاتی تھی۔ صحابہؓ ہر جمعہ کو اُس کے کھانے کو رغبت سے کھاتے اور منتظر رہتے تھے اور ہمیشہ بعد نماز جمعہ کے اُس کے مکان پر سلامٌ علیک کرکے جا بیٹھتے۔ وہ سب کو کھانا کھلاتی صحابہ شوق سے کھاتے تھے۔ صحیح[۱] بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اُن لوگوں کو جو اُنکے پاس رہتے تھے افطاری تقسیم کیا کرتے تھے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے ایک اونٹنی ذبح کی جس کا گوشت صحابہ کو تقسیم کیا گیا اور سب نے تبرکاً کھایا۔ اور اسی طرح ایک دفعہ سفر میں ایک اونٹنی یا گائے خریدی گئی اور ذبح کرکے صحابہ پر تقسیم ہو کر کھائی گئی ف جمعہ کے دن کوئی خاص کھانا پکا کر اللہ کے نام دینا اور نیک مسلمانوں کا روزہ افطار کرانا اور جب سفر میں ہوں مسلمانوں کے لئے جانور قربانی کرنا یا جب سفر سے گھر کو واپس آویں مسلمانوں کی دعوت کرنا یا توفیق کے موافق کچھ بھی تقسیم کرنا ان صحیح حدیثوں کی رو سے ثابت ہے۔ اسی طرح کسی نیک کام کی خوشی میں مبارک باد دینا یا بطور ہدیہ یا انعام کے مسلمانوں پر تقسیم کرنا اپنی حیثیت کے موافق درست ہے۔ ایک[۲] سفر میں حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ آج ایک بکرے کے کباب تیار کرنے چاہئیں۔ سب صحابیوں نے ایک ایک کام اپنے اپنے ذمہ لیلئے کسی نے گوشت کاٹنے کا کسی نے پیلنے کا کسی نے پکانے کا کسی نے کوٹنے کا۔ اور حضرت چپکے سے نکل کر جنگل سے لکڑیاں چن لائے۔ جب کھانا تیار ہو گیا آپ نے اور سب صحابہ نے کھالیا۔ ف اس حدیث سے گوشت کھانے کا ثبوت پایا گیا۔ صحیح[۳] بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہؓ جب اُن کے کنبہ میں کوئی مرجاتا تو اُس کے گھر ایک خاص قسم کا کھانا جسکو تلبینہ کہتے ہیں اور آٹے کو دودھ میں ملا کر وہ بنتا ہے بھجواتی تھیں اور جب باہر کے لوگ چلے جاتے اور گھر کے خاص خاص مرد و عورتیں رہ جاتیں تب مل کر کھاتے ف ان کھانوں کے سوا شریعت اسلام میں اور بھی کئی طرح کے کھانے ثابت ہیں۔ جو لوگ ملاقات[۴] کرنے آویں اُن کو کھلانا یا جو بھوکے سوال کریں اُن کو کھلانا۔ پھر اُن سے بعض کھانے وہ ہیں کہ جن میں خاص مسکینوں و فقیروں کا حق ہے امیروں کو اُن میں شریک ہونا درست نہیں اور بعضے وہ ہیں جنکا کھانا امیر و غریب دوست آشنا سب کو درست ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک کام دین کا ہو یا دنیا کا کسی نیت کیساتھ

[۱] بخاری عربی بمبئی صـ۲۴۳م [۲] تفسیر عزیزی تبارک سورۃ نون رکوع ۲ [۳] بخاری عربی بمبئی صـ۸۱۵ [۴] مسلم مشکوۃ صـ۳۶۰ [۵] صـ۲ سلم مترجم ج۲

ہوا کرتا ہے اور کام کا اعتبار کرنے والے کی نیت پر ہوتا ہے دوسرے کے قول و نیت کا اعتبار نہیں مثلاً زید کہے میں نے اللہ واسطے نیاز کی ہے اور عمر کہے زید نے گیارہویں کا کھانا پکایا ہے تو زید کا قول مقبول اور عمر کا قول مردود سمجھا جائے گا۔ ایک شخص نے گیارہویں کا کھانا پکایا جب اُس کو قرآن و حدیث سمجھایا اور اُس کی سمجھ میں آگیا تب اُس نے توبہ کی اور عقیدہ فاسد کو بدلا اور اُس کھانے کو اللہ کی نذر کرنے کی نیت کی تبھی وہ کھانا جو نیت فاسد کے ساتھ مردار ہو گیا تھا نیک نیتی کے ساتھ حلال ہو گیا بموجب قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم[۱] کل کام نیتوں پر موقوف ہیں جیسی نیت کرے گا ویسا ہی پھل ملے گا کیونکہ اللہ نیتوں کا دیکھنے والا ہے۔

فصل پانچویں جنت کی خوبی اور جنت والوں کے عیش و راحت کے بیان میں

بیشک[۲] اللہ تعالیٰ داخل کرے گا جنت میں اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جو سچے مسلمان بنے اور جنہوں نے عمل کئے اچھے (اور چلے پیغمبر کے طریقہ پر) وہ جنت ایسی ہے کہ جس کے نیچے سے بہتی ہیں نہریں۔ یہ احوال اُس بہشت کا ہے کہ جس کا وعدہ ملا ہے اللہ پاک کی طرف سے ڈرنیوالے موحد مسلمانوں کو۔ اس[۳] بہشت میں کئی قسم کی نہریں ہیں کوئی دودھ کی ہے جس کا مزہ نہیں بدلتا کوئی صاف[۴] پانی کی ہے جس کی بو نہیں پلٹتی کوئی شراب[۵] کی جو پینے والوں کو لذت دیتی ہے کوئی شہد[۶] کی ہے جس پر جھاگ نہیں ہوتے نہایت صاف اور شیریں خوش ذائقہ بہت پاکیزہ۔ اور ان کے لئے وہاں[۷] میوے ہیں ہر قسم کے لذت دار۔ اور خدا[۸] کی طرف سے ان لوگوں کو وہاں معافی ہے۔ اور فرمایا[۹] تمہارے واسطے وہاں جو تم چاہو گے موجود ہے اور مہمانی[۱۰] ہے ہماری سرکار سے۔ بہشتیں آٹھ ہیں۔ جنت عدن۔ جنۃ الفردوس۔ جنۃ الخلد۔ جنۃ النعیم۔ جنۃ الماویٰ جنۃ القرار۔ دار السلام۔ دار المقام۔ یہ ان کے نام ہیں نہایت خوبیوں کے ساتھ بنائے گئے ہیں بہشت کی دیواریں[۱۱] ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے بنائی گئی ہیں اور ان میں مشک کا

۱؎ بخاری مسلم بخاری صہ ۳ ۲؎ سورہ طلاق ۳؎ سورہ محمدؐ ۴؎ سورہ محمدؐ ۵؎ سورہ محمدؐ ۶؎ سورہ محمدؐ ۷؎ سورہ محمدؐ ۸؎ سورہ محمدؐ ۹؎ حم السجدہ ۱۰؎ حم السجدہ ۱۱؎ ترمذی داری مشکوٰۃ ط ۴۹۸

گار الگا یا گیا ہے۔ جنت میں کنکریاں موتی و یاقوت کی ہیں۔ خاک وہاں کی زعفران اور خوشبودار ہے
جو لوگ جنت میں داخل ہونگے وہ چین و آرام پاویں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے نہ اُن کی جوانی
فنا ہوگی اور نہ اُن کے کپڑے میلے ہونگے۔ ہر جنتی کو جنت میں سَو سَو درجے اتنے بڑے بڑے
ملیں گے کہ جیسے آسمان و زمین۔ اور ہر مسلمان کے واسطے دو باغ ہونگے سونے کے جن کا کُل
سامان بھی سونے کا ہوگا اور دو باغ ہونگے چاندی کے جن کا کُل سامان بھی چاندی کا ہوگا۔
ان کے سوا اور ایک ایک موتی کے محل ملیں گے جن کا عرض و طول ساٹھ ساٹھ میل کا ہوگا۔
ہر محل میں پردہ والی عورتیں بی بیاں رہیں گی جن کو نہ کوئی دیکھے گا اور نہ اُن سے سوا اُن کے
خاوندوں کے اور کوئی مباشرت کرے گا۔ حضرت نے فرمایا ہے جنت نور کے مانند چمکدار ہوتی
ہے اور اُس کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جنت میں خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں۔ جنت کے محل بڑے
مضبوط ہیں۔ ہر محل میں نہریں جاری ہیں۔ میوے پکے ہوئے تیار ہیں۔ عورتیں کنواریاں جن پر
کسی آدمی یا جن نے ہاتھ نہیں ڈالا چہرے اُن کے یاقوت و مونگے سے زیادہ روشن بناؤ سنگار
کئے ہوئے ہر محل میں موجود ہیں کیونکہ بہشت ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے۔ حضرت نے فرمایا ہے
جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور فرمایا جنت والے اونچے
محلوں کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے تم روشن ستاروں کو آسمان کے کناروں میں دیکھتے ہو
مشرق و مغرب کی طرف۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے عمدہ محل تو
خاص پیغمبروں کے واسطے ہونگے۔ فرمایا نہیں قسم ہے خدا کی اُن کو میری امت کے مسلمان
پائیں گے۔ اور فرمایا خدا سے جنۃ الفردوس مانگو۔ اور دیکھیں گے بہشتی لوگ جنت کے جھروکوں
میں سے بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو۔ پر نہ دیکھ سکیں گے ایک دوسرے کی بی بی کو اور اُن کی
بیبیاں ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گی۔ جنت میں سایہ دار اس قسم کے تخت ہیں جن پر آبخورے
لبریز بھرے ہوئے رکھے ہیں (شہد۔ شراب۔ شربت۔ دودھ ذائقہ اور خوشبودار ہے) اور
اُن پر تکئے برابر لگے ہوئے ہیں۔ قالین اور اونچی مسندیں ہیں اُن پر بچھائی ہوئی ہیں۔ اور فرمایا

لہ احمد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸ ۲ے احمد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸ ۳ے احمد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸ ۴ے احمد ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸ ۵ے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸
۶ے ترغیب عربی صفحہ ۴۰۲ ۷ے سورۂ واقعہ ۸ے سورۂ واقعہ ۹ے سورۂ واقعہ ۱۰ے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸ ۱۱ے بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸ ۱۲ے ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸
قرآن مجید پارہ ۳۰ ۱۳ے قرآن مجید سورۂ غاشیہ ۱۴ے قرآن پارہ ۳۰ التطفیف

نیک لوگ نعمتوں کے اندر تختوں پر بیٹھے ہوئے ہر طرف کے تماشے دیکھتے ہونگے۔ ان کے چہروں[1] سے جنت کی نعمتوں کی سرسبزی پائی جاوے گی۔ پیوینگے وہ شراب خالص جس پر مشک کی مہریں لگی ہونگی چاہیئے[2] کہ رغبت کرنے والے اُس کی رغبت کریں۔ ملاوٹ اس میں ایک چشمہ سے ہوگی جس میں سے خاص مقرب بندے پیوینگے۔ فرمایا[3] جنتی بندے بہشت میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے اپنی بیبیوں کو ساتھ لئے بہشت کی نعمتیں کھاتے پیتے سیر و تماشے میں مشغول رہیں گے ہر جنتی کو جنت میں بڑا ملک عطا کیا جائے گا خواہ وہ کیسا ہی کم رتبہ والا ہے دنیا سے دس حصہ زیادہ جن میں سے ایک درخت[4] کے نیچے ہو کر تیز گھوڑے کا سوار سو برس تک چلے تو بھی اُس کے سایہ کو طے نہ کر سکے ف جنت کی فراخی اور بڑائی سوائے خداوند کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جنت کے دروازے اس قدر کشادہ ہیں کہ ایک چوکھٹ سے دوسری چوکھٹ تک چالیس برس[5] کا فاصلہ ہے۔ باوجود[6] ایسی کشادگی سے حضرت کی امت والوں کا کندھے سے کندھا لڑے گا جنت میں گھسنے کے وقت جب جنتیوں کا سیر کو جی چاہے گا اپنے اپنے تختوں پر سوار ہو کر اپنی اپنی عورتوں کو ساتھ لیکر سیر کرنے کو نکلا کرینگے۔ جہاں تک اُن کا جی چاہے گا وہ تخت بہشتی اُن کو اشارہ کے ساتھ سیر کرا لاوے گا۔ فرمایا[7] ہر جنتی کو جنت میں دو دو حوریں اور ستر ستر[8] کنواری بیبیاں نہایت حسین بہشتوں کی سردار بنا کر یہ بھی اُن کے خاوندوں کو ملیں گی۔ اگر اُن کا خاوند شرک و کفر کے سبب سے دوزخی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُن نیک بی بیوں کی شادی جنتی مردوں سے کر دے گا جو اُن کو بہت خوش کرینگے اور اُن کا حسن و جمال جنت والی عورتوں سے اُن کو زیادہ معلوم ہوگا۔ وہ اپنے دنیا کے خاوندوں کا خیال تک بھلا دیں گی۔ جس عورت نے دنیا میں کئی نکاح کئے تھے اگر جنت میں جاوے گی تو وہ اُس خاوند کو ملے گی جس نے اُسے دنیا میں خوش رکھا تھا یا جس کو وہ چاہیگی اس کے حوالہ کر دی جائے گی ہر مرد[9] کو جنت میں سو سو عورتوں سے صحبت کرنے کی طاقت ملیگی اور اس لیے اُس کو ہرگز تکان نہ معلوم ہوگی بلکہ قوت اور بڑھتی رہے گی۔ جنت[10] کی عورتوں کی آنکھیں بڑی بڑی دل بھاؤنی رسیلی اور خوشنما ہونگی۔ دن میں ستر ستر[11] جوڑے پوشاک کے ہر طرح کے

۱؎ سورۂ مطففین ۲؎ سورۂ مطففین ۳؎ سورۂ یٰسین ۴؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۶ ۵؎ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۷ ۶؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۷ ۷؎ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۷ ۸؎ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۷ ۹؎ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۷ ۱۰؎ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸ ۱۱؎ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۹

دل پسند پہنا کرینگی اُن کی اوڑھنی[۱] کا ایک پلّو دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔ اگر جنت[۲] کی ایک عورت دنیا میں جھانکے تو مشرق سے لے کر مغرب تک سب روشن ہو جائے اور چاند[۳] و سورج ماند ہو جائیں اور کُل اہل دنیا بیہوش ہو جائیں۔ دنیا کی عورتیں جب اپنے خاوندوں کو ناراض کرتی ہیں تو جنت کی بی بیاں رنجیدہ ہوتی ہیں اور کہتی ہیں ہمارے خاوندوں کو رنجیدہ مت کر اور بد دعا کرتی ہیں۔ جنت[۴] کے مرد و عورت کا قد[۵] حضرت آدم علیہ السلام کے قد کے برابر ساٹھ ساٹھ ہاتھ کا ہوگا بہت خوشنما اور ڈیل ڈول کا سجل۔ عمر[۶] مردوں کی تیس یا بینتیس سال کی عورتوں کی عمر سولہ یا سترہ سال کی برابر یکساں ہوگی اور ہمیشہ یہی عمر بن قائم رہیں گی۔ اُن کی عمر و طاقت میں کبھی نقصان نہ آویگا بلکہ طاقت اور[۷] جمال اُن کا ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔ جنت[۸] والوں کی عورتیں اُن کے سامنے نہایت پیاری آواز سے گاویں گی اور عمدہ باجے بجاوینگی جس سے جنتی نہایت خوش ہونگے۔ جنتی لوگ اسی طرح جنت میں راگ و رنگ کی محفلیں قائم رکھیں گے اور کبھی غمگین نہ ہونگے اور نہ[۹] اُن کو کسی کے ساتھ کینہ۔ عداوت۔ بغض۔ حسد۔ رشک۔ رنج و غم نہ ہوگا۔ وہاں نہ چغلی نہ غیبت نہ جھوٹ بولنا۔ نہ بیہودہ بکنا۔ نہ کبھی سر دُکھے گا نہ بیماری ہوگی۔ نہ کوئی پاخانہ[۱۰] نہ پیشاب کی حاجت ہوگی اور نہ اُن کا کبھی پیٹ دکھے گا نہ قبضیت ہوگی۔ کھانے پینے وغیرہ سے نہ تھوک ہوگا نہ ناک سے غلاظت[۱۱] نکلے گی نہ اور کسی قسم کا میل کچیل ہوگی نہ نیند ہوگی نہ کسی قسم کی بیہوشی اور نہ غفلت ہوگی۔ مردوں اور عورتوں کے جسم میں کہیں بال[۱۲] نہ ہونگے سوائے سر کے بالوں کے جو زیبائش کے واسطے ہیں اور جس کو جنتی لوگ پسند کرینگے جنت میں سب پاویں گے۔ اول سب سے پہلے حضرت کی اُمت جنت میں داخل ہوگی۔ جو گروہ[۱۳] سب سے پہلے داخل ہوگا اُن کے چہرے چودھویں رات کی طرح چمکتے ہونگے اور جو اُن کے بعد داخل ہونگے اُن کے چہرے روشن ستاروں کی طرح چمکینگے اور اُسی طرح کا دل چمکتا ہوگا۔ حوروں[۱۴] کی پنڈلیوں میں سے گودا نظر آوے گا اور اُن کی کنگھیاں سونے[۱۵] کی ہونگی۔ خداوند[۱۶] تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو نہ کوئی تم پر ڈر ہے آج کے دن اور نہ تم غمگین ہوگے۔ جو لوگ ایمان لائے ہماری آیتوں پر اور رہے مسلمان مرد ہوں یا عورت (عام حکم

۱ بخاری مشکوۃ ص۴۹۶ ۲ بخاری مشکوۃ ص۴۹۶ ۳ ترمذی مشکوۃ ص۴۹۶ ۴ بخاری مسلم مشکوۃ ص۴۹۶ ۵ بخاری مسلم مشکوۃ ص۴۹۸ ۶ ترمذی مشکوۃ ص۴۹۷
۷ مسلم مشکوۃ ص۴۹۷ ۸ ترمذی مشکوۃ ص۴۹۷ ۹ بخاری مسلم مشکوۃ ص۴۹۷ ۱۰ بخاری مسلم مشکوۃ ص۴۹۶ ۱۱ مسلم مشکوۃ ص۴۹۸ ۱۲ ترمذی مشکوۃ ص۴۹۸
۱۳ ترمذی مشکوۃ ص۴۹۸ ۱۴ ترمذی مشکوۃ ص۴۹۸ ۱۵ ترمذی مشکوۃ ص۴۹۵ ۱۶ سورۂ زخرف

ہے کہ) داخل ہو جاؤ بہشت میں تم اور تمہاری بیبیاں جو کہ عزت کرینگی تمہاری (اور لئے) پھرتے ہیں (غلمان بہشتی) اُن کے پاس رکابیاں سونے کی اور آبخورے شربت اور دودھ کے اور موجود ہیں بہشت میں وہ کُل چیزیں جس کو دل چاہے گا اور جس سے آنکھوں کو آرام ملے اور تم کو اُس بہشت میں ہمیشہ رہنا ہے اور[۱] یہ وہی بہشت ہے جو ورثہ میں پائی تم نے بدلہ میں اُن نیک عملوں کے جن کو تم کرتے تھے (دنیا میں) تمہارے واسطے بہشت میں بہت افراط سے میوے ہیں اور نہریں ہیں۔ وہاں ریشمین[۲] پوشاک پہنتے ہیں مہین اور دبیز ایک دوسرے کے سامنے اور ہم[۳] نے اُن کی شادی کردی حوروں بڑی آنکھوں والیوں سے۔ منگواتے ہیں ہر قسم سے میوے جنت کے خوب ہضم ہونے والے اور کھاتے ہیں چین سے نہ چکھیں گے وہاں پر موت جیسے کہ چکھ چکے پہلے اور بچا لیا اُن کو (اللہ نے) دوزخ کی مار سے یہ فضل ہے خدا کا اور بڑی مراد[۴] مسلمانوں کی۔ فرمایا[۵] کہ بہشتی لوگ جنت میں کھایا کریں گے ہر قسم کی نعمتیں اور پیا کرینگے ہر قسم کے پانی اور سب اُن کو ہضم ہوتا رہے گا نہ ڈکار آوے گی نہ پاخانہ پیشاب کی ضرورت ہوگی اور پسینے کی تراوٹ سے جسم میں خوشبو رہے گی مشک کی سانس کی جگہ منہ سے تسبیح وتہلیل جاری رہیگی ہر میوہ سے سینکڑوں طرح کے مزے پاوینگے تختوں پر لیٹے بیٹھے رہیں گے۔ جب کسی میوہ کو جی چاہے گا خود بخود اُس کی ٹہنی[۶] جھک آوے گی اور جب کھا چکیں گے پھر اپنی جگہ پر چلی جاویگی کسی[۷] صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں گھوڑے ہونگے؟ فرمایا ہاں اگر تو جنت میں گیا اور تو نے وہاں گھوڑا مانگا تو خدا تجھ کو گھوڑا ہی دے گا سُرخ یاقوت کا کہ تجھ کو اُڑا لے جائے گا جہاں تک تو چاہے گا۔ بہشت میں تو جو کچھ چاہے گا وہی ملے گا یہاں تک کہ اگر جنتی[۸] اولاد کی آرزو کرے گا تو اُس کی بیوی حاملہ ہوگی اور بچہ دیگی اُسی وقت اور اُسی وقت وہ سیانا ہو جاوے گا۔ بہشت[۹] میں ایک حوض ہے جس کو حوض کوثر کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے وہ حوض بخشا ہے جس کا عرض وطول ایک مہینہ کا راستہ ہے اور اُس کے دونوں کناروں[۱۰] پر موتیوں کے گنبد ہیں اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا

[۱] سورۂ زخرف [۲] سورۂ دخان [۳] سورۂ دہر [۴] سورۂ رحمٰن [۵] مسلم مشکوٰۃ ص۴۹۵ [۶] ترمذی مشکوٰۃ ص۴۹۶ [۷] ترمذی مشکوٰۃ ص۴۹۷
[۸] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۴۹۸ [۹] بخاری مشکوٰۃ ص۴۸۲

اور مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ خالص چاندی کے کٹورے اس میں تیرتے پھرتے ہیں۔ گنتی میں اتنے ہیں جتنے آسمان کے ستارے۔ جو ایک دفعہ اُس کا پانی پی لینگے وہ کبھی پیاسے نہ ہونگے۔ ہمیشہ حوض کوثر کے کناروں پر سبز رنگ کے پرند جانور پھرتے ہیں۔ نہایت خوبصورت لمبی گردن والے جنتی لوگ اُن کے کباب کھائیں گے[۱] اور پرندے درختوں پر بیٹھے ہوئے نہایت خوش آوازی سے چہچہے لگاکر خوش کرتے ہیں۔ جس چڑیا کے کباب کو جی چاہے گا وہ کباب ہوکر سامنے موجود ہو جائے گی۔ جب کھا چکیں گے اُڑ کر جا بیٹھے گی[۲] حضرت نے فرمایا ہے قسم ہے خدا کی مسلمان جب قبروں سے نکلیں گے تو اُن کے پاس جنت کی اونٹنیاں لائی جاوینگی جن پر سونے کی کاٹھیاں ہونگی اور نور کی رکابیں چمکتی ہونگی۔ سواری کا قدم وہاں پڑے گا جہاں نگاہ پہنچے گی۔ جنت کے دروازہ کے قریب ایک درخت ملے گا جس کی جڑ سے دو چشمے جاری ہیں۔ جب پہلے چشمہ کا پانی پیوینگے تو اُن کے چہرے تروتازہ ہو جاوینگے پھر دوسرے چشمہ سے وضو کرینگے کہ جس سے اُن کے سر کے بال روشن ہو جائیں گے اور کبھی گرد آلودہ نہ ہونگے پھر جنت کے دروازے کو سرخ یاقوت کے حلقے سے کھٹکھٹاوینگے جسکی آواز حوران بہشتی کو پہنچ جاوے گی اور وہ پہچان لیں گی کہ ہمارے شوہر تشریف لائے ہیں جلدی سے دوڑینگی۔ اُن کے خدمت گار اُنکے محل کے دروازے کھول دینگے۔ اگر خدا بہشتی کو نور نہ دیتا تو خدمتگار کی چمک سے چندھیا کر سجدہ میں گر پڑتا۔ خدمت گار کہے گا میں تو خادم ہوں آپ کی پیشوائی کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ جنتی اس کے ساتھ موتی محل میں آوے گا اُس کی بیوی خیمہ سے باہر نکل کر اُس سے گلے لگ کر ملے گی اور کہے گی کہ تو میرا پیارا ہے اور میں تیری پیاری ہوں۔ میں تیوری چڑھانے والی نہیں ہوں میں نعمت سے ملی ہوں بیمار ہونے والی نہیں ہوں۔ میں تیرے پاس ہمیشہ رہونگی۔ جنتی ایسے محل میں داخل ہوگا جس کی چھت لاکھ گز اونچی ہوگی وہ محل موتی و یاقوت کا ہوگا۔ اُس کے دروازے سُرخ و زرد و سبز ہونگے غرض کہ ہر دروازہ الگ رنگت کا ہوگا۔ پھر جنتی اپنی بی بیوں کی طرف نگاہ کرے گا اور دیکھے گا وہاں آبخورے رکھے ہوئے

[۱] مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۹ [۲] درجات النعیم صفحہ ۴۲

گدیلے اور نرم قالین بچھے ہوئے اُس وقت جنتی (بطور شکریہ کے) کہے گا حمد ہے اُس خدا پاک کے واسطے جس نے ہم پر یہ سب کچھ انعام کیا۔ اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز یہ انعام نہ پاتے۔ [۱] جنتی جب بہشت میں جاوے گا تو اُس کی صورت حضرت یوسف کی طرح خوبصورت ہو جائیگی اور اُن کو لباس بہشتی اور مردانہ زیور عطا ہوگا خوشی کا کنگن پہنے گا۔ اپنی بی بیوں اور خادموں کو دیکھ کر اتنا خوش ہوگا کہ اگر جنت میں موت ہوتی تو مارے خوشی کے مرجاتا۔ اور فرمایا [۲] جب مسلمان جنت میں داخل ہونگے تو اُن کی پیشوائی کرینگے اُن کے اسّی ہزار خادم جن کے چہرے موتی کے مانند چمکتے ہونگے اور اُس کے غلمان یعنی کم عمر لڑکے دو طرفہ صف بستہ کھڑے ہونگے اور سونے چاندی کی طشتریوں میں میوے اور کباب کھلاتے رہیں گے۔ ہر جنتی کو ایک خدا کا فرشتہ جنت کے محل سونے و چاندی کے دکھلاوے گا اور کہے گا کہ یہ سب تیرا مال ہے۔ پھر بہت سا لشکر اور خیمے بتلا کر کہے گا کہ یہ سب تیرے واسطے ہے۔ جب یہ جنتی اُن کے پاس جاوے گا تو وہ اسکا استقبال و پیشوائی کرینگے اور سلام کر کر کہیں گے ہم سب تمہارے واسطے ہیں۔ جنت میں [۳] ایک بڑا بازار ہے جس میں جنتی لوگ ہر جمعہ کو جمع ہوا کریں گے پھر ایک ہوا چلے گی جس سے مشک و زعفران کا غبار جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا۔ جب وہاں سے واپس ہو کر گھروں میں آوینگے تو بی بیاں کہیں گی کہ قسم ہے خدا کی یہ ہم سے جدا ہو کر تمہارا حسن و جمال کیوں کر بڑھ گیا۔ وہ جواب دینگے قسم ہے خدا کی تمہارا حسن و جمال بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ بہشتی [۴] عام زیارت کریں گے اپنے پروردگار کی۔ اللہ تعالیٰ ایک بڑے باغ میں ظاہر ہوگا جنتیوں کے واسطے وہاں سونے اور چاندی کے منبر رکھے جائینگے اور ہر جمعہ کو جو بڑے مرتبے والے ہیں اُنکے واسطے نور و مشک و موتی و یاقوت و زمرد کے ہونگے۔ ادنیٰ جنتی مشک و کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے حالانکہ کوئی جنتی اپنے کو اوروں سے ادنیٰ درجہ کا نہ جانے گا۔ پھر سب کے سب اللہ تعالیٰ کی زیارت کرینگے اور اللہ تعالیٰ اُن سے باتیں کریگا غرض کہ جنت میں کوئی محروم نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک جنتی سے فرماوے گا اے فلانے کیا تو نے دنیا میں یہ یہ گناہ نہیں کئے۔ وہ عرض کرے گا ہاں اے خداوند کیا تو نے

[۱] درجات النعیم صہ ۶۶ [۲] درجات النعیم صہ ۶۶ [۳] ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ صہ ۴۹۱ [۴] ترمذی مشکوٰۃ صہ ۴۹۱

بخشا نہیں۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا ہاں میں نے تیرے گناہ اپنے کرم وفضل سے بخش دیئے تاکہ تجھ کو تیری مراد کو پہنچاؤں۔ سب کو ابر رحمت ڈھانک لے گا اور اُس میں سے ایسی خوشبو برسے گی جو کسی نے کبھی سونگھی نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماوے گا اب اُس نعمت کے پاس آؤ جو اچھی چیزوں میں سے میں نے تمہارے واسطے تیار کر رکھی ہے۔ ان میں سے جو تمہارا جی چاہے لیلو جتنی تم کو منظور ہوں۔ پھر جنتی اُس بازار میں سے جس کو فرشتے گھیرے ہونگے جتنی عجیب وغریب نعمتیں اُن کو منظور ہونگی مفت لے لیں گے۔ جنت کے بازاروں میں جنتی آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرینگے اور بڑے رتبہ والے چھوٹے رتبہ والوں سے ملاقات کیا کرینگے اور کسی کو کم زیادہ رتبہ کا خیال نہ ہوگا۔ تمام بہشتی اپنے اپنے عیشوں میں مست ہونگے۔ جب بڑا رتبہ والا اپنا لباس ادنیٰ رتبہ والے کے لباس سے اچھا دیکھے گا اور پھر اُس کے لباس پر نظر ڈالے گا تو وہی لباس اُسکو بھی اچھا معلوم ہوگا کیونکہ جنت میں کسیکو غم نہیں ہے۔ فرمایا ﷺ بہشتی ستر تکیوں پر تکیہ لگائے ایک کروٹ سے بیٹھا ہوگا۔ اسی طرح دوسری کروٹ ستر تکیوں پر بدلے گا پھر اسی حالت میں جنتی کے پاس ایک عورت آوے گی نہایت حسین اور وہ اپنا ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھ کر بے انتہا ناز و انداز سے اپنا حُسن و جمال جنتی کو دکھاوے گی۔ جب جنتی اُس کے چہرہ کی طرف نگاہ کرے گا تو اپنا عکس اُس کے رخسار میں دیکھ لیگا اور اُس کے چہرہ کی چمک ایسی روشن ہوگی جیسے آئینہ اور اُس کے موتی ایسے روشن ہونگے کہ جن میں سے ایک موتی مشرق سے مغرب تک کو روشن کردے اور وہ عورت بہشتی کو سلام کرے گی۔ بہشتی سلام کا جواب دے کر پوچھے گا اے عورت تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں خدا کا فضل ہوں جس کا جنتیوں کے واسطے قرآن شریف میں خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝ یعنی البتہ ہم اپنے فضل وکرم سے اور زیادہ دینگے۔ سو میں بھی اُسی فضل میں سے ہوں۔ اس عورت کے جسم پر ستر قسم کے نفیس وعمدہ لباس ہونگے۔ اُسکے لباس کو دیکھ کر خدا کی شان یاد کرے گا اور اُن سب لباسوں کے اندر سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھ لیگا اُس کے سر پر ایک تاج ہوگا جس کا ادنیٰ سا موتی مشرق سے مغرب تک روشن

ـــــــــــــــــــــــــــــ
لے احمد مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۲

کردے۔ ایسے ہی تمام جنتیوں کے ساتھ سلوک ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ اے میرے پروردگار جنتیوں میں سب سے کم رتبہ والا کون ہوگا۔ حکم ہوا کہ سب سے کم رتبہ والا وہ ہے جو سب کے بعد جنت میں داخل ہوگا اور دیکھے گا جنت کی طرف اور عرض کرے گا کہ خداوندا میں کہاں جاؤں وہاں تو لوگوں نے سب جگہ گھیر لی ہے۔ تب[1] اس سے خداوند تعالیٰ فرماوے گا کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ میں[2] تجھ کو اتنا ملک دوں کہ جتنا دنیا کے ایک بادشاہ کو دیا تھا۔ وہ عرض کرے گا ہاں اے خداوندا میں راضی ہوں۔ حکم ہوگا جا ہم نے تجھ کو اتنا اور اتنا اور پھر اتنا ملک دیا۔ وہ کہے گا پانچویں بار اے میرے رب میں راضی ہوں تجھ سے۔ اللہ تعالیٰ فرماوے گا یہ لے اور اس سے دس حصہ زیادہ اور بھی لے جو تجھے پسند ہو۔ وہ کہے گا اے پروردگار میں تجھ سے راضی ہوگیا ف سبحان اللہ تھک جائے گا بندہ مانگتے مانگتے اور مالک دیتے دیتے نہ تھکے گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا خداوندا سب سے بڑا رتبہ والا کون ہوگا۔ فرمایا اے موسیٰ سب سے بڑے رتبہ والے وہ لوگ ہیں جن کو میں نے چُن لیا ہے اور اپنی بڑی بڑی نعمتیں اُن کے واسطے تیار کر رکھی ہیں اپنے ہاتھوں سے اور اُن پر مہر لگا رکھی ہے[3] اور وہ وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سُنیں نہ کسی کے دل میں اُن کا خطرہ گزرا۔ حضرت[4] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک شخص دوزخ سے گرتا پڑتا مصیبت کا مارا پار ہوگا۔ جب دوزخ سے باہر آجاوے گا دوزخ کی طرف مڑ کر دیکھے گا اور کہے گا بڑی برکت والا ہے اللہ جس نے مجھ کو تجھ سے نجات دی۔ یہ اللہ کا مجھ پر اتنا بڑا انعام ہے کہ کسی پر اگلوں اور پچھلوں سے نہ ہوا ہوگا پھر اُسکو جنت کی طرف ایک درخت دکھائی دیگا اور کہے گا اے میرے پروردگار مجھ کو اس درخت کے سایہ میں پہنچا دے تاکہ میں وہاں آرام پاؤں اور پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرماویگا اے آدم کے بیٹے اگر میں تیرا سوال پورا کردونگا تو تو مجھ سے کچھ اور مانگے گا۔ یہ عرض کرے گا خداوندا میں عہد کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور کچھ نہ مانگوں گا تب خداوند تعالیٰ اُس کو وہاں پہنچا دے گا۔ جب وہ اُس کے سایہ میں آرام پاوے گا اور وہاں کا پانی پیوے گا تو اُس درخت کے آگے اُس کو

[1] مسلم مع نووی نولکشور ص۱۰۳ [2] مسلم مع نووی نولکشور ص۱۰۴ [3] بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۴۸۴ [4] مسلم مشکوٰۃ ص۴۸۴

ایک اور درخت دکھائی دیگا۔ عرض کرے گا کہ اے میرے رب مجھ کو تو اس درخت کے پاس پہنچا دے حکم ہو گا کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ اب سوال نہ کرونگا۔ عرض کرے گا خداوندا اب کے تو پہنچادے پھر اور سوال نہ کرونگا۔ جب خداوند تعالیٰ اُس کو وہاں پہنچادے گا اور یہ وہاں راحت پاویگا تب وہاں اسکو ایک تیسرا درخت جنت کے دروازہ کے قریب معلوم ہو گا اور وہ ان سب درختوں سے خوشنما معلوم ہو گا جس کے دیکھنے سے ایسا بے قرار ہو گا کہ اپنا عہد بالکل بھُول جائیگا اور بیقراری سے کہے گا اے میرے رب مجھ کو تو اس درخت کے نیچے اور پہنچادے حکم ہو گا اے ابن آدم تو تو اقرار کر چکا تھا کہ میں اب سوال نہ کرونگا۔ عرض کرے گا خداوندا بیشک سچ ہے میں اقرار کر چکا تھا مگر اب کے تو اور پہنچادے۔ حکم ہو گا پھر کوئی سوال نہ کریو اور اُس کو وہاں پہنچادے گا۔ جب وہ جنت کے دروازہ کے قریب پہنچے گا اور وہاں کی کیفیت دیکھے گا اور جنتیوں کی آواز سُنے گا۔ عرض کرے گا اے پروردگار اب تو تو مجھ کو جنت ہی میں پہنچادے حکم ہو گا اے آدم کے بیٹے تیرا سوال کب موقوف ہو گا اور بتلا تو سہی کیا تو راضی نہ ہو گا اگر میں تجھ کو اپنی جنت کی نعمتیں بخشوں دنیا کے برابر اور پھر اتنا ہی اور دوں۔ عرض کرے گا اے رب کیا تو مجھ سے ہنسی کرتا ہے میرا مالک ہو کر۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کر کر ہنسے اور کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہنسے تھے جب یہ حدیث بیان کی تھی۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہنسنے کا کیا باعث ہے۔ آپ نے فرمایا میں خداوند تعالیٰ کے ہنسنے کے سبب سے ہنسا جو اُس نے کہا کہ تو سارے جہان کا مالک ہو کر مجھ سے ہنسی کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماوے گا اے بندے میں تجھ سے ہنسی نہیں کرتا اور نہ مجھ کو یہ لائق ہے کہ میں تجھ سے ہنسی کروں بلکہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کر سکتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس بندہ کو جنت میں داخل کرے گا جب سارے جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے۔ [1] خداوند تعالیٰ فرماویگا اے جنت والو وہ عرض کریں گے حاضر ہیں ہم سب تیری خدمت میں۔ فرمائے گا خداوند تعالیٰ کیا تم راضی ہو مجھ سے۔ عرض کرینگے خداوند تعالیٰ ہم کو کیا ہے اور کس طرح نہ راضی ہوں ہم تجھ سے حالانکہ تو نے

[1] بخاری مسلم مشکوۃ ص۴۸۸

ہم کو وہ نعمتیں عطا کی ہیں کہ نہیں عطا کی تو نے اپنی کسی مخلوقات کو۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا کیا نہ دوں میں تم کو ایک چیز اُن چیزوں سے بہتر جو میں نے تم کو دی ہیں۔ عرض کرینگے اے رب وہ کونسی نعمت ہے سب نعمتوں سے بہتر۔ خداوند تعالیٰ فرماوے گا وہ میری رضامندی ہے میں اب خفا نہ ہونگا کبھی۔ پھر اُٹھایا جاوے گا پردہ اور ظاہر ہوگا پروردگار۔ پھر دیکھیں گے بہشتی اپنے پروردگار کو اور یقین کرلیں گے کہ جنت کی کوئی نعمت اس سے بہتر نہیں ہے۔ پھر ہمیشہ ہوتی رہے گی مہمانی اُن کی اللہ کے دربار سے۔ راضی ہونگے وہ اللہ سے اور راضی ہوگا اللہ اُن سے۔ جنت والے سب نعمتوں سے زیادہ دیدار الٰہی میں مزا پاوینگے۔ کسی کو جمعہ کے روز کسیکو ہفتہ میں دو بار اور کسی کو چار مرتبہ اور کسی کو ہر روز یہ دولت عظمیٰ نصیب ہوگی۔ اے اللہ نصیب کر ہم کو دیدار اپنا اور اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کا مجھ کو اور میری اہل بیت کو اور میرے دوستوں مسلمان مردوں اور عورتوں اور بڑے اور چھوٹوں سب کو آمین یارب العالمین۔ آمین

مسلم مشکوٰۃ صـ ۴۹۰

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا

رسالہ ختم تمت تیر

کتبہٗ محمد ابراہیم
اجمیری دروازہ دہلی

فہرست مضامین دستور المتقی المعروف بہ صلوٰۃ النبی

حضرت مولانا حکیم ابو العصام محمد عبد السلام صاحب (مولوی فاضل) مصحح کتاب ہٰذا کی مطبوعہ تصانیف

کشف الملہم عما فی مقدمہ مسلم

طالبین جامع صحیح مسلم! آپ نے صحیح مسلم پڑھی کتنی اچھی کتاب ہے۔ اس کا سوق حدیث، تنوع طرق، صیانت متن، ثقاہت رُواۃ اور تسلسل و بیان کتنا انوکھا ہے۔ ان ہی وجوہ سے مسلم کی بعض خوبیوں کا مقابلہ حدیث کی کوئی کتاب نہ کر سکی۔ فللّٰہ در ما قال وساق واجمع واخبر وحدث۔

مگر صحیح مسلم جیسی کتاب کا مقدمہ بھی اپنے اغلاق بیان میں مشہور ہے اور اردو میں اپنی شرح نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک معرّیٰ۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ جناب مولانا موصوف نے اس (مقدمہ) کی شرح و حل مغلقات و معضلات اس خوبی سے بیان کئے کہ ناقدین حدیث نے اسے سراہا اور اساتذۂ علم و فن نے اس کی قدر فرمائی۔ یہ مقدمہ کشف الملہم عما فی مقدمۃ مسلم کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

صفحات ۵۶۔ سائز ۲۰×۳۰ ۱/۸ قیمت چھ آنے (۶/)

اسلامی توحید

اس میں تعزیہ داری اور نوحہ و ماتم و گریہ وزاری کی تردید کر کے مخالفین کے استدلالات و شبہات کا دنداں شکن جواب دیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت حسین رضی کے قتل کرنے والے شیعہ حضرات ہیں۔ اب تعزیہ بنا کے خون کے دھبے کو مٹانا چاہتے ہیں۔ قیمت چار آنے

اسلامی پردہ

اس میں شرعی پردہ کی حقیقت و اہمیت اور اُس کی حکمت کو قرآن و حدیث اور براہین نقلیہ و عقلیہ سے ثابت و واضح کر کے مخالفین کی ہرزہ درائی کے دنداں شکن اور تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں جو ایک طالب حق کے لئے شمع ہدایت ہیں۔ قیمت چار آنے (۴/)

اسلامی صورت

اس میں ڈاڑھی و مونچھ کے احکام اور اسکی اہمیت کو قرآن و حدیث و آثار صحابہ و فقہی روایات سے ثابت کر کے مخالفین کے شکوک کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ قیمت چار آنے (۴/)

(محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار)